UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226272
UNIVERSAL
LIBRARY

نصرٌ من اللہ وفتحٌ قریب

الحمد للہ علیٰ احسانہ کہ دریں زمانِ نُصرت اقتران کتاب لاجواب درجواب رسالہ

جلوۂ جمال مصنفہ پیرجی خلیل الرحمن صاحب جمالی سروی

المسمّٰی بہ

رسالہ تنبیہ الغوی علیٰ الصراط السّوی

Checked 1969.

من تصنیف منیف

قدوۃ العرفا امام الفقرا حق بین و حق شناس حضرت جناب شاہ سید محمد صوفی جان صاحب صابری مرادآبادی

ادام اللہ افضالہم و زاد اللہ ارشادہم تصحیح و تنقیح شیخ کریم بخش صاحب و محمد عبد العزیز خان صاحب رامپوری

عقیدت کیشانِ جناب محتشم الیہ

در مطبع اکبری واقع محلہ نئی بستی شہر آگرہ باہتمام مجید الدین احمد طبع شد

یا شیخ   حق حق حق

۱۳۵۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

الحمد للہ حمداً متوافراً والشکر لہ شکراً متکاثراً۔ ونعت بے غایت حضرت سرور کائنات رحمت عالم
عالمیان تتمۂ دوران جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اجمعین ۵ اے حضرات ناظرین
عرصہ دو سال کا گذرا کہ راقم الحروف نے اپنے بعض احباب کی تاکید اور نیز بضرورت وقت جناب خلیل الرحمٰن صاحب سراوی
کے چودہ سوالات کے جوابات دئے تھے اُن کے جواب الجواب جناب خلیل الرحمٰن صاحب نے اپنے ایک مُرید امان خان
کے نام سے بذریعۂ رسالۂ جلوۂ جمال کے عنایت فرمائے ہین رسالۂ جلوۂ جمال کے اشتہارات تخمیناً چھ ماہ سے شائع
ہورہے ہین کہ جلوۂ جمال تیار ہی آٹھ آنہ قیمت قرار پائی ہی جس کا جی چاہے بذریعہ ویلیو پے ایبل منگالے۔
راقم الحروف ہی چونکہ جلوۂ جمال کے جلوہ کا مستحق اوّل ہی اسواسطے سب سے اوّل طالب ہوا خطوط بھی بھیجے تار بھی دئے
مگر جواب ندارد کا مضمون اس وقت تک پیش رہا مگر طالب صادق تھا اسواسطے باوجود پہلوتہی جناب خلیل الرحمٰن صاحب کے
بھی میرے پاس رسالۂ جلوۂ جمال مقام دیوگڈھ علاقۂ اودے پور سے جمادی الاول کی ۷ تاریخ سنہ ۱۳۱۳ ہجری کو خودبخود
آہی گیا۔ مین اس موقع پر نہایت افسوس کے ساتھ اس مکروہ امر کو ظاہر کرتا ہون کہ جناب خلیل الرحمٰن صاحب نے جلوۂ جمال
کو مجھ جیسے مستحق سے اس وقت تک کیون پوشیدہ رکھا یہ حکمت عملی جناب خلیل الرحمٰن صاحب کی ماہران فن مناظرہ
کے نزدیک پرلے درجہ کی بُزدلی پر دال ہی جب میری ہی تحریر کا جواب الجواب تھا تو مجھ سے کیون چھپایا مین نہین بلکہ
کُل جاننے والے کما حقہٗ جان گئے کہ علت پوشیدگی جلوۂ جمال خوف جواب جلوۂ جمال ہی۔ سو یہ بالکل بیکار۔
کیونکہ جواب تو دیا ہی جائیگا۔ اب انشاء اللہ اسی ہفتہ مین جواب دئے دیتا ہون۔ نسبت صابری اگرچہ بصفت صبر
موج زن ہی مگر بحالت عشق ؎ نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال + کے مصداق ہی صبر کے یہ معنی نہین ہین کہ کوئی
دریدہ دہن اپنے معشوق کی توہین اور تذلیل کرے اور عاشق صبر کئے بیٹھا رہے۔ اس موقع پر مین اس قضیہ کا ظاہر کرنا
خالی از ضرورت نہین سمجھتا ہون کہ بعض لوگ چاہے وہ دنیا دار ہین یا فقیر یہ کیون کہتے ہین کہ یہ بحث بیکار اور جواب دینا فضول
ہی۔ اے حضرات ناظرین اس قول کے جس قدر قائل ہین وہ حسب حال خود اس بحث کے متعلق کچھ نہ کچھ رائے زنی ضرور
کرتے ہین اور وہ رائے اُن کے توہمات باطنی کا ظہور اور اظہار ہوتا ہی جو دنیا دار اس وہم مین مبتلا ہین کہ جس طرح
بن پڑے نام آوری حاصل کرنا چاہیئے وہ بیشک اس بحث سے یہی نتیجہ اخذ کرتے ہین کہ بحث کرنے والون کو حصول
نام آوری منظور ہی اور جو دُنیا دار مبتلائے حسد ہین اُن کا قول یہی ہو سکتا ہی کہ نتیجۂ بحث ہذا حسد ہی ایسے ہی ہر شخص
حسب حال خود ایک نتیجہ اخذ کر رہا ہی۔ اور خود ہر شخص کا وہم تمیز حق و باطل کو آڑ ہو رہا ہی باقی جو درویش اور زمانہ

کون کہ صابری ایسا فرماتے ہین تو اُن کا فرمانا دو حال سے خالی نہین یا تو وہ بے حمیت اور مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کے محبت سے محروم ہین اور یا جہالت نے اُن کو اس فقرہ کے آڑ مین بچنے کی راہ بتائی ہی۔ اور وہ اپنے مُریدون کے سامنے ایسا بیان کرتے ہین کہ میان ہم فقیر ہین ہم کو اِن جھگڑون سے کیا کام ہی۔ یہ ارشاد اُن جاہل فقراے کور باطن کا محض بوجہ جہالت ظاہری اور عدم بصارت باطنی ہی۔ اسی سلسلۂ عالیہ صابریہ مین بے شمار جان نثاران صابر علیہ الرحمۃ ایسے موجود ہین جو کسی طور پر اس معاملہ سے پہلوتہی نہین کرتے۔ اللہ تعالے اُن کو اس ہمدردی کے معاوضہ مین درجات عالیہ عطا فرماوے۔ اب مین مطلب اصلی کی طرف رُجوع کرتا ہون۔ اے حضرات ناظرین جناب خلیل الرحمن صاحب کے سوالات کی بنیاد اُن توہمات پر مبنی تھی جو بوجہ اختلافات روایات سیر اُن کے دل پر محیط ہین۔ اور مین نے جو جوابات بذریعۂ قول فیصل دئے تھے وہ عقائد پر مبنی تھے جس کی وجہ سے مجکو قوی اُمید تھی کہ جناب خلیل الرحمن صاحب حق کو ہاتھ سے نہ دینگے اور یہ ناجائز قصہ داخل عدم آباد ہو جائیگا۔ مگر یہ خیال میرا میرے ہی حال کے موافق تھا نہ کہ خلیل الرحمن صاحب کے اس وجہ سے مین اپنے خیال مین ناکامیاب رہا۔ یعنی نہ خلیل الرحمن صاحب نے میری بے تعصبی کا خیال کیا نہ مسائل تصوف کا پاس کیا۔ اور نہ عقائد مشائخ رضی اللہ عنہم کا لحاظ کیا۔ اُنھین اپنے خیالات اور خدشات مین غرق ہوکر بذریعۂ جلوۂ جمال ایسے جواب الجواب لکھ مارے جو قطعی میری مُراد اور مفہوم کے خلاف ہین جن کی وجہ سے مجکو ہی کیا ہر شخص کو جس کو خداے تعالی نے ذرہ برابر بھی ایمان عطا کیا ہی افسوس ہے کیسے غضب کی بات ہی کہ مین تو اُس تعصّب اور غصّہ پر خاک ڈالکر جو مجھے بوجہ توہین حضرت مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ خلیل الرحمن صاحب سے ہونا چاہئے موافق عقائد اہل تصوّف اور مسائل تصوف کے انصافانہ جواب دون۔ اور خلیل الرحمن صاحب حق پوشی فرماکے میرے مفہوم کے خلاف جواب الجواب لکھین مگر وہ بھی کیا کرین اور مین بھی کیون افسوس کرون

شعر ظلم آری بدبری جفّ القلم + عدل آری برخوری جفّ القلم +

اے حضرات ناظرین انشاء اللہ تعالے مین تحریر ہذا مین بھی اپنے طریقۂ انصاف کو ہاتھ سے نہ دونگا کیونکہ جب خلیل الرحمن صاحب اپنے اُس انداز کو جو کسی طرح اُن کے شایان نہین نہین چھوڑتے تو مین اپنی وضع کیون چھوڑون۔ اے حضرات ناظرین جناب خلیل الرحمن صاحب جلوۂ جمال مین بھی اُنھین لغو روایات اور بے بنیاد حکایات پر اڑے ہوئے ہین جن کو مین قول فیصل مین مُحرّف اور پیران جاہل کے زٹل قافئے ثابت کر چکا تھا مگر ہان جلوۂ جمال مین چونکہ جلوۂ جمال ہی کچھ کچھ رنگ پلٹے ہین اور یہ تبدیلی رنگ کسی موقع پر اصل مطلب سے جان بچا کر مصنوعی جواب الجواب گڑھ لینے کے واسطے کی ہی اور کہین بوجہ خوف حضرات نظامیہ وغیرہ کے۔

اے حضرات ناظرین سوال اوّل کے مطابق جو خطرۂ مذموم خلیل الرحمن صاحب کے دل مین تھا۔ کہ جب حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خلافت نامہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چاک کر ڈالا تو پھر حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو باردیگر خلافت کیسے مل گئی۔ مین نے اُس کا جواب قول فیصل مین دیکر یون سمجھا دیا تھا کہ جناب خلیل الرحمن صاحب بعد تفویض خلافت طریقت خود بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا حق باقی نہین رہتا تھا کہ وہ اُس مفوضۂ خلافت کو قطب صاحب سے منظور یا تصدیق کراتے۔ اور یہ روشن دلیل پیش کر دی تھی کہ جب خلافت طریقت بامر حق عطا ہوتی ہی تو پھر منظوری غیر منظوری کیسی اور یہ بھی بتا دیا تھا کہ میان ایک خلیفہ کی تفویض خلافت مین دو شیخ جمع نہین ہوتے۔ اس کا جواب الجواب خلیل الرحمن صاحب نے میرے مفہوم کے خلاف جلوۂ جمال کے صفحہ ۹ سے ۴۲ تک دیا ہی جس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ خلیل الرحمن صاحب نے میرے بدیہی ثبوت اور روشن دلائل کو

یہ تو پہلی ہی بسم اللہ ہی ع (آگے آگے دیکھئے ہوتا ہی کیا) لیجئے اب دوسرے دعوی کو ملاحظہ فرمائیے۔

(**قولہ**) محقق جو آج دنیا مین ہین اُنھون نے اس تحقیقات سے بڑی خوشی ظاہر کی ہی چنانچہ رسالۂ فتوے گلزار خلیل ملاحظہ ہو۔

(**اقول**) اے حضرات ناظرین خلیل الرحمٰن صاحب کا یہ دعوے کہ اس تحقیقات سے جس مین ہم مبتلا ہین محققین زمانہ خوش ہین بلا دلیل ہی۔ مین کہتا ہون کہ دنیا بھر مین ایک بھی ذی عقل ایسا نہ ملیگا کہ جو اس قسم کی تحقیقات سے کہ جسمین اولیاے کاملین اور اکابرانِ دین رضی اللہ علیہم اجمعین کی توہین او تذلیل ہو اُس سے خوش ہو۔ مین اپنے اس قول کی تائید کے واسطے خلیل الرحمٰن صاحب کی اُس دلیل کو پیش کرتا ہون کہ جو اُنھون نے اپنے دعوی کے تائید کے واسطے پیش کی ہی یعنی فتوے گلزار خلیل کو دیکھو تا کہ ہماری تحقیقات سے محققین زمانہ کا خوش ہو جانا ظاہر ہو جاوے۔ اے حضرات ناظرین مین سخت مجبور ہو کر فتوے گلزار خلیل کی شرمناک حالت ظاہر کرتا ہون۔ نہ خلیل الرحمٰن صاحب فتوی گلزار خلیل کا حوالہ دیتے اور نہ مجھکو اُس کی تذلیل ہدیۂ ناظرین کرنی پڑتی۔ اب ناظرین پر خود بخود ظاہر ہو جاویگا کہ خلیل الرحمٰن صاحب کو دُنیا ہی مین فتوے گلزار خلیل سے کس قسم کے انعامات دلائے ہین (عاقبت کی خبر خدا جانے) سب سے اوّل مین بادشاہِ دوجہان خواجۂ خواجگان حضرت خواجۂ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان کے پرچۂ تذلیل مواہیر گلزار خلیل مطبوعۂ راجپوتانہ گزٹ ۱۸۹۱ء کا تھوڑا سا مضمون ہدیۂ ناظرین کرتا ہون۔ حضرات صاحبزادگان اجمیر شریف یون ارقام فرماتے ہین کہ صاحب گلزار خلیل نے جو العبد صاحبزادگان حافظ نعمت علی کی مہر کے ذیل مین شائع کئے ہین وہ نابالغ اور بے علمون کے ہین تاہم اُن سے بھی دریافت کیا گیا تو وہ کہتے ہین کہ ہمنے نہین کئے اور محض انکار کرتے ہین۔ الغرض صاحب گلزار خلیل نے جو بغرض شہرت صاحبزادگان کے ضمن مین نابالغ شامل کئے ہین سراسر دھوکا بازی ہی۔ اب ہم جمیع صاحبزادگان آستانۂ عالیہ حضرت خواجۂ خواجگان قدس اللہ سرہٗ العزیز متفق اللفظ تحریر کرتے ہین کہ کل اولیاء اللہ کی ولایت پر اجماع ہی اور جس شخص نے نسبت خاندان عالیہ صابریہ اور اولیاء اللہ کے کلام بے ادبانہ لکھا ہی وہ شخص مردود علیہ اللعنت ہی اور درحقیقت تصانیف گلزار خلیل محض لغویات سے ہی درحقیقت بحکم شریعت غرا قابل دار ہی۔ صاحب گلزار خلیل مدارج اولیاء اللہ سے وقفیت نہین رکھتا ہی اگر کچھ بھی حصہ ہوتا تو ایسے بے ادبانہ کلام نسبت حضرت خواجۂ مخدوم علاؤالدین علی احمد صاحب قدس اللہ سرہ العزیز و پیرانِ طریقت کو نہین لکھتا۔ اور اپنی اغراض اور کشاکش عناد سے نوبت کفر تک پہونچا دی۔ اللہ تعالے اُس اسیر ضلالت کو ہدایت فرماوے۔

اے ناظرین اللہ کے واسطے دل سے آمین کہو اور اقرار کرو کہ مولوی معنوی کا یہ شعر الہامی ہی

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد　　میلش اندر طعنۂ پاکان برد

اے حضرات یہ مقامِ خوف ہی دیکھو بادشاہِ ہند کے دربار عالیہ سے خلیل الرحمٰن کو کیسی کیسی صفات کے ساتھ متصف کر کے مخاطب کیا ہی۔ یہ تنبیہ خلیل الرحمٰن ہی تک بس نہین کرتی بلکہ ہر مسلمان کے واسطے ایک نصیحت ہی بے شک جو شخص کسی ولی برحق پر حملہ کرتا ہی وہ اسی قسم کی ذلت اور بے حرمتی کا شایان ہوتا ہی۔

اے ناظرین یہ موقع تقابل ہی انصاف سے مقابلہ کرو اور غور سے دیکھو کہ ایک نام لیوئے صابر علیہ الرحمتہ یعنی مخدومنا حضرت حاجی شاہ امداد اللہ صاحب چشتی صابری مہاجر کو بطفیل صابر علیہ الرحمۃ کے کیسی عزت اور عظمت اُس دیار مین جو خانۂ خدا ہی حاصل ہی۔ دیارِ یار کے معزز اور ممتاز حضرات ایک خادم صابر علیہ الرحمۃ کو

کیسی پیاری اور میٹھی اور باعظمت نگاہون سے دیکھتے ہین - اور خلیل الرحمن کو والیٔ ہند کے محافظین نے کیسی ذلت اور بے حرمتی کے ساتھ یاد کیا ہے - کیا اس سے بڑھکر کوئی دوسری دلیل بدیہی حق و باطل کے تمیز کے واسطے ہوسکتی ہے - ادھر لاکھون جان نثاران صابریہ مین سے ایک ہی جان نثار کا حوالہ دیا ہے - اگر سب کا حوالہ دون اور سب کی عزت ظاہر کردون تو تحریر مین بھی طول ہوگا اور مخالفین کی آتش حسد بھی بھڑکیگی اسواسطے اسی قدر پر اکتفا کیا اور ظاہر کردیا کہ بمقابلہٗ ایک جان نثار صابر علیہ الرحمۃ کے کل جمالیون کا پیشوا کیسا ذلیل و خوار ہے اب علماے حیدرآباد کی تحریر ملاحظہ فرمایئے - علماے حیدرآباد رسالہ تکذیب گلزار خلیل مسمیٰ بر سالہ جلیل مطبوعہ مطبع دستگیری حیدرآباد مین یون تحریر فرماتے ہین کہ ہم ۵۵ آدمی حیدرآبادی بقسم و سوگند کہہ سکتے ہین کہ خلیل الرحمن مجسم شیطان مردود جہان نے رسالہ گلزار خلیل مین جو واقعی نار نمرود ہے اپنی بریت مردودیت پر ہماری العبدین کرلی ہین نہ ہمکو اطلاع نہ خبر نہ ہماری مرضی یہ تمام کارروائی رسالہ مذکور کی از سرتا پا فرضی ہے درحقیقت یہ شخص پکا مردود ہے

اے حضرات ناظرین علماے حیدرآباد نے اس رسالہ مین اسی قسم کے الفاظ کے ساتھ ایک طولانی مضمون لکھا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خلیل الرحمن صاحب نے علماے حیدرآباد پر ایسا ناجائز اور خلاف شان اتہام کیا کہ جس کی وجہ سے اُن کے اسلامی خون مین جوش آگیا اور اُنھون نے خلیل الرحمن صاحب کو بدترین خلائق سمجھکر وہ الفاظ استعمال فرمائے کہ جو ارذل خلائق کے واسطے واضعین الفاظ نے وضع فرمائے -

اے ناظرین یہ مقام انتہا درجہ کی حیرت اور تعجب کا ہے کہ خلیل الرحمن جیسے پیر طریقت نے خود غرضی کی غرض سے کیسا ناجائز اور خلاف قانون فعل کیا ہے - فتوے گلزار خلیل کے متعلق مین نے بھی بہت سے مہر کرنے والون کے نام نوٹس دے - ہر شخص نے یہی جواب دیے کہ ہمین کچھ خبر نہین وہ کل خطوط میرے پاس موجود ہین - بوجہ طول نقل نہین کرتا صرف انھین ۵۵ مطبوعہ تحریرات پر اکتفا کرتا ہون - ناظرین کے واسطے اسی قدر کافی ہے ہر شخص پر فتوے گلزار خلیل کی وقعت اور بے وقعتی اسی تحریر سے ظاہر ہوجاویگی - اور ہر شخص پر صاحب جلوۂ جمال کی طمطراق لایعنی ظاہر ہوجاویگی - اور اچھی طرح سے جلوۂ جمال کے جلوہ آرائی پر پانی پڑجاویگا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط اب جبکہ جلوۂ جمال کی کیفیت ظاہر کرچکا تو مطلب اصلی کی طرف رجوع کرتا ہون -

اے حضرات ناظرین مین نے قول فیصل کے صفحہ ۱۰ سے صفحہ ۳۹ تک یہ مقدمہ قائم کرکے کہ روایات سیر کے ذریعہ سے کسی امر کا فیصلہ ہوہی نہین سکتا ثابت کردیا ہے کہ روایات سیر مین بوجہ مختلف الحالی راویان از سرتا پا اختلاف ہوتا ہے اسواسطے بذریعۂ روایات سیر سوالات قائم کرنا اور پھر سیر ہی کے ذریعہ سے مستدعی اطمینان ہونا شیخ وقت کا کام نہین اور یہ بھی بتادیا تھا کہ ملفوظات کی بھی یہی کیفیت ہے - مگر ملفوظات جاہیے وہ برباد کنندۂ کمال صاحب ملفوظات ہی کیون نہ ہون عوام کا اعتقاد اُن پر مثل کتب آسمانی کے ہوتا ہے اس وجہ سے مین نے اپنے قول کی تائید مین ۲ قول بزرگانِ نظامیہ رضی اللہ عنہم کے ایسے پیش کردیے تھے جو میرے دعوی سے بدرجہا بڑھے ہوئے ہین میرا عقیدہ تو صرف اسی قدر ہے کہ ملفوظات کے وہ اقوال جو خلاف عقائد ہون قابل اعتبار نہین اور ان ہر دو حضرات رضی اللہ عنہم نے بذریعۂ مشاہدات اکثر ملفوظات سے قطعی انکار فرمایا ہے

حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد جس کو وہ حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

ارشاد فرماتے ہین صاف بتا رہا ہی کہ اولیاے خاندان چشتیہ مین سے کسی ایک بزرگ نے بھی کتاب تصنیف نہین فرمائی- اور حضرت سید محمد گیسو دراز نظامی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد کہ محبوب پاک رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات مین سے صرف حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات جمع کئے ہوئے صحیح ہین بخوبی ظاہر کر رہا ہی کہ باقی بے اعتبار ہین ان حضرات کے یہ ارشادات محض اس غرض سے ہین کہ عوام الناس نے ہر قسم کے ملفوظات پر قرآن و حدیث سے زیادہ عمل درآمد کر رکھا ہی یہ لوگ امراض باطنی کے طبیب حاذق تھے اُن کا کوئی قول خالی از حکمت نہین ہو سکتا اے حضرات ناظرین قول فیصل کی بنیاد اسی مقدمہ پر تھی خلیل الرحمن صاحب نے باوجود اس شور و غوغا کے کہ ہمنے قول فیصل کے فقرہ فقرہ کا جواب دیا ہی اس مقدمہ کی تردید کی طرف رخ ہی نہین کیا خلیل الرحمن صاحب کا یہ آنکھ چُرانا دو وجہ سے ہی- ایک یہ کہ مقدمۂ ہذا کی کسی طور پر تردید ہو ہی نہین سکتی- اور خلیل الرحمن صاحب ثابت کر ہی نہین سکتے کہ ابتداے عالم سے اسوقت تک کسی نبی یا ولی نے کتب آسمانی اور اقوال انبیا علیہم السلام کو چھوڑکر کسی قضیہ کا فیصلہ بذریعہ روایات سیر کیا ہو- اور نہ وہ یہ بتا سکتے ہین کہ مناقشات باہمی کے فیصلہ کیواسطے قرآن و حدیث- اجماع اور قیاس مخصوص ہین ویسے ہی روایات سیر بھی ہین- دوسری وجہ یہ ہی کہ مین نے اپنے قول کی تائید مین دو بزرگان عالیشان نظامیہ کے اقوال پیش کئے ہین خلیل الرحمن صاحب نے بوجہ خوف حضرات نظامیہ کے اُن کے اقوال کی تردید سے جان چُرائی ہی اگرچہ میری آڑ مین اُن ہر دو حضرات پر بھی دل کھولکر حملہ کیا ہی مگر جلوۂ جمال کے کسی صفحہ پر یون نہین لکھا کہ حضرت مخدوم چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول باین طور اور حضرت سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کا قول باین وجہ غلط ہی اور اسی خوف کی وجہ سے جلوۂ جمال کے کسی صفحہ یا حاشیہ پر یہ بھی نہین ثابت کر سکے کہ روایات سیر چاہے مخالف شریعت ہو اور چاہے مخالف طریقت واجب العمل ہی ہین- اے حضرات ناظرین جب خلیل الرحمن صاحب میرے مقدمۂ ابتدائی کی تردید نہین کر سکے کہ جسپر میری کل تحریر کی بنیاد ہی تو پھر نہین معلوم جلوۂ جمال مین جواب الجواب کیون دئے ہین- موافق فن مناظرہ اُن پر واجب تھا کہ اوّل وہ میرے تمہیدی مقدمہ کی تردید کرتے اور بدلائل قویہ ثابت کر دکھاتے کہ ہر روایت سیر چاہے کیسی ہی مخالف عقائد ہو واجب العمل ہی ہوتی ہی- اور حضرات نظامیہ کے دونون قول باین وجہ لایق عمل نہین جب وہ یہ ثابت کر چکتے تب اُن کو استحقاق حاصل ہوتا کہ وہ بمقابلہ میرے بذریعہ روایات سیر جواب الجواب لکھتے- اس وقت تو بوجہ نہ تردید کرنے میرے مقدمۂ تمہیدی کے جس قدر جواب الجواب بذریعہ روایات دئے ہین وہ سب رد اور مردود ہین مجھکو ضرورت نہین تھی کہ مین اُن جواب الجواب کا جواب دون جو میرے مفہوم کے خلاف دئے گئے ہین- اور میرے مقدمۂ ابتدائی کی تردید سے جان چُرائی گئی ہی جس کے یہ معنی ہین کہ خلیل الرحمن صاحب نے میرے مقدمہ کو قبول اور منظور کر لیا- مگر خلیل الرحمن صاحب کی چالاکیان اور تراش و خراش مضمون لایق اسی کے ہی کہ ہدیۂ ناظرین کیا جاوے- اس وجہ سے جواب دینا خالی از ضرورت نہین سمجھتا- مگر جواب دینے سے پہلے اس قدر عرض کرنا ضروری سمجھتا ہون- جناب خلیل الرحمن صاحب کو پھر اجازت دیتا ہون کہ میرے مقدمہ کا جواب دو اور ثابت کرو کہ روایات سیر چاہے کیسی ہی ہون واجب العمل ہی ہوتی ہین اور جیسے اپنے دعوی کی تائید مین مین نے یہ دلیل پیش کی تھی کہ علماے محققین نے باوجود اسکے کہ ہر حدیث کے قبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی لکھا ہوا تھا- صدہا حدیث کو بوجہ مخالفت عقائد کے چھونٹا کر دیا- ایسی ہی کوئی دلیل آپ بھی پیش کرین کہ جس سے یہ امر ثابت ہو جاوے کہ محققین کے نزدیک

ہر روایت سیر چاہے مخالف عقائد ہی ہو واجب العمل ہی ہوتی ہی اور نیز اسکا بھی سبب ارقام فرمائیے کہ جس عقیدہ کا مذموم کا
الزام آپ کے خلیفہ مولوی عبد العظیم صاحب نے حضرات صابریہ پر لگایا تھا کہ صابریون کے نزدیک مخدوم صاحب کا
رتبہ خاتم النبیین سے بھی بڑا تھا اور جس کی مفصل کیفیت مین نے قول فیصل کے صفحہ ۳۲ اور ۳۳ پر لکھے تھے اسکی
تردید سے آپ نے کیون جان بچائی - اگر جواب نہ بن پڑا تھا تو صاف لکھدیا ہوتا کہ عبد العظیم سے غلطی ہوئی معاف کرو -
جناب خلیل الرحمن صاحب حق سے پہلوتہی کرنی گویا حق سے روگردانی کرنی ہی - اور عنایت فرماکر اسکا بھی سبب لکھئے
کہ جس اہتمام سے آپ کے بھائی سراج الحق نے کرشمہ جمال کے صفحہ ۹، پر حضرات صابریہ کو متہم بنایا تھا
کہ صابرین کے نزدیک مخدوم صاحب مین روح کے جلانے کی بھی طاقت تھی - اور جس کا جواب مین نے
قول فیصل کے صفحہ ۳۵ اور ۳۶ پر دیا تھا اُس کی تردید آپنے کس مصلحت سے نہین کی حضرت یا تو رد کیا ہوتا
یا اقرار کر لیا ہوتا کہ ہمارے بھائی سے غلطی ہوئی ہم معافی کے خواستگار ہین انشاء اللہ مین فوراً معافی دیتا
جناب خلیل الرحمن صاحب ان کُل ضروری امورات کا جواب رسالہ ہٰذا کی اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دیجئے
یا اعلان کیجئے کہ ہم کو قول فیصل سے من کل الوجوہ اتفاق ہے -

اے ناظرین اب مین غیر ضروری جواب الجواب کا جواب آپ لوگون کی آگاہی کے واسطے دیتا ہون مین نے
قول فیصل کے صفحہ ۴۰ پر یون لکھا تھا کہ خلیل الرحمن صاحب نے جو سوال اوّل قائم کیا ہی وہ اُن کی شان کے
خلاف ہی کیونکہ وہ شیخ وقت ہین اور شیخ وقت کی یہ شان ہوتی ہی ۶ اے لقاے تو جواب ہر سوال - اس کا
جواب خلیل الرحمن صاحب نے جلوۂ جمال کے صفحہ ۴ پر یون عنایت فرمایا ہی -

(قولہ) آپ کے نزدیک نہ محققین کے نزدیک یہ وہ سوال ہی جو کئی سال سے آپ صاحب جواب کے لئے
... لگا رہے ہین اب تک سوائے سب شتم جواب بن نہین پڑا -

(اقول) کیون جناب خلیل الرحمن صاحب کیا جواب اسی کا نام ہی - جناب اوّل یہ ثابت کیا ہوتا کہ ہمارا سوال
فلان فلان اسرار شریعت اور فلان فلان دقائق طریقت پر مشتمل ہی اور بتا دیا ہوتا کہ وہ اسرار اور دقائق کچھ
اس ڈھنگ کے ہین کہ مجھ جیسا پیر طریقت حیران اور پریشان ہی - اور صاف لکھدیا ہوتا کہ بے شک جسوقت مجھکو
میرے پیرو مرشد نے خلافت عطا فرمائی تھی اُسوقت مین کل مراتبات خلافت سے فائز ہو گیا تھا مگر یہ دقائق اُسوقت بھی منکشف ہونے
سے باقی رہ گئے تھے - اور یہ بھی لکھ دیا ہوتا کہ بیشک مین ہون تو ایسا ہی کہ جسوقت میرے مُرید میرے چہرے پر نظر ڈالتے ہین تو بموجب
ارشاد ۶ اے لقاے تو جواب ہر سوال ✤ اُسوقت اُنکے خطرات اور خدشات فوراً ہی حل ہو جاتے ہین - مگر یہ دقائق سوال اوّل کے
کچھ ایسے دقائق ہین کہ جنھون نے مجھ ہی کو مخدوش بنا رکھا ہی - جب یہ کُل اُمور ثابت کر چکتے - تب یہ فرماتے کہ آپکے نزدیک نہ محققین
کے نزدیک - اسوقت تو یہ لکھنا بالکل عقب گذاری پر دال ہی - اب مین پھر بہ آواز بلند کہتا ہون کہ میری اس تحریر کا جواب
ہو ہی نہین سکتا - کیونکہ اگر خلیل الرحمن صاحب یون کہتے ہین کہ ہم ایسے شیخ وقت نہین کہ جسکی یہ شان ہو ۶ اے لقاے تو جواب
ہر سوال ✤ اسواسطے سوال کرتے ہین تو پیری اور کمالات پیری پر پانی پھرا جاتا ہی اور جو یون کہتے ہین کہ ہم پیر باکمال ہین
تو وہی قضیہ تحصیل حاصل پیش ہو کر سوالات در گور ہوتے جاتے ہین -

اے حضرات ناظرین مین نے پیر جی صاحب کے اس لچر سوال کے جواب مین جس کو وہ دقیق سمجھے ہوئے ہین
دو فقرے لکھکر قضیہ تمام کر دیا تھا - مگر تقدیر الٰہی ٹل نہین سکتی - خلیل الرحمن صاحب سمجھ نہین سکتے - غور فرمائیے
کہ کیسے دو سیدھے سادے فقرے لکھکر سمجھایا تھا کہ جن کے ذریعہ سے ان پڑھ بھی سمجھ سکتے تھے - مگر

افسوس خلیل الرحمن صاحب نہین سمجھے۔ فقرۂ اوّل یہ تھا کہ بعد تفویض خلافت طریقت خود بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا حق باقی نہین رہتا تھا کہ وہ اُس مفوضۂ خلافت کو جو بالہام حق دیتے تھے قطب صاحب سے منظور یا غیر منظور کراتے۔ اور اس فقرہ کی تائید مین یہ روشن دلیل پیش کر دی تھی کہ تفویض خلافت طریقت متعلق بالہام ربانی ہوتی ہی اسواسطے اُسمین منظوری اور غیر منظوری کی گنجائش نہین ہوتی۔ فقرۂ دوم یہ تھا کہ ایک طالب کی تفویض خلافت طریقت مین دو شیخ جمع نہین ہوسکتے۔ اور اِس فقرہ کی تائید مین دلائل ذیل پیش کر دی تھین۔ اوّل یہ کہ تفویض خلافت بامر حق ہوتی ہی اسواسطے شیخ اُنھین طالبانِ حق کو واصل بحق کرتا ہی جن کے واصل بحق کرنے پر مامور ہوتا ہی اِس لیئے دوسرا شیخ اُس کے اِس کار منصبی مین شریک نہین ہوسکتا ہی دوم یہ کہ شیخ درمیان طالب حق اور حق کے مثل برزخ کے ہوتا ہی اور وحدت برزخ اظہر من الشمس ہے۔
سوم یہ کہ یَوْمَ نَدْعُوْ كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ سے وحدت شیخ ظاہر ہی۔ کیونکہ امام بصیغۂ واحد واقع ہوا ہی یعنی کل اُٹھنے والے اپنے اپنے امام کے ساتھ محشور ہونگے۔ یہ ممکن نہین کہ ایک مُرید دو پیرون کے جھنڈے کے نیچے ہو۔ چہارم یہ کہ اس حدیث کے مضمون سے کہ جب دو خلیفون سے بیعت کیجاوے پس قتل کرو اخیر اُنہین سے صاف ظاہر ہی کہ پیر طریقت ایک سے زیادہ نہین۔

اے حضرات ناظرین آپ خود انصاف فرماسکتے ہین کہ اِن ہر دو فقرون اور اُن کی دلائل کا جواب ہوسکتا ہے۔ کیا جناب خلیل الرحمن صاحب اسکا جواب دے سکتے ہین کہ احکام منزل من اللہ کو کوئی ناچیز انسان نامنظور کرسکتا ہی یا اس کو ثابت کرسکتے ہین کہ تفویض خلافت مین دو شیخ جمع ہوسکتے ہین۔ یا یہ بتاسکتے ہین کہ شیخ مثل برزخ کے نہین ہوسکتا۔ یا کلام ربانی اور حدیث نبوی کو رد کرسکتے ہین۔ ہرگز نہین۔ اب غور سے ملاحظہ فرمائے کہ خلیل الرحمن صاحب نے میرے فقرۂ اوّل کا جواب کیسا پاکیزہ دیا ہی۔ جلوۂ جمال کے صفحہ ۱۰ مین فرماتے ہین۔

(**قولہ**) هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر آپ سچے ہین تو کوئی دلیل لاؤ۔

(**اقول**) اے ناظرین دیکھو خلیل الرحمن صاحب نے کیا خوب جواب دیا ہی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ خلیل الرحمن صاحب کی نظر میری اس روشن دلیل پر نہین پڑی کہ تفویض خلافت بالہام ربانی ہوتی ہی۔ اگر اُن کی نظر پڑتی تو باوجود موجود ہونے ایسی روشن دلیل کے مجھ سے دلیل کے طالب نہ ہوتے۔ علاوہ اِس کے میرے فقرۂ اوّل کا یہ جواب نہ تھا بلکہ صرف اس قدر جواب تھا کہ فلان فلان دلیل سے ثابت ہی کہ احکام منزل من اللہ کو اوسکا عاجز بندہ نامنظور کرسکتا ہی۔

جب یہ ثابت نہ کرسکے۔ تو ناحق یہ فقرہ لکھا کہ کوئی دلیل لاؤ۔ اب مین خلیل الرحمن صاحب کی اُس دلیل کو پیش کرتا ہون جو اُنھون نے میرے فقرۂ اوّل کے جواب مین پیش کی ہی۔ جلوۂ جمال کے صفحہ ۱۰ پر یون فرماتے ہین۔

(**قولہ**) سید صاحب جو شخص اپنے کمال مین یکتا اور مراتب صوری اور معنوی مین اعلی اور ارفع اور صاحب اختیار ہو اُس کو ہر طرح کا مجاز ہوتا ہی

(**اقول**) اے حضرات ناظرین یہ خلیل الرحمن صاحب کی دلیل اوّل ہی جو صاف بتاتی ہی کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بوجہ صاحب اختیار ہونے کے یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ احکام منزل من اللہ کو قطب صاحب سے منظور یا غیر منظور کرایا کرتے تھے نعوذ باللہ منہا۔

اے ناظرین اگر خلیل الرحمن صاحب کی اس دلیل مین غور کی جاوے تو بخوبی ظاہر ہوتا ہی کہ یہ عقیدہ کسی ادنی درجہ کے

جاہل کا بھی نہین ہوسکتا ہی کسی مذہب والا جو پابند مذہب ہو گا اس کا قائل ہی نہ ہو گا کہ حکم خداوندی کو کوئی ناچیز بندہ نامنظور کرسکے۔ یہ تو خلیل الرحمٰن صاحب ہی کی جرأت ہی کہ وہ بلا خوف وخطر ایسا مضمون لکھوا کر شائع کرا دیتے ہین۔ اس موقع پر ایک بحث دقیق ہوسکتی ہی مگر کیا کرون خلیل الرحمٰن صاحب مخاطب ہین اسواسطے تکلموا الناس علی قدر عقولہم پر عمل کر کے صرف اسی قدر دریافت کرتا ہون کہ کیون جناب خلیل الرحمٰن صاحب جب خلافت طریقت بالہام ربانی دیجاتی تھی اور اُس کو قطب صاحب نامنظور کیا کرتے تھے۔ تو کیا اللہ صاحب کے علم قدیم مین بھی کچھ تشکیک رہا کرتی تھی یعنی اللہ صاحب بھی کسی ناقابل کو قابل سمجھکر باباصاحب سے خلیفہ کرادیا کرتا تھا جس کی خلافت کو قطب صاحب بوجہ ناقابل ہونے کے نامنظور کیا کرتے تھے۔ نعوذ باللہ من ہذہ البہتان العظیم۔ جناب خلیل الرحمٰن صاحب بے شک حضرات صاحبزادگان اجمیر شریف کا یہ فقرہ کہ اپنے اغراض اور کشاکش عناد سے نوبت کفر تک پہونچا دی۔ الہامی معلوم ہوتا ہی۔ بھلا کیا ٹھکانا ہی نہ خداوند عالم کو بغیر الزام کے چھوڑتے ہو۔ نہ اولیاء اللہ کا لحاظ کرتے ہو۔ دریاے خودغرضی مین غرق ہو۔ جس کی وجہ سے منکر بدیہات ہوگئے ہو۔ کیسے غضب کی بات ہی۔ یہ امر بدیہی کہ علم خداوندی نقص سے مبّرا اور منزّا ہی تمھاری عقل مین نہین آتا ہی سکے جاتے ہو کہ قطب صاحب خلافت ربانی کو نامنظور کیا کرتے تھے۔ دیکھو خداے تعالےٰ وہ قادر مطلق ہی کہ اُس نے اِسی سوال اول مین تمھارے ہی قلم سے حق بات لکھوادی۔ یعنی تم نے خود لکھا ہی کہ یہ معاملہ نہ توکسی اولیاے سابقین مین سے برتا نہ بعد مین کسی نے جاری رکھا۔ مین کہتا ہون کہ اگر یہ فعل جائز ہوتا یا مجوز طریقت ہوتا تو کل اولیاے اولین وآخرین اس کے پابند ہوتے مگر افسوس خود لکھتے ہو اور سمجھتے نہین ارے حضرت تعصب کو دور کر کے کیون نہین اقرار کرتے کہ یہ روایت جھوٹی اور محرّف ہی۔ غور توکرو کہ باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ سے جمہور کے خلاف ایسا فعل کہ وہ حکم الٰہی کو اپنے ایک خادم سے نامنظور کراتے کیسے ظہور مین آسکتا تھا علاوہ اِسکے جلوۂ جمال کے صفحہ ۱۲ پر بھی یون لکھتے ہو کہ تفویض خلافت شیخ وقت بلاشک متعلق بالہام ربانی ہوتی ہی اور پھر لکھی جاتی ہو کہ قطب صاحب اُسے نامنظور کیا کرتے تھے اور خدا سے نہین ڈرتے اب مین آپ کی اُس دلیل کو ذلیل کرتا ہون جو آپ نے اپنے اس دعوی کی تائید مین پیش کی ہی کہ بعد صدور الہام ربانی کے بھی شیخ وقت خلافت الٰہی کو منظور کرا سکتا ہی۔

(قولہ) شیخ وقت کو بعد صدور و ورود الہام ربانی اُس کا۔ یعنی تفویض خلافت جو متعلق بالہام الٰہی ہی استحقاق کامل حاصل ہوتا ہی کہ اپنے خلیفہ کی خلافت کو کسی دوسرے شیخ وقت سے جو ایسا اور ایسا کامل اور مکمل ہو منظور کراوے تاکہ حیّز فعل مین بھی اُس مرتبہ کا پورا پورا ثبوت ملجاوے۔

(اقول) اے حضرات ناظرین خلیل الرحمٰن صاحب کے اس خود گھڑت عقیدہ کو غور سے ملاحظہ فرمائیے یہہ عجیب بات ہی کہ اُس فعل کا جو بالہام حق ظہور مین آوے اور جس کو شیخ وقت ظاہر فرماوے پورا پورا ثبوت نہووے مگر اُس شیخ کے ایک خادم کے منظور کرنے سے اُس کا ثبوت ہو جاوے لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

جناب خلیل الرحمٰن صاحب خوب یاد رکھئے کہ تکمیل کمالِ انسان کامل تکمیل عبدیت پر منحصر ہی۔ اور تکمیل عبدیت عاجزی اور افتقار پر منحصر ہی۔ اور آثار عاجزی مالک حقیقی کے حکم کے مقابل مین سر جھکانا ہی۔ مگر آپ کے نزدیک نہین۔ آپ یہی کہے جاتے ہین کہ ہمارے جد امجد قطب جمال حکم خداوندی کو نامنظور کیا کرتے تھے۔ اللہ پاک آپ کو اِس ٹیڑھی راہ سے بچاوے آمین۔

اسے حضرات ناظرین خلیل الرحمٰن صاحب نے جو دُو دلیلین میرے فقرۂ اوّل کی تردید مین لکھی ہین وہ دونون بمقابلۂ عقائد جمہور تو مردود تھی ہین - اور مین نے بھی ہندی کی چندی کرکے اُن کو رد کر دیا - اب مین پھر جناب خلیل الرحمٰن صاحب کو بطریق ہمدردی نصیحت کرتا ہون کہ میان خلیل الرحمٰن صاحب نہ خلافت ربانی کو کوئی غلام ربانی نامنظور کرسکتا ہی اور نہ اللہ تعالےٰ کسی ناقابل کو بذریعۂ شیخ وقت خلافت دے سکتا ہی اور نہ شیخ وقت خلافت الٰہی کو کسی دوسرے شیخ سے نامنظور کرا سکتا ہی - حضرت آپ کے اس لغو عقیدہ کی وجہ سے علم خداوندی مین تو تشکیک کا الزام عائد ہوتا ہی اور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر انحراف حکم خداوندی کا الزام لگتا ہی - حسد کو دور کیجیے اور اِس عقیدۂ فاسدہ سے توبہ کرکے اس لغو روایت کو محرف کہدیجیے - اور جو آپ نے جلوۂ جمال کے صفحہ ۱۰ اور ۱۱ پر بہت سی کتابون کے نام لکھدیے ہین اونمین سے کسی ایک مین بھی یہ مضمون نہین ہی کہ جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ منصب حاصل تھا کہ وہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عطیہ خلافت کو جو بالہام حق عطا کیا کرتے تھے نامنظور کیا کرتے تھے - اور اگر کسی کتاب مین یہ مردود فقرہ ہوتا بھی تو بھی بمقابلۂ عقائد اہلِ حق کے مردود ہی رہتا - یہ آپ کا خیال محض ہی جو آپ اس قسم کے مردود عقیدہ کے معتقد ہین اگرچہ مین قول فیصل مین آپ کو سمجھا چکا ہون اور پھر سمجھائے دیتا ہون - کہ جناب یہ ایک طریقہ بزرگون کا ہوا کرتا ہی کہ جس کسی کو خلیفہ کیا کرتے ہین اُس کو اپنے یارون کے پاس بھی بھیجا کرتے ہین تاکہ وہ بھی اُس کے کمال و جمال سے خوش ہون چنانچہ بابا صاحب کا یہی طریقہ تھا - سیر الاولیا کے صفحہ ۱۱۶ کو دیکھو ایک صحیح روایت کہ جسمین ایک لفظ بھی خلاف عقیدہ نہین ہی موجود ہی اور اُس مین صاف لکھا ہوا ہی کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کو اجازت نامہ عطا فرماکر فرمایا کہ ہانسی مین مولانا جمال الدین کو اور دہلی مین قاضی منتجب کو دکھانا - اِسی موقع پر محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے یون فرمایا کہ شیخ نے خونجیب الدین کا ذکر نہین فرمایا تو مجکو خیال ہوا کہ شیخ نے اُن کا ذکر کیون نہین فرمایا - اِس سے ظاہر ہی کہ بابا صاحب نجیب الدین کے پاس بھی بھیجا کرتے تھے -

خلیل الرحمٰن صاحب اس سیدھے سادے معاملہ کو آپ نے گڑبڑ کرکے منصب منظوری خلافت اور تصدیق خلافت نام رکھ لیا - سیر الاولیا کی صحیح روایت نے آپ کی اُس خیالی عمارت کو جو آپنے دس سال کے عرصہ مین بنائی تھی ڈھا دیا اور صاف طور سے بتا دیا کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے خلفاء کا بھیجنا بطریق رسم تھا باقی ایک دوسرا طریقہ بطریق احتمال -

مین قول فیصل مین لکھ ہی چکا ہون کہ شاید بابا صاحب نے قطب صاحب کو مُہر کرنے کی خدمت سپرد فرمائی ہو سو یہ تحریر میری احتمالی ہی اصل یہی ہی جو سیر الاولیاء کے روایات صحیحہ سے ثابت ہی - لیجیے اب مین آپ کے اُس تحریر کا جواب دیتا ہون جو آپ نے میرے فقرۂ دوم کے متعلق جلوۂ جمال کے صفحہ ۱۲ پر لکھی ہی -

(قولہ) تفویض خلافت طریقت مین دُو پیر دو سلسلون کی جمع نہین ہوسکتی - لیکن وہ جو بباعث معیّت مرشد اپنے نفسی نقطہ اور انتہائی قرب کو جو دنُو اور تدلی سے تعبیر کیا جاتا ہی اپنے شیخ سے بوجہ فنا فی الشیخ ہونے کے حاصل کرلیتا ہی وہ قائم مقام مرشد ہوجاتا ہی - جو اس تابع کا ساختہ پرداختہ ہوتا ہی اس متبوع کا سمجھا جاتا ہی جس کا وہ متبع اور تابع ہی اور اُسی مین سے اَنْتَ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْكَ ہوکر نکلا ہی اور اُس مین محو اور فنا ہی بے شک لاریب جمع ہوسکتا ہی -

(اقول) جناب خلیل الرحمٰن صاحب آپ کی اس تحریر سے یہ امر ظاہر ہو گیا کہ جیسے دو سلسلون کے دو شیخ تفویض خلافت جمع نہین ہو سکتی ویسے ہی وہ شیخ جو مرتبہ فنا فی الشیخی سے فائز ہوتا ہی تفویض خلافت مین جمع ہو سکتا ہے تو حضرت علتِ شرکت تفویض اتحاد ٹھیرا۔ کیونکہ فنا فی الشیخ عین شیخ ہو سکتا ہی۔ تو جیسے فنا فی الشیخ عین شیخ ہوتا ہے ویسے ہی بموجب ارشاد اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ کَنَفْسٍ وَّاحِدَۃٍ کل اولیاء اللہ عین یکدیگر ہین پھر آپ نے جو دو سلسلون کے دو بزرگون کے نہ جمع ہونے کی قید لگائی ہی بالکل لغو ہی جیسے فنا فی الشیخ تفویض خلافت مین شریک شیخ ہو سکتا ہی ویسے ہی بوجہ عینیّت و اتحاد ہر شیخ شریک شیخ ہو سکتا ہی۔ یہ آپ کا ہذیان ہی جو آپ ایسی لغو اور بے معنی عبارت لکھ دیتے ہین۔ علاوہ اِس کے یہ تحریر آپ کی بموجب قول ع اے روشنیٔ طبع تو برمن بلا شدی + آپ کے واسطے بلائے جان ہو گئے یہ تو فرمایئے کہ جب قطب صاحب بموجب آپ کے زعم کے بابا صاحب کے عطیۂ خلافت نامہ کو نامنظور فرمایا کرتے تھے تو پھر اُن کو مرتبۂ فنا فی الشیخی کیسے حاصل تھا صاحبِ فنا فی الشیخ تمامی صفات اور افعال مین عین شیخ ہوتا ہی اور اِس ہی فنائیت اور عینیّت کے باعث شیخ سے ذرہ برابر بھی خلاف نہین کر سکتا۔ کیونکہ وہ خود نہین بلکہ شیخ ہوتا ہی تو اس صورت مین قطب صاحب کا خلافت کو نامنظور کرنا کیا معنی رکھتا ہی۔ حضرت اس موقع پر آپ کے واسطے سخت مشکل کا سامنا ہو گیا۔ یا تو یون اقرار کرو کہ قطب صاحب کسی کے خلافت نامہ کو نامنظور نہین کیا کرتے تھے۔ یا یون کہو کہ اُن کو یعنی قطب صاحب کو مرتبۂ فنا فی الشیخی حاصل نہین تھا۔ حضرت آپ کی عبارت پُکار رہے ہوئے کہہ رہی ہی کہ قطب صاحب مرتبۂ فنا فی الشیخی سے محروم تھے۔ پیر جی صاحب میرا یہ عقیدہ نہین تم جانو اور وہ جانین۔ مین تو اس عقیدہ کو عقیدۂ مردود ہی جانتا ہون۔ علاوہ اِس کے آپ نے اوّل میرے اُن دلائل کو توڑا ہوتا جو مین نے فقرۂ دوم کی تائید مین لکھی تھین اُس کے بعد یہ بے معنی جواب دیا ہوتا یہ جواب آپکا آپ کے مخالف اور میرے موافق ہی باقی اسی مقام پر آپ نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام کے قصّہ کا حوالہ دیا ہی وہ قطعی بے موقع اور خلاف مبحث ہی۔ بحث تو کر رہے ہو اتحاد پیر اور مرید کی اور قصّہ پیش کر دیا اِن حضرات علیہم السلام کا۔ پیر جی صاحب نہین معلوم آپ کیسے پیر ہین۔ جناب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام نہ متحد المقام ہین اور نہ متحد الحال موسیٰ علیہ السلام مین اسم عظیم اور متعالی وغیرہ کا غلبہ ہی اور حضرت ہارون علیہ السلام اسم علیم اور رحیم وغیرہ کے مظہر ہین۔ نہین معلوم کس حالت مین اس مقام پر ان حضرات کے قصہ کا حوالہ دیا ہی

اے حضرات ناظرین یہ امر بخوبی ظاہر ہی کہ خلیل الرحمٰن صاحب نے میرے فقرۂ دوم کے دلائل مین سے کسی ایک کی بھی تردید نہین کی اور کرتے کیسے تردید ہو ہی نہین سکتی تو اس صورت مین میری حجت اُن پر قائم اور قول فیصل بلا تردید اپنے حال پر برقرار ہی۔ اب مین پھر بھی عرض کرتا ہون۔ جناب خلیل الرحمٰن صاحب اشاعت رسالۂ ہذا سے ایک ماہ کے اندر یہ ثابت کیجیے کہ شیخِ وقت از جانبِ حق واصل بحق کرنے پر مامور نہین ہوتا ہی اور شیخِ وقت درمیانِ حق اور طالبِ حق مثل برزخ کے نہین ہوتا۔ اور آیۂ یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِھِمْ اور حدیث پیش کردہ صوفی جان خلاف مراد صوفی جان ہی۔ یا اعلان کیجئے کہ ہم کو قول فیصل سے اتفاق ہی۔ پیر جی صاحب حق کا چھپانا اچھا نہین۔ جب آپ سے جواب نہین بن پڑا تھا تو آپ نے صاف لکھ دیا ہوتا کہ ہمارا خیال غلط اور قول فیصل کی تحریر صحیح ہی۔

اے حضرات ناظرین اِسی روایت کے متعلق مین نے یہ بھی لکھا تھا کہ اگر اس روایت کو صحیح مان لیا جاویگا تو بابا صاحب

رحمۃ اللہ علیہ پر ایک بدنما اعتراض وارد ہوگا۔ اُس کا جواب خلیل الرحمٰن صاحب نے جلوۂ جمال کے صفحہ ۱۵ پر یوں دیا ہے
(قولہ) بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ لکھنے کے لئے دوات قلم منگایا اور فرمایا کہ دوات قلم لاؤ میں تمھیں کچھ لکھدوں عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی حَسْبُنَا کِتَابَ اللہ۔ پس یہ منظور ہوا۔ پس اعتراض جو آپ اسپر کرینگے وہی اعتراض بابا صاحب قطب صاحب پر بھی ہوگا۔
(اقول) سبحان اللہ کیا اچھا جواب ہے۔ جناب پیرجی صاحب یہ حدیث اُس وقت آپ کے موافق ہوتی کہ جسوقت اس حدیث میں یہ مضمون ہوتا۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں فرماتے کہ جبریلؑ وحی لائے تھے تاکہ میں تمھیں کچھ لکھدوں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حسبنا کتاب اللہ فرماتے۔ حضرت میں بحث کر رہا ہوں احکام منزل من اللہ کے آپ حدیث پیش کر رہے ہیں امور اجتہادی کی۔ قول فیصل کے صفحہ ۵ کو دیکھئے صاف لکھا ہوا ہے کہ گاہے گاہے امور اجتہادی میں اختلاف ہوا کرتا ہے اور کبھی موافق راے صحابہ کے وحی آئی ہے نہیں معلوم آپ نے اِس حدیث کو کیوں لکھدیا۔ حضرت احادیث کا لکھنا آپ کا کام نہیں آیندہ کو احتیاط کیجئے باقی آپ نے جو قصۂ شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا اس موقع پر اپنے قول کی تائید اور میری تحریر کے جواب الزامی کے طور پر لکھدیا ہے وہ آپ کی شان کے خلاف ہے۔ حضرت میں قول فیصل میں خود لکھ چکا ہوں کہ کوئی شیخ کسی دوسرے شیخ کے مرید طریقت کو نہ مُرید طریقت کرسکتا ہے۔ اور نہ خلافت طریقت دے سکتا ہے۔ تو پھر آپ نے بمقابلہ میرے اوس روایت کے ذریعہ سے جس کو میں مردود کر چکا ہوں بحث کیوں شروع کی۔ جناب یہ تو احقاق حق نہیں بلکہ بیت بحثی ہے۔ آپ نے اس مردود روایت کے متعلق جلوۂ جمال میں اس قدر ورق سیاہ کئے ہیں وہ کل رد اور مردود ہیں۔ حضرت اگر میں اِس روایت کو صحیح مان لیتا تب آپ مجھکو اُس کے ذریعہ سے جواب الزامی دے سکتے تھے اب تو آپ کی واسئے ویلا جو اِس روایت کے ذریعہ سے کی ہے قطعی خلاف بحث ہے۔
علاوہ اِس کے اِسی روایت کے متعلق آپ نے ایک بدنما چالاکی یہ کی ہے کہ جن اُمورات کا ذکر احتمالاً میں نے کیا تھا اُن کو آپ نے یقینی اور واقعی سمجھ لیا اور اُن کے جواب الجواب بھی ایسے الفاظ میں دئے کہ جن سے صاف ظاہر ہے کہ آپ میری یقینی تحریر کا جواب لکھ رہے ہیں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ۔ جناب پیرجی صاحب جب میں نے یہ دیکھا کہ اِس روایت کو دو چار اہل سیر نے نقل کیا ہے تو کیا بعید ہے کہ کچھ اس کی اصل ہو اس وجہ سے میں نے اپنے نیک ظنی کے باعث ایسا مضمون لکھا کہ روایت کی تطبیق عقائد سے ہو جائے تاکہ جو الزام اہل سیر پر آگیا ہے وہ رفع ہو جائے اور یہ کل تحریر میری یقینی اور تحقیقی نہیں تھی بلکہ احتمالی تھی آپ نے اُس کا جواب بغرض دھوکا دہی ناظرین کے اس انداز پر دیا کہ جیسے کوئی کسی کی تحریر یقینی کا جواب دیتا ہے۔ ان امورات کے متعلق جو کچھ آپ نے جلوۂ جمال کے صفحہ ۱۶ سے ۲۴ تک لکھا ہے وہ کل آپ کے خود گھڑت مضامین کا اظہار ہے میری تحریر کا جواب نہیں۔ مجھکو میری تحریر کے موافق جواب دیجئے۔ مگر یہاں صرف ایک یا دو فقروں کا جواب اِس غرض سے لکھے دیتا ہوں کہ ناظرین پر واضح ہو جاوے کہ بیشک خلیل الرحمٰن صاحب نے خود ہی مضمون تراشا ہے اور خود ہی اُس تراشیدہ مضمون کے جواب الجواب دئے ہیں۔ جلوۂ جمال کے صفحہ ۱۸ پر آپ فرماتے ہیں۔
(قولہ) جس حالت میں آپ سپردگی خدمت مہر کے کل امور کو مان چکے تو آپ پر اقبالی ڈگری ہوگئی۔
(اقول) جناب پیرجی صاحب میری عبارت کا کوئی فقرہ تو ہدیۂ ناظرین کیا ہوتا جس سے ظاہر ہوتا کہ میں یقینی طور پر سپردگی خدمت مہر کی کل امور کو مان چکا یہ تحریر آپ کی قطعی افترائی ہے اور بالکل آپ کی کم علمی پر دال ہے۔

نہ طرزِ عبارت کو جانتے ہو نہ مفہوم عبارت کو سمجھتے ہو۔ نہین معلوم کس برتے پر مباحثہ پر کمر بستہ ہو۔ ادھر اُدھر سے مضامین لکھوائے اور رسالہ شایع کرا دیا یہی وجہ ہی کہ ہر بار مُنہ کی کھاتے ہو۔

اسی طرح سے آپنے جلوۂ جمال کے صفحہ ۱۹ پر یون لکھا ہی۔

(**قولہ**) اور کتاب افضل الفوائد مین جس کی نسبت آپنے اپنے رسالہ کے صفحہ ۲۰ پر تجویز کیا ہی کہ یہ ملفوظات سچے ہین اور باقی جھوٹے ہین

(**اقول**) اے حضرات ناظرین یہ جھوٹا اعتراض خلیل الرحمن صاحب کا مجھ پر نہین بلکہ حضرت سید گیسو دراز نظامی رحمۃ اللہ علیہ پر ہی کیونکہ قول فیصل کے صفحہ ۲۰ پر مین نے کوئی مضمون اپنی جانب سے نہین لکھا ہے ہان۔ جوامع الکلم سے حضرت سید گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہی۔ خلیل الرحمن صاحب نے یہ فقرہ لکھکر مجھ پر تو افترا او حضرت سید گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ پر حملہ کیا ہی مگر یہ حملہ اُن کا اُسی وقت لایق اعتبار ہو سکتا تھا کہ جس وقت وہ حضرت سید گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی تردید کر دیتے۔

اے حضرات ناظرین خلیل الرحمن صاحب نے اسی قسم کی چالاکی سے مضامین مصنوعی بنا کر اُن کا مصنوعی جواب دے دیا ہی۔ ان دو فقرون سے تو اُن کی افترابندی ظاہر ہو گئی اب اُن کا کمال فقر اور محقق تصوف ہونا ملاحظہ فرمائیے۔ جلوۂ جمال کے صفحہ ۲۰ پر لکھتے ہین۔

(**قولہ**) ولایت ایک صفت ہی جو مطلقہ اور غیر مطلقہ کا لفظ اُس پر نہین بولا جا سکتا۔

(**اقول**) اے حضرات ناظرین خلیل الرحمن صاحب کے اس فقرہ نے تو اُن کی پیری اور پیرزادگی اور معیار الحق کے کل دعوون کو خاک مین ملا دیا اور صاف بتا دیا کہ خلیل الرحمن صاحب کو مسائل تصوف کی ہوا بھی نہین لگی وہ بلا حصول علم تصوف پیر بن بیٹھے ہین۔ افسوس اکابرین اہل تصوف کا تو یہ ارشاد ہی کہ فقیر جاہل مسخرہ شیطان است اور پیران زمانہ کی یہ کیفیت کہ علم اقسام ولایت سے بھی محروم ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ قول خلیل الرحمن صاحب کا بوجہ غلبہ اُس خالص ولایت کے جو اُن کو بلا واسطہ ولایت مطلقہ اور ولایت مقیدہ کے حاصل ہو گئی ہی سرزد ہوا ہے یہی وجہ معلوم ہوتی ہی کہ اُن کو پیر خود رو لکھتے ہین۔ آب مین اُن کو بطریق ہمدردی آگاہ کئے دیتا ہون کہ پہلے فتوحات کی جلد ثانی کو ملاحظہ فرمائیے۔

دیکھئے تو شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان خاتم الاولیا مین ولایت کو کس تحقیق کے ساتھ مطلقہ لکھا ہے آپ کی استعداد کے موافق اس موقع پر بھی کسی قدر کیفیت لکھے دیتا ہون۔ جناب ولایت وہ شی ہی کہ جس سے خود ذات مطلق بحالت اطلاق تعین ثانی مین مسمی بہ ولی ہی اور ولایت کی دو قسمین ہین جن کو آپ باوجود پیر ہونے کے نہین جانتے۔ اُن مین سے ایک کو ولایت مطلقہ اور دوسری کو ولایت مقیدہ کہتے ہین۔

علاوہ اِن دو قسمون کے دو قسمین اور بھی ہین یعنی ولایت عائدہ و ولایت منقطعہ۔ اور ان دو کی چار قسمین ہین جن کو ولایت عائدہ مطلقہ اور ولایت عائدہ مقیدہ اور ولایت منقطعہ مطلقہ اور ولایت منقطعہ مقیدہ کہتے ہین اور ہر چہار قسم کی ولایت کے احکام و آثار بھی جداگانہ ہین اور خاتم بھی علیحدہ علیحدہ ہین۔ اگر آپ کو کچھ بھی تحقیق ہوتی تو آپ کے قلم سے یہ فقرہ ہرگز بھی نہ نکلتا کہ ولایت کو مطلقہ نہین کہہ سکتے۔ حضرت کسی محقق کی خدمت کیجئے جب اِس گرداب جہالت سے نجات پائیگا۔ اور حضرت اسی احتمالی انداز پر مین نے قطب صاحب کی مسدودی فیض کا تذکرہ قول فیصل کے صفحہ ۵۱ پر لکھا تھا اُس کو بھی آپ میری تحریر یقینی سمجھ گئے اور

اُس کے جواب مین کاغذ کو سیاہ کر ڈالا۔ حضرت جس مضمون کو مین نے خود بالفاظ احتمالی لکھا تھا اُس کا جواب آپ نے ناحق دیا اس قسم کے جوابات وہی لوگ دیا کرتے ہین جو علم سے بے بہرہ ہوا کرتے ہین ذی علم ہمیشہ طرز مضمون اور مفہوم کو دیکھکر جواب دیا کرتے ہین۔

اے حضرات ناظرین اب مین خلیل الرحمٰن صاحب کی اُس چالاکی اور کاریگری کو ظاہر کرتا ہون کہ جس کے ذریعے سے وہ مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ پر ایسے ہی حملے کر رہے ہین کہ جیسے ہر زمانہ مین فرقہ ہاے باطل کے تیرہ باطنون نے پاک باطنون پر کئے ہین اور ایسے ایسے الفاظ کے ساتھ مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کی توہین کر رہے ہین جن کو لکھتے اور زبان پر لاتے ہر مسلمان کا رونگٹا رونگٹا کھڑا ہوتا ہی۔ چونکہ وہ الفاظ جلوۂ جمال مین متعدد مقام پر لکھے ہین اس لئے اُن کل کی نقل خالی از طوالت نہین۔ البتہ اُسی مضمون کو لکھے دیتا ہون کہ جس کی آڑ مین مخدوم پاک پر نعوذ باللہ تبرا کہا ہے۔ اللہ اکبر یہ کیسی قساوت قلبی و تیرہ باطنی ہی کہ مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے ولی برحق پر جن کی ولایت پر اجماع اکابرین ہی ایسے الفاظ ناملائم کے ذریعہ سے حملہ کیا جاوے کہ جن کا استعمال عوام کے حق مین بھی ناجائز ہی اور اکابرین سلسلۂ صابریہ کے حق مین وہ آیت لکھی جاوے جو کفار کی شان مین نازل ہوئی ہی۔ اب اُس اصل فقرہ کا حال سُنئے۔ خلیل الرحمٰن صاحب جلوۂ جمال کے صفحہ ۲۱ پر یون لکھتے ہین۔

(**قولہ**) آپ کے مرشد مصنف صاحب اقتباس الانوار لکھتے ہین کہ مخدوم صاحب کو غلبہ جوانی کا جوش پیدا ہوا ۶ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + غلبہ جوانی اور غلبۂ نفسانی یا شیطانی کے ایک ہی معنی ہین اور جو اس صفت سے متصف ہو وہ کسی حالت مین صاحب ولایت نہین ہو سکتا۔

(**اقول**) اے حضرات ناظرین خلیل الرحمٰن صاحب کا یہ ہی ایک ایسا فقرہ ہی کہ کل قضیہ کو در گور کر دیگا۔ اس مقام پر مین با علان تمام کہتا ہون کہ اگر خلیل الرحمٰن صاحب اشاعت رسالۂ ہذا سے ایک ماہ کے اندر اس فقرہ کو ثابت کر دینگے کہ صاحب اقتباس نے اقتباس مین فلان جگہ لکھا ہی کہ مخدوم صاحب ؒ کو جوانی کا جوش پیدا ہوا تو مین خود اعلان کر دونگا کہ یہ قول صاحب اقتباس کا قطعی جھوٹا اور غلط ہی کیونکہ صاحب اقتباس نے جن صفات عالیہ سے مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کو اقتباس مین ہی متصف کیا ہی وہ انصاف اس صفت مذمومہ کا مخالف ہی تو ایسی حالت مین بمقابلہ متعدد اقوال کے یہ بیہودہ قول صاحب اقتباس کا کیسے تسلیم ہو سکتا ہی۔ صاحب اقتباس رحمۃ اللہ علیہ کی یہ شان نہین تھی کہ وہ مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت ایسا فقرہ لکھتے یہ تو جناب خلیل الرحمٰن صاحب آپ ہی کا طبعی اور خود گھڑت فقرہ ہی۔ جناب خلیل الرحمٰن صاحب اب کو ایک ماہ کے اندر اس فقرہ کا ثابت کرنا ہوگا اور بتانا ہوگا کہ وہ کل مضامین جن مین صاحب اقتباس ؒ نے مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کو صفات محمودہ کے ساتھ متصف کیا ہی بمقابلہ اس بیہودہ فقرہ کے ناقابل اعتبار ہی اور یہ ہی فقرہ صحیح ہی اور فلان جگہ لکھا ہی یا عام جلسہ مین بمقام اجمیر شریف میرے ہاتھ پر توبہ کرنی ہوگی۔

اے حضرات ناظرین اصل کیفیت یہ ہی کہ خلیل الرحمٰن صاحب نے صاحب اقتباس رحمۃ اللہ علیہ کے مضمون مین تحریف کی ہی اور اپنی تیرہ باطنی کی وجہ سے کچھ کا کچھ لکھ دیا ہی صاحب اقتباس رحمۃ اللہ علیہ کا فقرہ اصلی یون ہی

کہ شیخ علی احمد صابر قدس سرہٗ از غلبۂ استغنا جواب بے نیازانہ فرمود یہ فقرہ مین نے اقتباس کے متعدد نسخون مین باین الفاظ لکھا دیکھا ہی ان کل نسخون مین سے جو نسخہ سب سے پورانا ہی اور جو اسوقت حضرت مولانا شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی کے پاس موجود ہی اُسمین بھی یہ فقرہ انھین الفاظ کے ساتھ

لکھا ہی باقی اور جسقدر نسخے میری نظر سے گذرے ہین چاہے وہ نئے ہین یا پرانے اُن سب مین یہ فقرہ بالا الفاظ اُنھین الفاظ کے ساتھ لکھا ہی۔ خلیل الرحمن صاحب نے بوجہ اپنی خباثت باطنی اور تیرہ دلی کے اصل فقرہ مین سے لفظ استغنا اوڑاکر اور جوابے کا جوانی بناکر یہ جھوٹے معنی گھڑ لئے کہ مخدوم صاحبؒ کو غلبہ جوانی کا جوش پیدا ہوا اور غضب یہ ہی کہ جو فقرہ خلیل الرحمن صاحب نے اصلی فقرہ مین کمی بیشی کرکے گھڑا ہی اُسکے بھی تو یہ معنی نہین ہوسکتے کہ مخدوم صاحبؒ کو غلبہ جوانی کا جوش پیدا ہوا۔

اے حضرات ناظرین اسی تراشیدہ فقرہ کے آڑ مین خلیل الرحمن صاحب اور اُن کے کل معاونین نے مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کو بیجا سے صابر کے جابر اور ظالم اور مغلوب النفس وغیرہ لکھا ہی اور خدا کا خوف نہین کیا۔ خلیل الرحمن ہمیشہ مسلمانون کے جلسون مین بھولی صورت بناکر یہ ہی بیان کرتے رہتے ہین کہ مجھکو مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ تعصب نہین ہی مین تو اُن کو ولی کامل جانتا ہون بلکہ خلیل الرحمن صاحب اپنے بعض اُن مُریدون سے بھی یہ ہی بیان کرتے ہین جو اس قسم کے لغویات کو ناپسند کرتے ہین۔ چنانچہ ابراہیم خان اُن کے مُرید نے مجھ سے اکثر یہ ہی بیان کیا ہی کہ حضرت شاہ صاحب تو مخدوم صاحب کو ولی برحق جانتے ہین اور ہمارا اور سب کا یہ ہی عقیدہ ہی کہ جو شخص مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کی توہین کرتا ہی وہ مردود اور شیطان ہی۔

پیر جی صاحب کے اِس قسم کے مریدون کو کہ جیسے ابراہیم خان ہین پیر جی صاحب کے عقائد باطنی کی خبر نہین اور نہ اُن بیچارون کو اس قدر فرصت ہے کہ اُن کے رسائل کو لفظاً لفظاً دیکھین یہ ہی وجہ ہی کہ وہ باآواز بلند کہتے ہین کہ مخدوم صاحب کی جو توہین کرتا ہی وہ شیطان ہے۔ اے حضرات ناظرین آپ لوگ غور فرماوین کہ خلیل الرحمن صاحب نے محض ایک ادنیٰ درجہ کے حصول مطلب کے واسطے کیسا بڑا گناہ عظیم سر پر لیا ہی عبارت اقتباس مین چوری اور بددیانتی کی اور لاکھون اولیاء صابریہ پر افترا کیا۔ مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ جیسے ولی برحق کو ظالم جابر مغلوب النفس مغلوب الشیطان لکھا ہی۔ کیا کوئی ادنیٰ درجہ کا مسلمان بھی اِس قسم کی چالاکی اور سفاکی کرکے کسی ولی برحق پر ایسی اتہام بندی کرسکتا ہی مین حیران ہون کہ خلیل الرحمن صاحب نے باوجود پیر طریقت ہونے کے یہ طریقہ نامحمود ایک ادنیٰ درجہ کی خودغرضی کی غرض سے اختیار کیا ہی نہ خدا سے ڈرتے ہین اور نہ ناظرین کا خوف کرتے ہین بقول شخصے اندھے کی داد نہ فریاد جو چاہتے ہین لکھ مارتے ہین بیشک خلیل الرحمن صاحب کی نسبت جو کچھ الفاظ صاحبزادگان اجمیر شریف اور علماء حیدرآباد نے تحریر فرمائے ہین خلیل الرحمن صاحب اُس سے زیادہ مستحق ہین جی تو چاہتا ہی کہ خلیل الرحمن صاحب کے حالات واقعی ہدیۂ ناظرین کرون مگر میری وضع کے خلاف ہی۔ اے ناظرین یہ تو آپ صاحبون پر ظاہر ہی ہوگیا کہ خلیل الرحمن صاحب کے سوال اول کا جواب مین نے جن مقدمات پر دیا تھا اُن کو خلیل الرحمن صاحب بال برابر بھی نہ توڑ سکے اور میرے مفہوم اصلی سے جان چُراکر اپنے تراشیدہ مضامین کا خود ہی فرضی اور مصنوعی جواب الجواب لکھکر رسالہ جلوۂ جمال مرتب کردیا خلیل الرحمن صاحب اور اُن کے معاونین دو سال تک برابر مضامین کی تراشش و خراش کی کہ وہ قول فیصل کے کسی ایک مقدمہ کو بھی توڑ سکتے یا ضعیف کرسکتے۔ مین کہتا ہون کہ اگر خلیل الرحمن صاحب کے ساتھ تمام دنیا کے تیرہ باطن جمع ہوکر یہ ثابت کرنا چاہینگے کہ احکام منزل من اللہ کو کوئی ناچیز نامنظور کرسکتا ہی تو نہین ثابت کرسکینگے اور نہ وحدت برزخ وغیرہ کو توڑ سکینگے

اب جبکہ مین سوال اوّل کے جواب کے جواب الجواب کا حال ظاہر کرچکا تو اب سوال دوم کے مجروح جواب الجواب کو ہدیۂ ناظرین

کرتا ہون۔

اے حضرات ناظرین دوسرے سوال مین چونکہ حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ہی اسواسطے خلیل الرحمن صاحب نے سوال دوم کے جواب الجواب مین جو ڈھنگ اختیار کیا ہی وہ قابل غور ہی اور کس کس انداز سے حضرات نظامیہ کے ساتھ اپنا ہتک ظاہر کی ہی اور کیسی چالاکی کے ساتھ جوابات اصلی سے جان چرائی ہی اور کس کس طور سے رنگ بدلے ہین۔

دوسرے سوال کی تمہیدی عبارت مین مین نے یون لکھا تھا کہ جیسے سوال اوّل کا مقصد صاحب کرشمۂ جمال نے ظاہر کردیا ویسے سوال دوم کا مقصد اصلی اس وقت تک ظاہر نہین ہوا اور اسی مقام پر حضرات صاحبزادگان محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ جواب جو اُنھون نے بذریعہ ضمیمہ اشرف الاخبار دہلی مطبوعہ ۲۱ فروری ۱۹۰۸ء کو دیا تھا نقل کردیا تھا اس جواب مین حضرات صاحبزادگان محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے یون ارقام فرمایا تھا کہ خلیل الرحمن کی نیت اس سوال سے یہ ہی کہ محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے کل اولاد سے اپنی تعظیم کراوے جس کے جواب مین پیرجی صاحب جادۂ جمال کے صفحہ ۲۶ پر یون ارشاد فرماتے ہین۔

(**قولہ**) یہ جواب آپ کا میری سمجھ مین نہین آتا کیونکہ صاحبزادگان محبوب الٰہی کے لکھنے اور نہ لکھنے سے آپ کو کیا تعلق۔

(**اقول**) سبحان اللہ کیا پاکیزہ جواب ہے جناب پیرجی صاحب میری تحریر کو دیکھا ہوتا اُس کے مفہوم کو سمجھا ہوتا تب ہی جواب دیا ہوتا میری تحریر کا مفہوم صاف ظاہر ہی کہ کوئی سوال بلاضرورت نہین ہوتا حضرت اوّل یہ ظاہر کیا ہوتا کہ سوال دوم فلان ضرورت پر مبنی ہی یا بلاضرورت کیا ہی اور صاحبزادگان محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے جو ضرورت سوال اپنے جواب مین تحریر فرمائی ہی اُس کی تردید کی ہوتی یا جو ضرورت مین نے قول فیصل کے صفحہ ۵۶ پر لکھی ہی جس کا خلاصہ یہ ہی کہ خلیل الرحمن صاحب جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کو محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا پیر تربیت جانتے ہین اور اسی امر کے ظاہر کرنے کے واسطے خلیل الرحمن صاحب نے یہ سوال قایم کیا ہے اِس کا رد کیا ہوتا۔ جب آپ نے اِن ضروری فقرون کا رد نہین کیا تو پھر جواب الجواب کس کا دیا ہی کیا یہ فقرہ لکھکر کہ یہ جواب آپ کا میری سمجھ مین نہین آتا آپ اپنا پیچھا چھڑا سکتے ہین۔ حضرت اِس قسم کی دھوکا دہی سے کام نہین چلیگا اس سوال کا مقصد ظاہر فرمایئے کہ کیون کیا ہی اور صاحبزادگان محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے جواب اور میری تحریر کو رد کیجئے یا اقرار فرمایئے کہ ہم اپنا سوال دوم بوجہ غیرضروری اور بے معنی ہونے کے واپس لیتے ہین اور اس کا اعلان اشاعت رسالہ ہذا سے ایک ماہ کے اندر کیجئے یا جواب دیجئے۔ اور یہ جو آپ نے لکھا ہی کہ صاحبزادگان محبوب الٰہی رح کے لکھنے نہ لکھنے سے آپ کو کیا تعلق۔ اسکا جواب یہ ہی کہ مجھکو اوّل تو بوجہ مسلمان ہونے کے محبوب الٰہی رح سے تعلق ہی اور ہر مسلمان پر واجب ہی کہ ہر ایسے شخص کی جو کسی ولی برحق کی توہین کرے جس طرح ہو سکے خبر لے ؎

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است　　　　وگر خاموش بنشینم گناہ است

دوسرے یہ کہ میرے نزدیک مخدوم پاک رح اور محبوب پاک رحمۃ اللہ علیہم عین یکدیگر ہین ان مین فرق کرنے والا مردود ہی اس وجہ سے جیسے مین اُن اعتراضات کا جواب دے رہا ہون کہ جن کی وجہ سے تم مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کی توہین کررہے ہو ویسے ہی مین اُن الزامات کا جواب دینا واجب سمجھتا ہون کہ جو تم محبوب الٰہی

رحمۃ اللہ علیہ پر لگا رہے ہو جو قطعی طور پر محبوب الٰہی رح کی شان محبوبیت کے خلاف ہے تیسرے کہ مجھکو سلسلۂ عالیہ نظامیہ مین بطریق طلب غلامی حاصل ہے اسواسطے میری حیاء اسلامی متقاضی اس کی نہین کہ تم محبوب پاک رحمۃ اللہ علیہ پر حملہ کرو اور مین تم کو دندان شکن جواب نہ دون۔ جناب پیرجی صاحب مین کیا جسکے دل مین ذرہ برابر بھی محبت محبوب الٰہی اور مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہم کی ہوگی وہ حسب حیثیت خود آپ کو جواب ضرور دیگا۔ یہ تو فرمایئے جلوۂ جمال کے صفحہ ۸۶ پر جو یہ حاشیہ لکھا ہے کہ باباصاحب رح نے قطب صاحب سے وہ وہ باتین خاص کی ہین جو اپنے کسی دوسرے مرید سے یا اپنی اولا سے خواہ وہ کسی مرتبہ یا درجہ پر ہو نہین کین اس کے کیا معنی ہین کیا یہ فقرہ آپ کا رافضیون اور خارجیون کا سا نہین ہے۔ کیا آپنے اس مردود فقرہ کی آڑ مین صاحبزادگان اور خلفاء باباصاحب رح پر حملہ نہین کیا ہے کیا آپنے اس مکروہ فقرہ کے ذریعہ سے جمال الدین خطیب رح کو کل خلفاء باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ پر فضیلت نہین دی ہے۔ اس کی مفصل کیفیت انشاء اللہ تعالےٰ دوسری موقع پر لکھونگا یہان صرف اسی قدر ظاہر کرنا تھا کہ مین جیسے مخدوم پاک رحمۃ اللہ کا جان نثار ہون ویسے ہی حضرت محبوب الٰہی رح کا غلام ہون یہ کیسے ممکن ہے کہ تم جلوۂ جمال کے صفحہ ۲۶ پر یون لکھو کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ حضرت محبوب الٰہی قطب صاحب رح کی خدمت مین حاضر ہوا اور میرے اور نیز دیگر جان نثاران محبوب پاک رح کے خون مین جوش نہ آئے اور وہ جواب نہ دیتے کیسے غضب کی بات ہے کہ محبوب پاک رح جیسے محبوب الٰہی کی شان مین تم وہ الفاظ استعمال کرو جو بمقابلہ پیرون کے مریدون کے واسطے استعمال کیا کرتے ہین۔ حضرات نظامیہ مین سے کسی ایک نے بھی آپ کے ان مردود فقرون کو نہین دیکھا اس وجہ سے اُن کی حمیت متقاضی نہین ہوئی ہے کہ وہ تمھاری خبر لین مگر چونکہ میرے سامنے موجود ہین اسواسطے مین بغیر جواب دئے باز نہین رہ سکتا۔ پیرجی صاحب میری یہ منشاء نہین ہے کہ مین قطب ہانسوی رح کے کمالات کا انکار کرتا ہون البتہ آپ کی کج فہمی کو درست کرنے کی غرض سے محبوب پاک رح کی شان محبوبیت کا اظہار کئے دیتا ہون اور یہ بھی بتائے دیتا ہون کہ موافق روایت سیرالاولیا کے جمال الدین خطیب ہانسوی رح کا مرتبہ کیا تھا مگر اوّل یہ ضرور کہے دیتا ہون کہ میرے نزدیک جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء اعظم سے تھے۔ لیجئے اب ان ہر دو حضرات کے کمال و جمال مین سیرالاولیا ہی کی روایات سے تمیز فرمائے۔ سیرالاولیاء مین لکھا ہے کہ جس وقت محبوب الٰہی رح باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہوئے باباصاحب رح نے دیکھتے ہی فرمایا ؎

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ　　سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

پیرجی صاحب دلہا اور جانہا مین جو صیغہ ہائے جمع ہین اُن کو مدنظر رکھئے اور اب اُس روایت کو سُنئے جو حضرت جمال الدین خطیب رح سے علاقہ رکھتی ہے۔ سیرالاولیاء کے صفحہ ۸۰ پر لکھا ہے کہ محبوب الٰہی رح فرماتے ہین جب مین ہانسی پہونچا تو مجھ سے شیخ جمال الدین رح نے کہا کہ میری جانب سے شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین رح کی خدمت مین یون عرض کیجئے کہ خرچ مین عسرت ہے شیخ شیوخ العالم میرے حق مین دعا فرماوین۔

پیرجی صاحب لفظ عسرت دنیاوی کو غور سے دیکھئے اور یاد رکھئے اب اگر مین دلہا کباب کردہ اور جانہا خراب کردہ کے اسرار لطیفہ کا اظہار کرتا ہون اور اس مسئلہ کی تشریح کرتا ہون کہ کسی ادنیٰ درجہ کے ولی کے دل مین بھی خیال عسرت دنیاوی آسکتا ہے یا نہین اور وہ شخص جو عسرت دنیاوی کا شاکی ہو ولی ہوسکتا ہے یا نہین تو خدا معلوم نوبت کہان سے کہان پہونچیگی اسواسطے تشریح سے درگذر کرکے ان ہر دو روایات کی

تمیز خلیل الرحمٰن صاحب آپ ہی کے سپرد کرتا ہون تاکہ آپ خود ہی انصاف کرکے مہلک عقیدۂ تفضیل سے نجات پا جاوین اور نیز آپ کو یہ بھی معلوم ہو جاوے کہ ہر خاندان اور ہر سلسلہ کی کتب سیر و ملفوظات مین اکثر روایات ایسی بھی لکھی ہوئی ہین جن کی وجہ سے اولیاء کاملین کے کمال مین نقص عائد ہوتا ہی اور آپ کو اس امر کا بھی یقین ہو جاوے کہ سیر الاقطاب وغیرہ ہی مین ایسی بے سروپا روایات نہین ہین بلکہ اکثر کتابون مین ہین اگر اس قسم کی لغو روایات کی وجہ سے ایک خاندان والا دوسرے خاندان والے سے دار و گیر کرنے لگے تو فتنہ و فساد عالمگیر ہو جاوے۔ پیرجی صاحب مین روایات سیر کے متعلق آپ کو قول فیصل مین پورا پورا سبق دے چکا تھا مگر (چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد) آپ کسی عبارت کو بوجہ طغیانی حسد کے دیکھ ہی نہین سکتے خیر اللہ آپ پر رحم فرما دے لیجئے اب مین آپ کے سوال دوم کے جواب الجواب کا جواب دیتا ہون مگر اوّل یہ امر ہدیۂ ناظرین کرتا ہون کہ مین نے جو جواب سوال دوم کا دیا تھا اُس مین دو امر لایق جواب الجواب تھے اوّل یہ کہ محبوب الٰہیؒ کے دل حق منزل مین یہ خیال آ ہی نہین سکتا تھا کہ قطب صاحبؒ نے میری تعظیم کیون نہین کی۔ اور اس کی دلیل یہ پیش کی تھی کہ جب اُن اولیاء اللہ کے دل مین اس قسم کے خیالات نہین آتے جن کو توحید افعالی حاصل ہوئی ہی تو محبوب الٰہیؒ کے دل مین جن کو ولایت محبوبیت حاصل تھی یہ خیال کیسے آسکتا تھا۔ اس کا جواب قطعی ندارد ہی بلکہ جلوۂ جمال مین اس مضمون کو نقل بھی نہین کیا اس کا جواب اسی قدر کافی تھا کہ فلان فلان دلیل سے باوجود حصول ولایت محبوبیت کے محبوب الٰہیؒ کے دل مین تعظیم اور عدم تعظیم کا خیال آسکتا تھا مگر چونکہ اس کا جواب محال تھا اسواسطے اس کے جواب الجواب سے جان چورائی۔ اب مین پھر کہتا ہون کہ اگر خلیل الرحمٰن صاحب اور اُن کے معاونین تمام عمر خاک چھانین گے تو بھی اس کا جواب نہ دے سکین گے کہ محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے دل حق منزل مین باوجود حصول ولایت محبوبیت خطرہ تعظیم و عدم تعظیم آسکتا تھا اب پھر پیرجی صاحب کو ایک ماہ کی مہلت دیتا ہون کہ یا تو اسکا جواب دیجئے اور یا اعلان کیجئے کہ ہم کو قول فیصل سے اتفاق ہی۔ اور دوسرا امر یہ تھا کہ جمال ہانسویؒ کی زبان سے یہ کلمہ نہین نکل سکتا تھا اے نظام الدینؒ اب مین اور تم ایک ہو گئے کوئی اپنی تعظیم خود بھی کرتا ہی۔ اور اسکی یہ دلیل پیش کی تھی کہ جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ اعظم تھے اور خلافت کا تعلق تعلیم و تعلم سے ہوتا ہی اور تعلیم اور تعلم کے واسطے کامل العقل کا ہونا شرط ہی اور یہ قول مغلوب الحالی پر دال ہی اس کا جواب بھی جلوۂ جمال مین ندارد ہی۔ اس کا جواب صرف اسیقدر تھا کہ جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ باوجود خلیفہ اعظم ہونیکے مغلوب الحال تھے اور یہ بتانا تھا کہ مغلوب الحال لایق مرتبہ خلافت ہوتا ہی چونکہ اسکا بھی جواب غیر ممکن تھا اسواسطے اس کے بھی جواب الجواب سے آنکھ چورائی اب ناظرین انصاف کرسکتے ہین کہ جو جواب الجواب خلیل الرحمٰن صاحب نے دئے ہین وہ کس قسم کے ہین خلیل الرحمٰن صاحب نے ہر موقع پر یہ بھی چال چلی ہی کہ مطلب اصلی کو چھوڑ کر اپنے مصنوعی مضمون کا خود ہی فرضی جواب دے دیا ہی اور وہ بھی نامکمل چنانچہ ابھی اس کی کیفیت ہدیۂ ناظرین ہوئی جاتی ہی۔ خلیل الرحمٰن صاحب جلوۂ جمال کے صفحہ ۲۰ پر یون ارشاد فرماتے ہین۔

(**قولہ**) یہ روایت سیر الاولیا مین لکھی ہی اور تمام صوابر متقدمین اور متاخرین اور مشائخ کبار اور ملفوظات اس کے مصدق ہین۔

(**اقول**) بیشک صرف سیر الاولیاء مین یہ روایت موجود ہی مگر متقدمین اور متاخرین صوابر اور مشائخ کبار کا

اسپر اتفاق نہین یہ آپ کا کھلا ہوا افترا ہی جو آپنے لاکھون اولیاء اللہ پر کیا ہی یہ افترا آپ کا اس غرض سے معلوم ہوتا ہے کہ ناظرین آپ کے اِس خلاف مبحث جواب الجواب کو دیکھکر دھوکا کھاجایئن اوریقین کرلین کہ بیشک جب اِسقدر اکابرین کا اسپر اتفاق ہے تو بیشک محبوب الٰہی رح کے دل حق منزل مین تعظیم وعدم تعظیم کا خطرہ آیا ہوگا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ حضرت اِن چالاکیون مین جاہل ہی پھنس جاتے ہین محقق اور ذی علم خوب جانتے ہین کہ محبوب پاک رحمۃ اللہ علیہ کا دل اِس ناپاک خطرہ سے پاک تھا یہ روایت محرف اور جھونٹی ہی۔ پیر جی صاحب مجھکو آپ کی حالت پر سخت افسوس ہی کہ آپ صرف اس مقصد کے حاصل کرنے کی غرض سے کہ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے پیر تربیت تھے اور نیز اپنے مصنوعی شجرہ کے صحیح کرنے کی غرض سے کہ جس مین بعد نام جمال ہانسوی رح کے نظام الدین رح کا لکھا ہی اس محرف اور جھونٹی روایت کو سچا کرنا چاہتے ہو اور خدا سے نہین ڈرتے اور اس اپنے بیہودہ خود غرضی کی غرض سے محبوب الٰہی رح اور جمال ہانسوی رح کے کمالات مین بٹہ لگائے دیتے ہو اور شرم نہین کرتے۔ علاوہ اِس کے کیا میری تحریر کا یہ ہی جواب ہی جو آپ نے دیا ہی میری اِس تحریر کا وہی جواب تھا جو مین ابھی اوپر لکھ چکا ہون کہ کسی دلیل سے لکھ دیا ہوتا کہ محبوب الٰہی رح کے دل مین ایسا خطرہ آسکتا تھا۔ اور جو کہ آپنے میرے دوسرے امر کے متعلق جلوۂ جمال کے صفحہ ۳۱ پر یون لکھا ہے۔

(قولہ) آپ نے جو ایک امر بدیہہ الصداقت کا خون کیا ہی اُس کی وجہ ؏ من خوب می شناسم پیران پارسا را یہ صداقت کسی کے انکار سے بعد اظہار رک نہین سکتی اور یہ تحریر آپ کی منصب منظوری اور غیر منظوری خلافت حضرت قطب صاحب کو بہ پایۂ ثبوت پہونچاتی ہی اور مخدوم صاحب کے حالات کا بھی اندازہ اسی سے ہوسکتا ہی۔

(اقول) کیون جناب خلیل الرحمٰن صاحب یہ جواب ہی یا کوئی پہیلی ہی حضرت میرے امر دوم کا تو صرف یہ مفہوم ہے کہ جمال ہانسوی رح خلیفہ اعظم تھے اُن کی زبان سے یہ کلمہ نکل نہین سکتا تھا کہ اے نظام الدین اب مین اور تم ایک ہوگئے برخلاف اس کے آپ نے ایک بڑ لگادی نہین معلوم آپ کی کونسی صداقت کا مین نے خون کردیا اور وہ کونسی صداقت ہی جو بعد اظہار کے رُک نہین سکتی اور میرے امر دوم مین وہ کونسا فقرہ ہے جو منظوری اور غیر منظوری خلافت کو ثابت کرتا ہی اور نہین معلوم وہ میری کونسی تحریر ہے کہ جس سے مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کا اندازہ ہوسکتا ہی حضرت یہ موقع تو آپ کو بہت ہی اچھا ملا تھا جب میرے ہی قول سے منظوری اور غیر منظوری خلافت کا ثبوت ہوگیا تھا اور نیز مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کا بھی اندازہ ہوگیا تھا تو آپنے بالتصریح ہی اُس کو ہدیۂ ناظرین کیا ہوتا مین خود ہی اپنی تحریر کے ذریعہ سے نادم اور محجوب ہوجاتا۔ حضرت خوب یاد رکھئے اس قسم کی دیوانون کی بڑ سے پیچھا نہ چھوٹیگا یا تو ایک ماہ کے اندر ان ہردو امر کا جواب دیجئے یا قول فیصل سے اتفاق کیجئے سچا اسلام اور پکی فقیری متقاضی اسی کی ہی کہ حق بات سے روگردانی نہ کیجاوے۔ جناب خلیل الرحمٰن صاحب جب آپ سے قول فیصل کے کسی ایک مقدمہ اور دلیل کا جواب نہین بن پڑا تھا تو آپنے صدق دل سے مثل سچے مسلمانون کے قول فیصل سے اتفاق کرکے اس نفسانی فساد پر خاک ڈال دی ہوتی گو دنیا مین جو محض اعتباری ہی صاحبانِ پندار کے نزدیک ایک قسم کی ذلت اعتباری حاصل ہوتی مگر اُس ذلت دائمی سے جو دار پائدار مین بوجہ اس حسد اور فساد کے تمکو حاصل ہوگی محفوظ ہوجاتے۔ پیر جی صاحب یہ ساری طمطراق اور پیری اور پیرزادگی اعتباری ہی کمال واقعی کی فکر کیجیے

اس سب پر خاک ڈالکر تائب ہو جائیے آیندہ آپ کو اختیار ہی

اے حضرات ناظرین اب مین سوال سوم کے جواب الجواب کی کیفیت لکھنا شروع کرتا ہون اس مضمون کو خلیل الرحمن صاحب نے جلوۂ جمال کے صفحہ ۳۲ سے ۴۶ تک لکھا ہی چونکہ اس سوال مین مصنوعی سلسلہ جمالیہ کے واقعی ہونے کا ثبوت دیا گیا ہی اس واسطے اس سوال کا مضمون خالی از لطف نہین کیونکہ معدوم شے کا موجود کہنا اور پھر اُس کے اثبات وجود پر خیالی دلائل پیش کرنا بیشک قضیۂ لطف آمیز ہی اس معاملہ مین بڑا لطف یہ ہی کہ جس قدر ثبوت سلسلۂ جمالیہ کا دیا گیا ہی اُس کی بنیاد ایسی رکیک تاویلات پر ہی کہ جن کا کچھ وجود ہی نہین تمام دنیا مین خاندان بھی جاری ہین اور ایک ایک خاندان سے کئی کئی سلسلہ بھی جاری ہوگئے ہین اُن سب کی کیفیت اور اُن کے بزرگون کا حال صریح الفاظ مین ساری کتابون مین لکھا ہوا ہی یعنی جو بزرگ جس خاندان کا گذرا ہی اُس بزرگ کو اُسی خاندان کے ساتھ منسوب کرکے محققین نے اپنی اپنی کتابون مین لکھا ہی اور اس وقت تک اُس خاندان کے متوسلین کے پاس لاکھون شجرے موجود ہین شجرہاے ہر خاندان کی ترتیب اُس خاندان اور سلسلہ کے واسطے ایسا ہی ثبوت کافی سمجھا جاتا ہی کہ جیسے راویان حدیث کا تسلسل باعث صحت احادیث متصور ہی شجرون کی ترتیب ہر ایک خاندان کے ثبوت کے واسطے ثبوت بدیہی ہی۔ خلیل الرحمن صاحب نے سواے اپنے مصنوعی شجرے کے جو ابھی اُنھون نے بنایا ہی اور جس مین یہ ظلم کیا ہی کہ بعد جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کے نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کا نام لکھدیا ہی اور کوئی ایک شجرہ بھی اپنے والد تک کا نقل نہین کیا کہ جسمین اُنھون نے اپنے کو جمالی لکھا ہو یا جس کی پیشانی پر شجرۂ جمالیہ لکھا ہو اور نہ کسی حال کی ادنیٰ سی کتاب سے یہ امر ثابت کیا ہی کہ ہمارے باوا حبیب الرحمن یا شاہ رمضان صاحب یا اویس صاحب کو فلان کتاب مین جمالیہ لکھا ہی غرضکہ کوئی بدیہی دلیل سلسلہ جمالیہ کے اثبات کی پیش نہین کی ہان سیر الاولیا کی ایک دو روایات محرف مین تاویلات رکیکہ کرکے آج جمالی بن بیٹھے ہین۔ بھلا کہو اس بادہوائی جمالیت کو کون قبول کریگا اس بادہوائی جمالیت کی کیفیت عنقریب ہدیۂ ناظرین ہوئی جاتی ہی اور کل ناظرین پر ظاہر ہوا جاتا ہی کہ خلیل الرحمن صاحب کی جمالیت کیا ہی نقش بر آب ہی اوّل مین اپنے جواب کے اُن ضروری فقرون کو نقل کرکے ہدیۂ ناظرین کرتا ہون کہ جن کا جواب الجواب دینا ضروری تھا۔ اور بتائے دیتا ہون کہ خلیل الرحمن صاحب نے اُنمین سے ایک کا بھی جواب نہین دیا۔

سب سے اوّل مین نے خلیل الرحمن صاحب کے اس فقرہ کو رد کیا تھا کہ جو اُنھون نے لکھا تھا کہ سارے اہل سیر لکھتے ہین یعنی سارے اہل سیر کا اسپر اتفاق ہی کہ جمال الدین ہانسوی ؒ نے نظام الدین اولیا ؒ کے خلافت نامہ کو تصدیق کرکے یہ شعر لکھ دیا تھا ؎ ہزاران درود و ہزاران سپاس + کہ گوہر سپردم بہ گوہر شناس اس کا کوئی جواب الجواب خلیل الرحمن صاحب نے نہین دیا اور نہ یہ ثابت کیا کہ فقرۂ تصدیق خلافت فلان فلان کتاب مین لکھا ہوا ہی۔

دوسرے مین نے یہ لکھا تھا کہ فقرۂ تصدیق خلافت سیر الاولیا کی اصل روایت مین نہین ہی اسکا جواب الجواب بھی خلیل الرحمن صاحب نے بالکل نہین دیا اور ہرگز نہین دکھایا کہ فقرۂ تصدیق خلافت اصل روایت مین موجود ہی

تیسرے مین نے یہ لکھا تھا کہ اصل روایت مین ہرگز بھی نہین ہی کہ خلافت نامہ پر شعر لکھ دیا اس کا جواب بھی خلیل الرحمن صاحب نے قطعی نہین دیا اور نہین بتایا کہ اصل روایت مین خلافت نامہ پر شعر کا لکھا جانا موجود ہی

انھین فقرون کی وجہ سے ثابت کردیا تھا کہ خلیل الرحمن صاحب نے اصل روایت مین جو کاٹ چھانٹ کی ہی وہ اسی غرض سے کی ہی کہ اُن کا سلسلہ مصنوعی واقعی ثابت ہوجاوے تو اب یہ غور کا مقام ہی کہ جب وہ میرے اُن فقرون کی تردید نہ کرسکے جس کے ذریعہ سے مین نے اُن کے سلسلۂ خیالی جمالی کی بنیاد اوکھاڑ ڈالی تھی تو اب جو اُنھون نے اثبات سلسلہ کیا ہی وہ خیالی کیا ہوگا - اس سوال سوم کے جواب الجواب مین بھی خلیل الرحمن صاحب نے وہی انداز اختیار کیا ہی جو اور سوالون مین اختیار کیا ہی یعنی میری اصل تحریر کا جواب ندارد ہی اور اُن کی مصنوعی عبارت کا فرضی جواب موجود ہی - اب مین خلیل الرحمن صاحب کے اُن فرضی جواب الجواب کا بھی جواب دیتا ہون جو میرے مفہوم کے خلاف دئے گئے ہین - مین نے اِس سوال کے متعلق یہ لکھا تھا کہ خلیل الرحمن صاحب نے مضمون روایت کے خلاف اپنے مطلب برآری کے واسطے سوال قائم کردیا ہی اور اِسی موقع پر سیر الاولیاء صفحہ ۲۱۷ سے اصل روایت بھی نقل کردی تھی اور بتادیا تھا کہ اصل روایت مین نہ تو تصدیق خلافت کا لفظ ہی نہ یہ مضمون ہی کہ شعر خلافت نامہ پر لکھدیا اور نہ سپردم ہی بلکہ سپردہ ہی اس کا جواب الجواب خلیل الرحمن صاحب صفحہ ۳۲ پر یون دیتے ہین -

(قولہ) اسی اختلاف کی وجہ سے تو یہ سوال کیا ہی کہ کسی نسخہ مین سپردہ ہی اور کسی مین سپردم ہے -

(اقول) کیون جناب خلیل الرحمن صاحب سپردم اور سپردہ کی تحقیقات ضروریات شریعت سے ہی یا واجبات طریقت سے ہی اگر ایسی ہی تحقیق کرنی منظور تھی تو اوّل اوسی روایت کی تحقیق کی ہوتی جس کا مین حوالہ دے آیا ہون اور جس کی کہ وجہ سے بباعث شکایت عسرت دنیاوی قطب صاحب کی ولایت ہی ہاتھ سے جاتی ہی اور ثابت کیا ہوتا کہ یہ روایت محرف ہی قطب صاحب ولی برحق تھے وہ شیخ سے ذات شیخ کو طلب کرتے نہ کہ آسائش دنیاوی کو اس لفظ سپردم اور سپردہ کے مقابلہ مین اِس روایت کا تحقیق کرنا بہت ضروری تھا کیونکہ اس روایت کے قائم رہنے سے جڑ ہی کٹی جاتی ہی مگر آپ کو تو اس سے کچھ غرض ہی نہین سپردہ کا سپردم کرکے جمالی بننا منظور ہی تو حضرت ع این خیال است و محال است و جنون +

قولہ - اور اگر کسی نسخہ مین سپردہ بھی ہی تو ہمارے مطلب کے منافی نہین کیونکہ ضمیر سپردہ بجانب محبوب سلطان المشائخ ہی کی طرف نسبتی طور پر پھرتی ہی -

(اقول) جناب خلیل الرحمن صاحب یہ آپ کی تاویل ذلیل اور خیال محض ہی - سپردہ کی ضمیر تو اللہ کی ذات کی طرف پھرتی ہی جو حقیقی عطا کرنے والا گوہر یعنی مراتب خلافت کا ہی افسوس آپ کو اس قسم کی تاویلات لغو کرتے اپنے منصب شیخوخیت کا کچھ بھی لحاظ نہین ہوتا حضرت ؎

چو از قومے یکے بیدانشی کرد — نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را

کیون اپنے خاندان کو بدنام کرتے ہو جناب اس روایت کا مطلب اصلی وہی ہی جو مین قول فیصل مین لکھ چکا ہون اور پھر بطریق ہمدردی لکھے دیتا ہون کہ اس روایت کا مطلب اصلی یہ ہی ہی کہ جسوقت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کو قطب صاحب ؒ نے انوار خلافت سے منور پایا بعد حمد خدا یون فرمایا کہ خلافت الٰہی جس کے امین حضرت بابا صاحب ؒ تھے بحکم حق اُسی کے پاس پہونچی جو اُس کا مستحق تھا - اس سیدھے سادے مضمون کو آپ نے اصل روایت مین گڑبڑ کرکے کچھ کا کچھ کرلیا کہ محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا ہانسی جانا اور حضرت جمال ہانسوی ؒ کا اُن کو بانوار خلافت منور پاکر مسرور ہونا اور بحالت سرور یہ شعر پڑھنا ؎

خدا سے جہان راہزاران سپاس　　　که گوہر سپردہ بہ گوہر شناس

اور کجا آپ کی یہ تاویل کہ جس کا نہ سر ہے نہ پاؤن کیسے غضب کی بات ہی کہ جلوۂ جمال کے صفحہ ۳۲ پر لکھتے ہو اگر یہ لفظ سپردہ قطب صاحب کی نعمت سپردہ پر محمول نہ کیا جاوے تو ٹھیک اور درست مطلب نہین نکل سکتا حضرت یہ آپ کے وہم نے آپ کو چکر مین ڈالا ہی نہ قطب صاحب نے سلطان جی صاحب کو کسی امانت کا امین بنایا اور نہ وہ امین تھے مین قول فیصل مین آپ کو سمجھا چکا تھا کہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نائب رسول تھے وہ اگر محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی امانت کا امین بناتے تو موافق اُصول شریعت نبی کے بناتے سپردگی امانت کی حالت مین اشارہ اور کنایہ نہ فرماتے سپردگی امانت ایک شرعی امر ہی اسکے واسطے شارع علیہ السلام نے بذریعہ قانون شریعت ایک حد مقرر کردی ہی اُس حد سے جو امانت نامہ متجاوز ہوگا وہ امانت نامہ نہین سمجھا جاویگا یا جو امانت نامہ مثل پہیلی یا مثل اشارہ کنایہ کے ہوگا وہ بھی امانت نامہ نہین سمجھا جاویگا اس معاملہ مین آپنے جس قدر تاویلین کی ہین وہ سب کی سب قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان کو گھٹا رہی ہین اور بتا رہی ہین کہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک امر شرعی کو کس کس طور سے خلاف شریعت انجام دیا ہی اس تھوڑی سی تحریر مین آپ کی کُل تاویلات رکیکہ کا رد ہوگیا۔ آپنے کسی موقع پر یہ امر ثابت نہین کیا ہی کہ شارع علیہ السلام نے اشارتاً اور کنایتہً بھی امانت کے سپرد کرنے کا حکم فرمایا ہی اسی بحث مین آپنے صفحہ ۳۲ پر مجھ پر یہ افترا کیا ہی کہ آپنے قول فیصل مین صفحہ ۱۴ سے ۱۶ تک اس امر کو بڑے شد و مد سے بیان کیا ہی کہ سیر الاولیاء خلیل الرحمن صاحب کی وجہ سے الحاق ہوکر طبع ہوئی ہی۔ مین افسوس کرتا ہون آپ کی پیری اور پیرزادگی پر کہ آپ پیر ہوکر جھونٹ بولتے ہوئے خدا سے نہین شرماتے مین اسی پر فیصلہ کئے دیتا ہون کہ اگر آپ قول فیصل کے کسی صفحہ مین یہ بتادین کہ مین نے آپ کا نام لکھا ہی یا یون لکھا ہی کہ خلیل الرحمٰن صاحب کی وجہ سے الحاق ہوا ہی تو مین تاحیات مستعار آپ کی غلامی کرونگا یا آپ کو میری غلامی مین رہنا پڑیگا۔ پیر جی صاحب آپ تو کسی موقع پر بھی نہین شرماتے مین تو آپ کی صریح جھونٹے اور صریح افترا بندی اور دھوکہ بازی ظاہر کرتے کرتے پریشان ہوگیا کوئی صفحہ ایسا نہین کہ جھونٹ سے خالی ہو انا للہ وانا الیہ راجعون

اے حضرات ناظرین اس قدر تحریر سے یہ تو ظاہر ہو ہی گیا کہ جس روایت پر یہ سوال سوم قائم کیا تھا اوس روایت مین خلیل الرحمٰن صاحب نے تحریف کرکے اپنا مطلب حاصل کرنا چاہا تھا کہ جس کی کیفیت مین نے چند فقرون مین ظاہر کردی تھی جن مین سے ایک فقرہ کی بھی تردید خلیل الرحمٰن صاحب نہین کرسکے ایسی حالت مین اُن کو زیبا تھا کہ وہ قول فیصل سے اتفاق کرتے مگر نہین حسد اور خودغرضی نے اُن کو دوسری راہ پر ڈال دیا جس کی وجہ سے اُنھون نے حق پوشی کرکے ایک لغو جواب الجواب لکھکر جاہل مُریدانِ جمالی کو سمجھا دیا کہ ہم نے قول فیصل کا جواب دے دیا اسی بحث مین خلیل الرحمٰن صاحب اپنی جمالیت کی تائید مین سیر الاولیا کی ایک دوسری روایت پیش کرکے اپنے سلسلۂ جمالیہ کا اثبات کرتے ہین حالانکہ مین قول فیصل کے صفحہ ۱۰ سے ۱۴ تک اس دوسری روایت کو بھی محرّف ثابت کرچکا ہون اور جن دلائل سے مین نے اس دوسری روایت کو محرف ثابت کیا ہی اُس مین سے ایک دو دلیل کے جو جواب الجواب خلیل الرحمٰن صاحب نے دئے ہین وہ خالی از لطف نہین ان جواب الجواب نے پیر جی صاحب کی فقیری اور علمیت اور زبان دانی کی قلعی کما حقہ کھولدی ہے مگر قبل اس کے کہ جواب دون اصل روایت کو نقل کرکے اول دلائل کو بھی لکھدون کہ جن کی وجہ سے مین نے

روایت کو محرّف ثابت کیا ہے۔ اصل روایت سیر الاولیا کے باب ۴ نکتہ ۹ مین باین الفاظ لکھی ہی۔

از ثقات منقول است چون شیخ قطب الدین منور را وداع شد سلطان المشائخ فرمود نسخۂ عوارف کہ شیخ جمال الدین ہانسوی جد بزرگوار تو رحمۃ اللہ علیہ از خدمت شیخ فرالدین قدس اللہ سرہ العزیز وقت یافتن خلافت یافتہ بود دران ایام کہ این ضعیف از حضرت شیخ الشیوخ العالم باسعادت خلافت باز گشت چون ہانسی بخدمت شیخ جمال الدین ؒ رسید بعد تربیت فرمودن بسیار آن نسخہ عوارف شیخ جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ پیش من آورد و فرمود کہ من این نسخہ بانعمت ہاے بسیار از شیخ الشیوخ العالم یافتہ ام امروز بشما ایثار میکنم بامید آنکہ فرزندے از فرزندان من بشما خواہد پیوست در حق او ازین نعمت ہاے دینی و دنیاوی کہ ہمراہ شماست دریغ مدارید۔

اس روایت کے معنی کرشمۂ جمال مین خلیل الرحمٰن صاحب نے یون لکھے تھے کہ جب حضرت قطب الدین منور کو حضرت سلطان المشائخ ؒ مرید کر کے خلافت سے مشرف فرما چکے تو یون فرمایا کہ اے قطب الدین منور جب مین تصدیق خلافت کے لئے شیخ جمال الدین تمھارے دادا کی خدمت مین پہونچا تو اُنھون نے مجھے بہت کچھ تربیت فرمانے کے بعد یون فرمایا کہ نظام الدین میرے شیخ نے جب مجھے خلافت عنایت فرمائی تھی تو کتاب عوارف اور خلافت کے لوازم اور بہت کچھ فوائد اور بیشمار نعمت بھی عطا کی تھی اب مین وہ نعمت اور وہ کتاب اور وہ فوائد اور لوازم جون کے تون اس اُمید پر تمھارے سپرد کرتا ہون کہ ایک فرزند میرے فرزندون مین سے تمھارے پاس آویگا اُس کو دیدینا اور دریغ نہ کرنا آج وہ امانت مین تمھارے سپرد کرتا ہون۔

اے حضرات ناظرین ان معنون پر اوّل تو مین نے یہ اعتراض کیا تھا کہ (یہ معنی روایت کے خلاف ہین کیونکہ اصل روایت مین نہ تصدیق خلافت کا ذکر ہی نہ خلافت کے لوازم اور نہ بہت کچھ فوائد کا پتہ ہی اور نہ اِسکا نشان ہے کہ وہ کتاب اور وہ فوائد اور لوازم جون کے تون تمھارے سپرد کرتا ہون اور نہ ایثار کے معنی سپرد کرنیکے ہین) مین نے اس قدر تو معنی کی تحریف پر اعتراض کر دیا تھا اور بتا دیا تھا کہ تغیر اور تبدل معنی کا محض بغرض اپنے مطلب اصلی کے کیا ہے چنانچہ اِس تغیر و تبدل کو خلیل الرحمٰن صاحب نے جلوۂ جمال کے صفحہ ۵۵ پر باین الفاظ قبول کر لیا ہے (کہ سراج الحق نے سیر الاولیا کی عبارت کا ترجمہ کیا ہی ہان کوئی کوئی لفظ بطور شرح بڑھا دیا ہی) اب ناظرین خود سمجھ سکتے ہین کہ اس کاریگری کے کیا معنی ہین۔ باقی دو فقرون کی وجہ سے مین نے روایت کو محرف ثابت کر دیا تھا۔ اوّل یہ کہ بروقت سپردگی امانت فقرہ دریغ مدارید نہین بولا کرتے کیونکہ یہ فقرہ ہبہ کے موقعون پر بولا کرتے ہین۔ امانت ایک امر شرعی ہے اُس کے سپرد کرنے کے وقت صاف کہا کرتے ہین کہ فلان شخص کو دیدینا۔ دوسرے یہ کہ اس روایت مین تربیت فرمودن بسیار واقع ہوا ہے اور محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ خلافت الٰہی سے فائز ہو چکے تھے اسواسطے اُن کو کسی تربیت کی حاجت نہین ہی تھی ان دونون فقرون کے جو جواب الجواب خلیل الرحمٰن صاحب نے دئے ہین وہ قابل دید ہین عنقریب ہدیۂ ناظرین کرونگا۔ اور اِسی روایت کے اب جو معنی خلیل الرحمٰن صاحب نے جلوۂ جمال مین لکھے ہین اُن کو بھی لکھے دیتا ہون تاکہ کرشمۂ جمال اور جلوۂ جمال کے معنی کا بھی فرق ظاہر ہوجاوے۔

جلوۂ جمال مین صفحہ ۳۴ پر اس روایت کے معنی یون لکھے ہین (کہ سیر الاولیا کے باب ۴ نکتہ ۹ مین حضرت سلطان المشائخ کا یہ فرمودہ لکھا ہے کہ جب مین خلافت حاصل کر کے قطب صاحب کے پاس ہانسی آیا تو قطب صاحب نے مجھے بہت کچھ تربیت فرما کر یون ارشاد فرمایا کہ نظام الدین کتاب عوارف مجھے بروقت ملنے

خلافت کے بڑی نعمتون کے ساتھ ملی تھی وہ کتاب مع اُن نعمتون کے آج اِس اُمید پر تمھارے سپرد کرتا ہون کہ میرے ایک فرزند کا فرزند تمھارے پاس آکر بیعت کریگا تم اُس کو یہ کتاب اور نعمت دیدینا) اِن معنون مین خلیل الرحمن صاحب نے تصدیق خلافت کے زہریلے لفظ کو بھی اُوڑا دیا اور خلافت کے لوازم وغیرہ وغیرہ سے بھی درگذر کیا یعنی اُس خیالی منصوبہ سے درگذر کرکے جو کرشمۂ جمال مین باندھا تھا ایک دوسری راہ اختیار کی مگر ایثار کے معنی یہان بھی سپرد کرنے کے ہی لکھے اور اس قدر ایجاد بندہ بھی کر دیا کہ میرے ایک فرزند کا فرزند تمھارے پاس آویگا حالانکہ اصل روایت مین اِس کا پتہ نہین۔

ناظرین کرشمۂ جمال اور جلوۂ جمال کے مضامین مین خود فرق قائم کرکے ایک نتیجہ اخذ کرسکتے ہین اب جبکہ مین اصل روایت بھی نقل کرچکا اور جو معنی کرشمۂ جمال اور جلوۂ جمال مین لکھے ہین وہ بھی ہدیۂ ناظرین کرچکا تو اب مین خلیل الرحمن صاحب کے اُس چالاکی کا اظہار کرتا ہون کہ جو اُنھون نے ایک تیسری روایت سیر الاولیا ؔ کی ہی اور جس روایت کو اِس روایت کی تائید کے واسطے پیش کرکے خود کو اُس الزام سے بچانا چاہا ہی کہ جو اُن پر بوجہ متعدد تحریرون کے اِس بارہ مین عائد ہو گیا ہی اور اُنھون نے ہر موقع پر حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا قطب ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کو پیر تربیت لکھا ہی۔ اِس موقع پر جو تحریف اور چالاکی خلیل الرحمن صاحب نے کی ہی اُس کے ظاہر ہوتے ہی خلیل الرحمن صاحب کی کل طمطراق اور دعوی جمالیت فنا پذیر ہو جاویگا۔

(**قولہ**) اِس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ تربیت حضرت قطب صاحب نے سلطان المشائخ کو اپنے پوتے کے لئے کی تھی

(**اقول**) واہ جناب خلیل الرحمن صاحب جزاک اللہ مین بہت خوش ہوا اگر جب تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ تربیت بھی امانتاً تھی تو پھر تم اپنے شجرہ مین جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام کے بعد محبوب الٰہی رحمۃ اللہ کا نام کیون لکھتے ہو جیسے خلافت امانت خلافت صحیحہ اور مقبولہ ہی ویسے ہی تربیت امانت کا حال ہی اور جیسے امین خلافت کا نام شجرہ مین نہین لکھا جاتا ویسے ہی امین تربیت کا نہین لکھنا چاہیئے ۔ ایسا تو ہوتا ہی کہ اگر کوئی پیر بھائی امین ہوتا ہی تو اُس کا نام تبرکاً داخل شجرہ کر دیا کرتے ہین جیسے حضرت شاہ منور الہ آبادی قادریؒ کے شجرہ مین شاہ دولا صاحبؒ کا نام درج ہی چونکہ شاہ منور الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے حضور مین بوساطت شاہ دولا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بیعت و خلافت سے مشرف ہوئے تھے اس لئے فرمایا کہ میرے بھائی کا نام تبرکاً لکھا کرو۔ یہ ہرگز بھی نہین ہوتا کہ ایسے امین کا نام کہ جو امانت سپرد کرنے والے کا ہم پلہ یا ہمعصر ہو یا ہمرتبہ ہو بوجہ سپرد کرنے امانت کے داخل شجرہ کر لیا جاوے۔ دیکھو مخدوم برناویؒ کی خلافت اور تربیت کے امین حضرت سیدنا مخدوم عبد الحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ تھے اور حضرت شیخ عبد الحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ نے مخدوم برناوی رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت امانت بھی عطا فرمائی اور تربیت بھی کی مگر چونکہ وہ مخدوم برناوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر تھے اس واسطے شجرہ مین اُن کا نام نہین ہی اور بیشک نہین ہونا چاہیئے اور جو تبرکاً ہونا چاہیئے تو باین طور ہونا چاہیئے کہ اوّل شجرہ اپنے شیخ کے نام کا پڑھنا چاہیئے یا لکھنا چاہیئے اور اُس کے بعد تبرکاً اُس شیخ کے نام کا شجرہ پڑھنا چاہیئے کہ جو امین امانت تھا اور اُس کا نام ایسے ہی لکھنا چاہیئے کہ جیسے شیخ اصلی کا نام لکھا جاتا ہی یعنی شیخ اصلی کے نام کے بعد نام لکھنا نہین چاہیئے بلکہ اس صورت مین دو شجرے ہونے چاہئین ایک شجرۂ طریقت اور ایک شجرۂ تبرک جیسے شجرۂ طریقت مین بعد نام دادا پیر کے پیر طریقت کا

نام لکھا ہی ویسے ہی شجرۂ تبرک مین اُس شیخ کا نام لکھنا چاہیئے جو امین امانت تھا - اور اس شجرۂ تبرک کی دو صورتین ہین ایک یہ کہ شیخ امین کا نام اوسی خاندان کے شجرہ مین درج کیا جاوسے کہ جس خاندان کی خلافت اور تربیت کا امین تھا کیونکہ شیخ امین بھی بوجہ امین امانت ہونے کے اُس خاندان کی نعمت اور نسبت پہونچانے مین ایک واسطہ ہو جاتا ہی - اور دوسرے یہ کہ شیخ امین کا نام شیخ امین کے خاندانی شجرہ کے ساتھ ہونا چاہیئے کیونکہ گو شیخ امین خلافت اور تربیت دوسرے خاندان کا امین ہوتا ہی مگر اُس کی صحبت اور اُس کا احسان اس قابل ہوتا ہی کہ لطریق استحسان اُس کے خاندان کا شجرہ پڑھا جاوسے -

جناب خلیل الرحمٰن صاحب آپ اپنے شجرہ مین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا نام جس طور سے لکھتے ہین وہ قطعی خلاف ہی جو صورت آپ نے کرشمۂ جمال مین قائم کی تھی وہ تو نہایت ہی مذموم تھی کیونکہ آپنے کرشمۂ جمال اور نیز دیگر مضامین مین یہ امر نہایت زور کے ساتھ ثابت کیا ہی کہ جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کو بعد تربیت اور تلقین فرمانے کے اگر لایق دیکھتے تھے تو اُن کی خلافت تصدیق کیا کرتے تھے - اور اوّل آپ نے اسی شق پر زور دیا تھا اور اسی شق کے ذریعہ سے جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کو محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا پیر تربیت لکھا تھا اور اسی وجہ سے اپنے شجرہ مین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا نام بعد نام جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کے لکھا تھا - اور یہ ایک صورت ایسی ناجائز تھی کہ جس سے سلسلۂ عالیہ نظامیہ ضعیف ہوا جاتا تھا کیونکہ جب باباصاحب کے خلفاء کی خلافت کا دارومدار اور تلقین اور تربیت کا انحصار جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات پر تھا تو اُن کا نام شجرۂ عالیہ نظامیہ مین ہونا لازمی تھا - حالانکہ جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام شجرۂ نظامیہ مین ہرگز نہین اور یہ عین نقصان کی بات تھی - جناب پیرجی صاحب مین نے اس وقت تک اِن واقعات کو اس وجہ سے نہین کھولا تھا کہ شاید کوئی کور باطن بر خلاف میرے اُس اخلاص اور غلامی کے جو مجکو سلسلۂ عالیہ نظامیہ سے حاصل ہی یون نہ کہے کہ صوفی جان نظامیون کو بھڑکاتا ہے مگر اب جبکہ آپ باز ہی نہین آتے اسواسطے مجکو لکھنا پڑا - لیجیے اب مین آپ کی اُس چالاکی کو ظاہر کرتا ہون جو آپ نے اپنے اس قول کی تائید کے واسطے کی ہی کہ یہ تربیت قطب صاحب نے سلطان المشائخ کو اپنے پوتے کے واسطے کی تھی -

(قولہ) اسی کتاب مین یہ بھی موجود ہی کہ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے بعد دینے اپنی خلافت اور نعمت کے پھر دوبارہ اُن کو یعنی قطب الدین منورؒ کو تخلیہ کرکے وہ کتاب متبرک جو امانت تھی سپرد کی اور کچھ تربیت معہودہ بھی عطا فرمائی جب حضرت قطب ثالث منورؒ بانوار موعودہ تخلیہ سے باہر تشریف لائے تو حضرت خواجہ نصیرالدین احمد چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ دوبارہ تم سے کس راز و نیاز و اسرار اور معارف کے باتین ہوئین تو حضرت قطب ثالث نے فرمایا کہ یہ اسرار قابل اظہار نہین -

(اقول) قبل اس کے کہ مین اس روایت کی کیفیت لکھون کہ اس روایت کے مضمون مین خلیل الرحمٰن صاحب نے کیا کارروائی کی ہی صرف اسی مضمون کا جواب دیکر سلسلۂ جمالیہ کو درگور کیے دیتا ہون اِس مضمون سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ محبوب الٰہیؒ نے قطب الدین منور رحمۃ اللہ علیہ کو اوّل اپنی جانب سے خلافت عطا فرمائے اور دوسری بار تخلیہ فرماکر کتاب عوارف جس کو خلیل الرحمٰن صاحب خلافت امانت سمجھے ہوئے ہین عطا فرمائی - اب مین کہتا ہون کہ اگر محبوب الٰہیؒ امین خلافت ہوتے تو ممکن ہی نہین تھا کہ وہ قبل ازادا کرنے

خلافت امانت کے جو قطب الدین منور کے واسطے خلافت طریقت کا حکم رکھتے اپنے خلافت عطا فرماتے۔ یہ ہو ہی نہین سکتا کہ امین خلافت قبل از عطا کرنے خلافت امانت کے اپنے جانب سے خلافت دیدے محبوب الہیؒ کا اوّل اپنی جانب سے خلافت عطا فرمانا صاف بتا رہا ہی کہ محبوب الہیؒ امین ہرگز نہین تھے۔ اگر وہ امین ہوتے تو اُن کو اوّل اپنی جانب سے خلافت دینے کا استحقاق ہی نہ ہوتا خلیل الرحمن صاحب اس امر کو قیامت تک ثابت نہین کرسکتے کہ کسی بزرگ نے ایسا کیا ہو کہ اوّل اپنی جانب سے خلافت عطا فرماکر اُس کے بعد اُس خلافت کو عطا فرمایا ہو کہ جس کے وہ امین تھے۔ لیجئے جناب خلیل الرحمن صاحب آپ ہی کی تحریر سے آپ کا اجمالی ہونا معدوم ہوگیا اب مین یہ ظاہر کرتا ہون کہ اس اصل روایت مین نہ تخلیہ کا ذکر ہی نہ کتاب عوارف کے سپرد کرنے کی بحث ہی یہ کل ایجاد بندہ خلیل الرحمن صاحب کی ہی اس کے ثبوت کے واسطے مین سیر الاولیا کی اصل روایت ہدیۂ ناظرین کئے دیتا ہون تاکہ آسانی کے ساتھ خلیل الرحمن صاحب کے مذموم اور ناجائز کارروائی ظاہر ہوجاوے یہ روایت سیر الاولیا کے صفحہ ۲۴۸ پر موجود ہے جس کے لفظی معنی بلاکم وکاست لکھتا ہون تاکہ عام حضرات آگاہ ہوجاوین اس روایت کے لفظی معنی یہ ہین۔ اوّل محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے قطب الدین منورؒ کو خلافت اور وصیت خلافت سے مشرف فرماکر فرمایا کہ جاؤ دوگانہ اداکرو چنانچہ قطب الدین منورؒ نے جماعت خانہ مین دوگانہ اداکیا اُسی وقت حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت و وصیت فرمائی مخدوم چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے خدمت مین حاضر ہی تھے کہ پھر قطب الدین منورؒ کو طلب فرماکر فرمایا کہ نصیر الدین کو خلافت کی مبارکباد دو ایسے ہی مخدوم نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ تم قطب الدین منور کو مبارکباد دو چنانچہ ایسا ہی کیا پھر فرمایا کہ آپسمین بغلگیر ہوکر ملو کیونکہ تم دونون بھائی ہو۔ جب تمامی احکامات کی بجاآوری سے فارغ ہوکر یہ دونون حضرات باہر تشریف لائے تو مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ نے قطب الدین منور رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ وصیت مجھ سے بیان کی ہی مین تم سے بیان کرون اور جو تم سے بیان کی ہو وہ تم مجھ سے بیان کرو اس کے جواب مین قطب الدین منورؒ نے فرمایا کہ اسرار پیر کسی پر کھولنے نہین چاہئین اس جواب سے مخدوم نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے) اے حضراتِ ناظرین اصل روایت سے خلیل الرحمن صاحب کے مضمون کا مقابلہ کرکے دیکھو خود ظاہر ہوجاویگا کہ خلیل الرحمن صاحب نے کس درجہ کی کھُلی ہوئی تحریف کی ہی خدا محفوظ رکھے ایک مصنوعی سلسلہ کے پیشوا اور اہل بننے کی غرض سے کیسی کیسی چالاکیان کی ہین۔ اس چالاکی کو تو غور فرماؤ وہان تو نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ بموجودگی نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کے قطب الدین منور کو دوسری بار طلب فرماوین اور خلیل الرحمن صاحب یون لکھین کہ باردیگر تخلیہ مین طلب فرماکر وہ کتاب متبرک بھی جو امانت تھی اور کچھ تعلیم اور تربیت بھی فرمائی۔ غور کا مقام ہے کہ بحالت موجود ہونے نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کے تخلیہ کیسا اور کتاب عوارف اور تربیت کا ذکر کہان ہی وہان تو باردیگر طلب فرماکر آپسمین مبارکباد دینے اور بغلگیر ہونے کا واقعہ ہوا یہان خلیل الرحمن صاحب نے سپردگی امانت اڑادی وہان تو نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ بنظر اتحاد یا بغرض آزمائش وصیت خلافت کا حال دریافت فرماوین یہان خلیل الرحمن صاحب یون لکھین کہ دوبارہ تم سے کس راز و نیاز و اسرار و معارف کی باتین ہوئین۔

اب حضرات ناظرین بنظر انصاف خود سمجھ سکتے ہین کہ خلیل الرحمن صاحب نے اپنے سلسلۂ مصنوعی کو واقعی

ظاہر کرنے کی غرض سے کیسے کیسے زمین و آسمان کے قلابے ملائے ہین مگر عیب کے واسطے بھی ہنر کی ضرورت ہے
جو تاویل کی وہ جھونٹی ثابت ہوئی اور جو چال چلے وہ بھونڈی نکلی چنانچہ ہر موقع پر ظاہر کر رہا ہون اب
مجھکو اس امر کا دکھانا ضرور ہی کہ آیا بر وقت عطا کرنے خلافت کے باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب عوارف
جمال ہانسوی رحمت اللہ علیہ کو بھی عطا فرمائی تھی یا نہین کیونکہ اس کتاب عوارف کی وجہ سے
خلیل الرحمن صاحب نے بہت کچھ خاک اوڑائی ہی اور جلوۂ جمال کے بہت سے اوراق سیاہ کئے ہین اسواسطے
ابتدا ہی سے اس کی تحقیقات کرنی لازمی ہے مین دعوے کرکے کہتا ہون کہ باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے
جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کو بر وقت عطا کرنے خلافت کے کتاب عوارف نہین دی سیر الاولیاء کی
اُس روایت مین کہ جسمین جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کا ذکر ہی صرف مصلے و عصا کا تذکرہ ہی
کتاب عوارف کا حال نہین چنانچہ سیر الاولیاء کے صفحہ ۸۲ اور ۸۳ پر لکھا ہوا ہی کہ بعد انتقال
جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کے مادر مومنان برہان الدین صوفی رحمۃ اللہ علیہ کو مع مصلے و عصا کے حضرت
باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین لے گئین اگر کتاب عوارف ہوتی تو مادر مومنان اُسے ضرور ہمراہ
لیجاتین۔ اب مین سیر الاولیاء کی اُن دونون روایتون کا مقابلہ کرکے بتائے دیتا ہون کہ یہ ہی روایت
جسمین مصلے و عصا کا ذکر ہے صحیح ہی اور وہ روایت کہ جسمین کتاب عوارف کے ایثار کرنے کا ذکر ہی لائق اعتبار
نہین کیونکہ اِس روایت مین جسمین مصلے وغیرہ کا ذکر ہی ایک لفظ بھی خلاف عقائد نہین اور وہ روایت
کہ جسمین عوارف کے ایثار کا ذکر ہی کئی وجہ سے بے اعتبار ہے اوّل یہ کہ جو مضمون اِس روایت مین ہی
اُس کا ذکر سیر الاولیاء کی اُس روایت مین نہین کہ جسمین قطب الدین منورؒ کی خلافت کا ذکر ہی اسی وجہ کے
اُٹھانے کے واسطے خلیل الرحمن صاحب نے اُس روایت مین جسمین قطب الدین منور رحمۃ اللہ علیہ کی
خلافت کا ذکر ہی بار دیگر تخلیہ وغیرہ کا ذکر لکھدیا جس کی کیفیت مین ابھی ظاہر کر چکا ہون اور فی نفسہ یہی
ایک وجہ اُس روایت کے بے اعتبار ہونے کے واسطے کافی ہی جسمین کتاب عوارف کا ذکر ہی کیونکہ جب
اس روایت مین کہ جو قطب الدین منور رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت سے متعلق ہی کتاب عوارف کا ذکر نہین
تو اس صورت مین یہ ایک روایت جسمین عوارف کا ذکر ہے بمقابلہ سیر الاولیاء کے دو روایتون کے
بے اعتبار ہوگئی۔ دوسری وجہ اِس کے بے اعتبار ہونے کی یہ ہی کہ اِس روایت مین یون لکھا ہوا ہی
کہ جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ نے محبوب الہیؒ کو بہت کچھ تربیت فرمائی تھی اس کو مین قول فیصل مین
ثابت کر چکا ہون کہ بعد تفویض خلافت الہی کے کسی تعلیم اور تربیت کی ضرورت نہین رہتی۔ اس کا جو
جواب السجواب جناب خلیل الرحمن صاحب نے دیا ہی اُس کو اِسی موقع پر لکھدینا بہتر سمجھتا ہون خلیل الرحمن
صاحب جلوۂ جمال کے صفحہ ۶۴ پر تحریر فرماتے ہین۔

(قولہ) واضح رہے کہ قبل از خلافت مرید کو اَور تعلیم ہوتی ہی جو خلافت کے درجہ تک پہنچنے کے لئے
ایک سالہ ہو جاوے اور پھر بعد حصول خلافت اَور قسم کی تعلیم کیجاتی ہی کہ جو اُس کے درجۂ کمال اور
مرتبۂ تام کے لئے ہوتی ہی۔

(اقول) جناب پیر جی صاحب یہ فقرہ تو آج نیا ہی سُنا ہی اِس سے صاف ظاہر ہی کہ آپ کے نزدیک
بعد ملنے خلافت کے ایک دوسری قسم کی تعلیم کی ضرورت رہتی ہی حضرت جناب باباصاحب جیسے ولی برحق کے

خلفاء کو تعلیم کی ضرورت نہین رہتی تھی آپ غلط سمجھے ہین - طالب جب تک تعلیم کے درجۂ انتہائی سے فائز نہین ہو لیتا یعنی جب تک طالب بشہود ذاتی فائز نہین ہو لیتا اُس وقت تک شیخ کامل مرید کامل کو خلیفہ نہین کرتا مرتبۂ ذات مین تعلیم نہین یہ آپ کا خیال ہی جو آپ بعد ملنے خلافت کے تربیت اور تعلیم کے قائل ہوگئے ہین جناب جس مرتبہ مین خلیفۃ اللہ ہوتا ہی اُس مرتبہ مین وہ بلا واسطہ ذات سے فیضیاب ہوتا ہی اِس کے یہ معنی نہ سمجھیے گا کہ واسطۂ شیخ اُٹھ جاتا ہی نہین شیخ کی ہی بدولت وہ اِس مرتبہ سے فائز ہوتا ہی تو جو شخص اِس مرتبہ سے فائز ہوتا ہی وہ بعد ختم ہو جانے تعلیم ہی کے فائز ہوتا ہی جناب جہانتک گنجائش بیان ہی وہان تک تعلیم ہی اور جہان گنجائش بیان نہین وہان حیرت محمودہ ہی اس کی تشریح نہین کرونگا کیونکہ جب آپ ادنی بات نہین سمجھ سکتے تو اعلی کیونکر سمجھین گے

(قولہ) مثنوی شریف مولانا روم ملاحظہ فرمائیے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؓ کو کیا نصیحت کی تھی حالانکہ وہ منازل سلوک اور طُرق خلافت اور سُبُلِ تعلیم و تربیت بتمام و کمال حاصل کر چُکے تھے کیا نعوذ باللہ بقول آپ کے رسول اللہ صلعم مین یا آپ کی تعلیم و تربیت امین کچھ نقصان تھا جو وہ دوسرے سے تعلیم لینے کے محتاج تھے -

(اقول) جناب پیرجی صاحب آپ نے جو مثنوی شریف کا حوالہ دیا ہی اور ظاہر فرمایا ہی کہ بقول آپ کے رسول اللہ صلعم مین یا آپ کی تعلیم و تلقین و تربیت مین کچھ نقصان تھا جو وہ دوسرے سے تعلیم لینے کے محتاج تھے یہ آپ کا بُہتانِ عظیم ہی جناب آپ نے جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ اور مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ اور محبوب الٰہی رحمہ پر تو بُہتان کئے ہی تھے اب اخیر مین حضور صلعم پر بھی بہتان کر ہی دیا کہ حضور صلعم نے مولا علی کرم اللہ وجہہ جیسے کامل کو دوسرے سے تعلیم لینے کا حکم فرمایا تھا - پیرجی صاحب واسے بر حال آپ کے کہ آپ بوجہ خودغرضی کسی امر کا خیال ہی نہین کرتے کیا آپ کے نزدیک ازل سے ابد تک کوئی ایسا دوسرا کامل موجود ہی کہ جو حضور سرور عالم صلعم کے تعلیم یافتہ اور خلیفۂ اعظم کو بعد تکمیل خلافت کے تعلیم دیوے - اللہ تعالےٰ آپ کو اِس طوفان بےتمیزی سے نجات عطا فرماوے جناب اسرار مثنوی شریف کا سمجھنا ہر کس و ناکس کا کام نہین جیسے مثنوی شریف کی بدولت سعیدانِ ازلی ولایت کے درجاتِ عالیہ سے فائز ہوتے ہین ویسے ہی شقیان ازلی کا کفر اور زندقہ بڑھ جاتا ہے یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا مثنوی مولوی معنوی ہست قرآن در زبانِ پہلوی + لیجئے اب مین بطریق ہمدردی اُن اشعار کے معنی بھی سمجھائے دیتا ہون جس کے نہین سمجھنے سے آپ دریائے ضلالت مین غرق ہو کر یون کہتے ہین کہ حضور صلعم نے دوسرے سے تعلیم لینے کی مولا علی کرم اللہ وجہہ کو ہدایت فرمائی تھی جناب پیرجی صاحب حضرت مولانا صاحب فرماتے ہین ؎

گفت پیغمبر علیؑ را کاے علی شیر حقی پہلوان پُر دلی لیک بر شیری مکن ہم اعتمید اندر آ در سایۂ نخلِ اُمید
ہر کسے گر طاعتے پیش آورند بہر قربِ حضرتِ بیچون و چند تو تقرب جو بعقل و سرّ خویش نے چو ایشان بر کمال و برّ خویش

ان اشعار سے ظاہر ہے کہ حضور صلعم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یون نصیحت فرمائی کہ اے علیؑ اپنی طاعت اور ریاضت اور شیر خدائی پر اعتماد نہ کرنا بلکہ اندر آ در سایۂ نخلِ اُمید یعنی زیر پرورش میری حقیقت ہی کے رہو - اور یہ ظاہر ہی کہ حضرتِ علی کرم اللہ وجہہ کا نخل امید سوائے حقیقت محمدیؐ کے دوسری شئ نہین - اب اگلے شعر مین عبادت ظاہری کا ذکر فرما کر تیسرے شعر مین یون ارشاد فرماتے ہین -

تو تقرب جو بعقل و سرّ خویش   یعنی اے علیؑ تو اپنی عقل اور اپنے ہی سر سے متقرب ہو اسمین بھی اشارہ
اسی جانب کو ہی کہ اے علیؑ تو میری ہی حقیقت سے تقرب حاصل کر اور یہ ظاہر ہی کہ علی کرم اللہ وجہہٗ حقیقت محمدی مین
فنا تھے اسواسطے اُن کی عقل و سر عین عقل و سر محمد ہیؐ تھی اور اسمین اشارہ لطیف یہ ہی کہ جو شخص حقیقت محمدی
مین فنا ہو کر ذات کی جانب کو عروج کرتا جاتا ہی تو وہ بوجہ عین محمدؐ ہو جانے کے حسب الاستعداد محمدی صلعم
عروج کرتا ہی - پیرجی صاحب اس مقام کو آپ نہ سمجھین گے ورنہ اَور کھولتا - آگے فرماتے ہین

یا علیؑ از جملۂ طاعات راہ   برگزین تو سایۂ خاص اِلٰہ   تو برو در سایۂ عاقل گریز   تا رہی زان دشمنِ پنہان ستیز

جناب پیرجی صاحب یہ وہی شعر ہین جنھون نے آپ کو چکر مین ڈالا ہی اور جناب ان کے بھی یہ ہی معنی ہین
کہ اے علیؑ تو حقیقت محمدی ہی کے ساتھ رہ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ ازل سے ابد تک ہر مرتبہ مین حضور صلعم ہی
اعلیٰ و اکمل خاص اللہ ہین اور عقل اوّل آپ ہی کے مقام کا نام ہی نہ آپ سے بڑھکر کوئی خاص اللہ ہو سکتا ہی
نہ عاقل اور نہ اُن حضرات کو جن کو حقیقت محمدیؐ مین فنا رتامہ حاصل ہے یعنی وہ عین محمدؐ ہین کوئی دوسرا
کامل جو حقیقت محمدیؐ ہی سے موافق اپنی حیثیت کے فائز ہی تعلیم اور تربیت کرسکتا ہو - جناب پیرجی صاحب
بس اسی قدر پر اکتفا کرکے کہتا ہون کہ یہ مضمون مثنوی شریف جس کو آپنے پیش کیا ہی آپ کے خلاف ہی نہین
بلکہ آپ کو نکبت مین گرفتار کرنے والا ہی توبہ کیجئے -

اے حضرات ناظرین جو وجہ دوم روایت کی ضعیف کرنے والی ہی اُس کی تردید مین خلیل الرحمن صاحب نے بہت کچھ
خون جگر پے کر مثنوی شریف سے بوجہ نہ سمجھنے مضمون مثنوی شریف کے ایک دلیل پیش کی تھی جس کی کیفیت
مین نے ہدیۂ ناظرین کردی خلیل الرحمن صاحب کی دلیل ذلیل ہوگئی اور میری وجہ اپنے حال پر قائم رہی -

تیسری وجہ اُس روایت کے ضعیف کرنے کی یہ ہی کہ روایت مین فقرہٗ دریغ مدارید واقع ہوا ہی اور مین
ثابت کرچکا ہون کہ سپردگی امانت ایک امر شرعی ہوتا ہی اُس کے سپرد کرنے کے وقت اس قسم کے الفاظ
نہین بولا کرتے بلکہ صاف اور صریح لفظون مین امانت سپرد کرکے یون کہا کرتے ہین کہ یہ امانت فلان شخص کے
واسطے ہی اُس کو دیدینا - فقرہ دریغ مدارید ہرگز نہین بولتے میرے اس مضمون کی تردید مین بھی خلیل الرحمن
صاحب نے بہت کچھ ہاتھ پاؤن مارے مگر اس کی بھی تردید اُن سے نہ ہوسکی - اس کا جواب السجواب بھی جو
خلیل الرحمن صاحب نے جلوۂ جمال کے صفحہ ۶۳ پر دیا ہی اسی مقام پر لکھکر اُسکا جواب بھی ہدیۂ ناظرین کرتا ہون

(قولہ) دریغ مدارید کے لفظ کو جو آپ شکی اور ظنی فرماتے ہین تو یقینی لفظ بھی تو فارسی زبان کا لکھا ہوتا
جو قائم مقام دریغ مدارید کے ہوتا یہ اُردو کا لفظ دریغ مت کرنا آپ نے لکھا ہی تو یہ ترجمہ اچھا خاصا
دریغ مدارید کیا ہی -

(اقول) سبحان اللہ پیرجی صاحب کیا خوب چال چلی ہی حضرت اس چال مین تو ناواقف ہی آجاوینگے
جب قول فیصل موجود اُس کے ساتھ اُس کا غلطنامہ موجود طرز عبارت موجود پھر مین آپ کی چال مین کیسے آسکتا ہون
حضرت مین نے جو کتاب آپ کے پاس بھیجی تھی اُس کو میرے برادر مولوی مظہر الہادی صاحب نے صحیح کیا تھا
اور حاشیہ پر لکھ دیا تھا (کہ اول امین کے امانت دار ہونے پر یقین کامل کرلیا کرتا ہے اور بحکم شریعت یون کہا کرتا ہی
کہ فلان شی فلان شخص کے واسطے تمھارے پاس امانت رکھتا ہون اُس کو دیدینا یون کوئی بھی نہین کہا کرتا کہ
اُس کے وارث کے دیتے وقت دریغ مت کرنا) پیرجی صاحب آپ نے جو عبارت غلطنامہ مین موجود ہے

اُس کو دھوکا دینے کی غرض سے اوڑاکر لکھدیا کہ تونے اُردو کا لفظ دریغ مت کرنا لکھا ہی جو واقعی معنی دریغ مدارید کے ہین حضرت جی اِس قسم کی کاریگری سے کام نہین چل سکتا آیندہ کو احتیاط کیجئے۔

(قولہ) نفحات الانس مین مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ حضرت بابا کمال جُندی چون درخدمت شیخ نجم الدین مرتبہ تکمیل وکمال یافت حضرت شیخ خرقہ بوے دادند وگفت در دیار ترکستان مولانا شمس الدین مفتی را فرزندلیست کہ وے را مولانا احمد میگویند خرقہ را بدو برسان وتربیت ازوے دریغ مدار۔

(اقول) جناب پیرجی صاحب اللہ آپ کو خوش رکھے یہ روایت میرے موافق ہی پیش کردی۔ حضرت مہربانی فرماکر خرقہ بدو برسان وتربیت ازودریغ مدار کے درمیان جو واو عطف واقع ہی اُس کو غور سے ملاحظہ فرمایئے خرقہ اُن کے پاس امانتاً تھا اُس کی نسبت وہ ہی لفظ برسان شرعی فرمایا جو مین لکھتا چلا آرہا ہون باقی تربیت جو کہ بابا کمال کے اختیار مین تھی اُس کی نسبت یون فرمایا کہ تم اپنی جانب سے تربیت کے فرمانے مین دریغ مت کرنا دریغ مدارید کا لفظ خرقہ امانتی کے واسطے نہین بولا ہی بلکہ تربیت کے واسطے فرمایا ہی۔

(قولہ) لطائف اشرفی کی جلد اوّل صفحہ ۳۲۷ پر لکھا ہی کہ حضرت شیخ اسمٰعیل سمنانیؒ نے جو شیخ طٰہٰ کو قابل پایا تو حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی کی خدمت مین سپرد کرکے سفارش کی کہ آپ شیخ طٰہٰ کی تربیت کرنے مین دریغ نہ کرین۔

(اقول) جناب پیرجی صاحب آپ تو خود ہی کہہ رہے ہین کہ سفارش کی اِس موقع پر امانت کا ذکر کہان ہی سفارش کی حالت مین بھی بیشک دریغ مدارید بولا کرتے ہین آپ نے تو یہ ثابت کیا ہوتا کہ بروقت سپرد کرنے امانت کے بھی کسی بزرگ نے دریغ مدارید کا لفظ بولا ہی۔ افسوس آپ اِس فقرہ دریغ مدارید کے جواب مین بھی ناکامیاب ہی رہے اور جو روایتین پیش کین وہ میری موئد لکھین۔

اے حضرات ناظرین اِس تیسری وجہ کی تردید جس قسم کی خلیل الرحمٰن صاحب نے کی اُس کی کیفیت بھی آپ پر ظاہر ہوگئی کہ کسی طرح سے خلیل الرحمٰن صاحب میرے قول کی تردید نہین کرسکے اور ہرگز بھی ثابت نہین کرسکے کہ فقرہ دریغ مدارید بروقت سپرد کرنے امانت کے بولا کرتے ہین تو اب یہ امر بخوبی ثابت ہوگیا کہ وہ روایت جسمین کتاب عوارف کا ذکر ہی جس طور سے قول فیصل مین محرف ثابت ہوچکی تھی جلوۂ جمال مین بھی محرف ہی رہی کیونکہ ہمین دلائل سے روایت کو محرف کہا تھا اُن کی تردید مین خلیل الرحمٰن صاحب ناکام رہے۔ اب مین اسی مقام پر لفظ ایثار کی بحث کو بھی لکھکر خلیل الرحمٰن صاحب کے اقوال کی تردید کئے دیتا ہون۔ مین نے قول فیصل کے صفحہ ۴۰ پر لکھا تھا کہ ایثار بذل کے درجہ سوم مین داخل ہی یعنی بذل کی تیسری قسم ایثار ہی جو محض بلا توقع مکافات ہوا کرتا ہی اور یہ بذل اولیاء کا ہی اس لئے ایثار کے معنی امانت کے نہین ہوسکتے۔ امانت ایک امر شرعی ہی اُس کے واسطے وہی الفاظ بولے جاسکتے ہین جو شریعت مین مقرر ہوچکے ہین اس دلیل کا جواب خلیل الرحمٰن صاحب نے جلوۂ جمال کے صفحہ ۵۶ پر دیا ہی۔

(قولہ) آپ کی یہ کل بحث فضول ہی وہ مشروط بشرط ہی جس سے صاف امانت کے معنی ہوتے ہین یعنی (بتو ایثار میکنم بامید آنکہ فرزندے از فرزندان من بتو خواہد پیوست درحق او این نعمت ہاے دینی کہ ہمراہ شما شدہ است دریغ مدارید)

(اقول) جناب خلیل الرحمٰن صاحب آپ نے میری عبارت کو بلا سمجھے جواب دیا مین نے صاف لکھدیا ہی کہ

اگر قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کتاب عوارف امانتاً دینی منظور ہوتی تو وہ اُن الفاظ کو جو امانت کے لئے مجوز شریعت ہین بولتے لفظ ایثار ہرگز نہ فرماتے کیونکہ وہ لبقول آپ کے مالک کتاب عوارف تھے اور یہ جو اقسام بذل کے مین نے قول فیصل مین لکھے ہین وہ عوارف مین موجود ہین - علاوہ اِس کے از روے لغت بھی ایثار کے معنی امانت کے نہین ہین باقی جو تاویل آپ نے مشروط لبشرط ہونے کی فرمائی ہی وہ بھی لغو ہی کیونکہ جو عبارت آپ کے نزدیک شرطیہ ہی اُس مین بھی لفظ نعمت ما سے دینی واقع ہوا ہی کتاب عوارف کا اُس مین نہ پتہ ہی نہ نشان ہے - قطب صاحب کو ایسے کونسے موانعات پیش آئے تھے کہ اُنھون نے ایک شرعی امر کو اس قسم کے مضمون مین بیان فرمایا موافق حکم شریعت کے صاف کیون نہین کہدیا کہ اسے بھائی نظام الدین کتاب عوارف مین اپنے پوتے کے واسطے آپ کے پاس امانت رکھتا ہون -

علاوہ اِس کے امر شرعی کے انجام دینے کی حالت مین یعنی امانت سپرد کرنے کے بعد لفظ اُمید کا استعمال قطعی خلاف ہی کیونکہ اُمید کا لفظ سفارش یا التجا کی حالت مین بولا کرتے ہین سپردگی امانت کے وقت جیسے دریغ مدارید نہین بولتے ویسے ہی اُمید کا لفظ بھی نہین بول سکتے اور پھر امانت بھی کیسی کہ جس کا تعلق خلافت سے ہو جس کے واسطے صراحت شرط لازمی ہے آپ اِسی جلوۂ جمال مین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کا ذکر لکھ چکے ہین دیکھو اُنھون نے کیسے صاف اور صریح الفاظ مین اعلان کے ساتھ فرمایا تھا کہ ہماری خلافت ابوالحسن خرقانی کو پہونچیگی -

(قوله) لطائف اشرفی کے صفحہ ۱۸۶ پر لکھا ہی کہ شیخ کامل وہ ہوتا ہی جو صاحب ایثار ہوتا ہی بس حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہان پر اس موقع کے لئے لفظ ایثار پسند فرمایا نہ بذل کو -

(اقول) پیر جی صاحب جزاک اللہ آپ نے تو وہ دلیل پیش کردی جو میرے پیش کرنے کے لایق تھی - حضرت بیشک شیخ کامل صاحب ایثار ہوتا ہی اور صاحب ایثار اُس کو کہتے ہین کہ شیخ کامل جس کسی کو جو شے دیتا ہی بلا اُمید مکافات ہی دیتا ہی کیونکہ جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کامل تھے اس لئے اس موقع پر وہی لفظ فرمایا تھا جو اُن کے شایان تھا بذل کا لفظ اسواسطے استعمال نہین کیا کہ بذل مین اقسام موجود ہین بذل عوام اَور ہوتا ہی اور بذل خاص اور خاص الخاص اَور ہوتا ہی - بذل عوام بامید مکافات ہوتا ہے اُس کی دو قسمین ہین ایک یہ کہ جیسی شی کسی کو دے ویسی ہی شی کی اُس سے اُمید رکھے اور دوسری یہ کہ ادنی شی دیکر کسی اعلی شی کی امید رکھے اور خاص کا بذل یہ ہوتا ہی کہ کسی شخص کی حاجت روائی مین سبقت کرے اور اُمید رکھے کہ وہ بھی حاجت کے وقت میری مدد کریگا اور بذل خاص الخاص یہ ہوتا ہی کہ جو چیز کسی کو دے بلا اُمید مکافات دے اسی کو ایثار کہتے ہین اسی وجہ سے قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بوجہ کامل الوقت ہونے کے لفظ ایثار ہی استعمال کیا مگر آپ ایسے سعادت مند بیٹے ہین کہ اُن کے ایثار کو بذل کے اُس درجہ مین شامل کئے دیتے ہین جو عوام الناس کا ہے اگر اسپر بھی آپ نہ سمجھین تو آپ کا اللہ حافظ ہے ہمارے بس کی بات نہین -

(قوله) کیمیاے سعادت کے صفحہ ۳۳۲ پر لکھا ہی کہ ایثار آن بود کہ آنچہ بآن محتاج باشد بحالت دیگرے صرف کند -

(اقول) پیر جی صاحب بیشک ایثار اُسی کو کہتے ہین کہ جو چیز خود اُس کی ضرورت کی ہو یعنی وہ اُسکا محتاج ہو

اور وہ اُس کو دوسرے کی حاجت روائی مین صرف کردے۔ حضرت مین بھی تو یہی کہتا ہون کہ یہی صفت تو اولیاء اللہ کی ہی اسی وجہ سے تو اولیاء اللہ کو صاحب ایثار کہتے ہین۔ چونکہ مین قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ولی برحق جانتا ہون اُن کے ایثار کو ایثار ہی ثابت کرتا ہون اور آپ کو سمجھاتا ہون کہ وہ صاحب ایثار تھے اُن کا ایثار امانت نہین ہوسکتا۔ پیرجی صاحب یہ دو قول جو لطائف اشرفی و کیمیاے سعادت سے آپ نے پیش کئے ہین آپ کی رہنمائی کے واسطے یہی کافی تھے مگر آپ نہ کسی ولی کی مانتے ہین نہ کسی امام کی سُنتے ہین اور جن کو اپنا جد امجد کہتے ہین اُن کے ایثار کو درجۂ ایثار سے گراکر درجۂ بذل عوام مین داخل کیے دیتے ہین اللہ آپ پر رحم فرماوے۔

(**قولہ**) معلوم ہوتا ہی کہ ایثار ایک قسم کے دیدینے کو کہتے ہین خواہ دیدینا بطور امانت کے ہو یا بطریق تحفہ کے

(**اقول**) واہ پیرجی صاحب سب کچھ لکھا اور کچھ بھی نہ سمجھے خود ہی کیمیاے سعادت سے ایثار ایک خاص دینے کو لکھ رہے ہو اور خود ہی اُس کو عام کہہ رہے ہو جناب ایثار عام نہین ہی۔ یعنی عام دینے کو نہین کہتے بلکہ اُس دینے کو کہتے ہین جو بلا اُمید معاوضہ کے دیدیا جاوے آپ اور آپ کے معاون اس امر کو نہ جلوۂ جمال مین ثابت کرسکے کہ ایثار عام دینے کو کہتے ہین اور نہ تا حیات ثابت کرسکو گے۔

(**قولہ**) مین آپ سے دریافت کرتا ہون کہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو سلطان جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایثار کی تھی وہ کس کے واسطے ایثار کی تھی

(**اقول**) جناب وہ تو سلطان جی ہی صاحب کو ایسے دیدی تھی کہ جیسے بھائی کو بھائی اور دوست کو دوست تحفۃً کوئی چیز دیا کرتا ہی چونکہ محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا ظرف عالی تھا اسواسطے اپنے پیر بھائی قطب صاحب سے بھی کتاب عوارف وغیرہ جو اُنھون نے تحفۃً ایثار کی سے لی۔ باقی قضیہ امانت وغیرہ ایسی حالت مین داخل ہذیان ہی۔

اب مین پھر عرض کرتا ہون کہ آپ کسی طرح سے ایثار کے معنی امانت کے ثابت نہ کرسکے پس میرا وہ قول جو قول فیصل مین موجود ہی اپنے حال پر قائم رہا۔ اور قضیۂ امانت درگور ہوگیا باقی صفحہ ۵۸ پر اسی بحث کے تحت مین جو کیفیت برہان الدین صوفی رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہی اُس کا تعلق اس بحث سے کچھ نہین ہی وہ آپکا خیالی پلاؤ ہی۔ ہان صفحہ ۵۹ پر جو دس الہام قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لکھے ہین اُن کی نسبت اس قدر عرض کرتا ہون کہ یہ الہام نہین آپ کے ابخرات دماغی کا اظہار ہی جناب یہ تو فرمادین کہ یہ الہامات کہ جن پر قطب صاحب رح کے سلسلۂ جمالیہ کے جاری ہونے کا دارومدار ہی قطب صاحب رح کے ملہمات مین کیون نہین ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ الہامات اُس شاخ مین سینہ بسینہ آرہے ہین کہ جس مین آپ شامل ہین وہ کتاب عوارف بھی تو آپ ہی کے قبضہ مین آئی ہے حضرات سجادہ نشینان قطب صاحب رح تو اُن نعمتون سے محروم ہی رہے ہین۔ سبحان اللہ کیا اچھی بات ہی کہ وہ حضرات ابتدا سے اِس وقت تک قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خانقاہ کے سجادہ پہلے آتے ہین اُن کے پاس تو کتاب عوارف نہ ہو جناب خلیل الرحمٰن صاحب کے پاس قصبۂ سرساوہ ضلع سہارنپور مین آجاوے جناب جیسے یہ کتاب برہان الدین صوفی رح کو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہین دی اور دیتے کہان سے تھی ہی کہان ویسے ہی اس وقت تک اُن حضرات سجادہ نشینان کے پاس نہین ہی جس رو سے آپ نے اس محرف روایت کی وجہ سے کتاب عوارف کا خیال جمایا ہے

اُسی روز سے سرسادہ مین اُس کا ہونا بھی قائم ہوا ہوگا - من خوب می شناسم پیران پارسا را +
اب مین اِسی مقام پر حضرت سجادہ نشین صاحب ہانسی شریف کے ایک خط کا خلاصہ بھی لکھے دیتا ہون مین نے اُن کو ایک عریضہ لکھکر دریافت کیا تھا کہ آپ کا سلسلہ طریقت جمالیہ ہی یا نظامیہ اُس کا جواب اُنھون نے ۲۷ اکتوبر ۱۸۹۵ء کو یون عطا فرمایا کہ سلسلۂ جمالیہ اُن وجوہات سے جو کتابون مین لکھے ہین جاری و نامزد نہین ہوا سلسلۂ نظامیہ جاری ہوا چنانچہ راقم نیاز بھی سلسلۂ نظامیہ مین مشرف ہی اور تمام خاندان ہمارا اسنگھڑ شریف مین بدست خواجہ الہ بخش صاحب سلسلۂ نظامیہ مین مرید ہی اور نسبت تبرکات کے یہ لکھا ہی کہ جس وقت مادر مومنان قطب برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ کو کہ وہ صغیر سن تھے بابا صاحب کی خدمت مین لے گئین تو ایک مصلی اور خرقہ بھی ہمراہ لے گئی تھین کتاب عوارف کا کچھ ذکر نہین لکھا -
اِسی محرف روایت پر مین نے ایک یہ بھی اعتراض کیا تھا کہ خلیل الرحمن صاحب نے لفظ تصدیق خلافت زیادہ بڑھا دیا ہی اُس کا جواب خلیل الرحمن صاحب نے جلوۂ جمال کے صفحہ ۳۷ سے ۴۰ تک دیا ہی -
(قولہ) یہ آپ کا فرمانا کہ خلیل الرحمن صاحب نے اپنے سوال سوم مین لفظ تصدیق خلافت کیون لکھدیا ہی کیا حضرت سلطان جی صاحب رح کے خلافت نامہ کو تصدیق کیا تھا جناب یہ آپ کی سمجھ کا کمال ہی ہم نے تو وہی لفظ استعمال کیا ہی جو کتب معتبرہ مین آچکا ہی اور حضرت سلطان المشائخ زبان مبارک سے فرما چکے ہین -
(اقول) جناب خلیل الرحمن صاحب اس جواب الجواب مین آپ نے دو دعوے کئے ہین - اوّل یہ کہ لفظ تصدیق خلافت کتب معتبرہ مین آچکا ہی - دوسرے یہ کہ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ لفظ تصدیق خلافت بزبانِ خود فرما چکے ہین - اوّل مین آپ کے دعوی اول کے ثبوت کو دیکھتا ہون کہ کیا پیش کیا ہی - آپ نے اِس دعوی اوّل کے ثبوت مین کتب ذیل کے نام لکھے ہین اسرار الاخیار گلشن اولیا سراج الہدایت جواہر فریدی مونس الارواح شمائل مجمع الاولیا مخبر الواصلین اخبار الاخیار حدیقۃ الاولیا تاریخ فرشتہ تذکرۃ الاصفیا نوادر السفر طبقات حسامی سیر المتاخرین آئین اکبری گلشن ہفت اقلیم چشتیہ فردوسیہ
جناب پیرجی صاحب آپ نے جو ڈیڑھ درجن کتابون کے نام لکھدئے اُن مین سے ایک مین بھی آپ کے دعوی کا ثبوت نہین یعنی کسی ایک کتاب مین بھی لفظ تصدیق خلافت نہین ہی - یہ تحریر آپ کی اس غرض سے معلوم ہوتی ہی کہ جاہل مریدان جمالی سمجھین کہ اللہ اکبر ہمارے پیرجی صاحب نے کیسی بڑی بڑی کتابون سے اپنے سلسلۂ جمالیہ کا ثبوت دیا ہی - پیرجی صاحب اِسی موقع پر اگر آپ حق شناس ہونگے تو فیصلہ ہو جاویگا مین اعلان کے ساتھ کہتا ہون کہ اگر آپ ان کتابون مین سے کسی ایک مین بھی دکھا دین گے کہ لفظ تصدیق خلافت لکھا ہوا ہی تو کل سلسلۂ عالیہ صابریہ کو آپ کے سلسلۂ جمالیہ سے تعرض نہ ہوگا اور بحالت عدم ثبوت آپ کو اپنے ایجادی سلسلہ جمالیہ کے ایجاد کرنے سے توبہ کرکے توبہ نامہ شایع کرانا ہوگا - رہا آپ کا دوسرا دعوے کہ محبوب الٰہی رح نے لفظ تصدیق خلافت زبان مبارک سے فرمایا ہی اس کا ثبوت جلوۂ جمال مین تو آپ نے دیا نہین شاید آپ کے سینہ مین ہوگا - مین متعدد موقعون پر لکھ چکا ہون کہ لفظ تصدیق خلافت اصل کتابون مین نہین ہے آپ نے اپنی جانب سے ایجاد بندہ کرکے محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ پر افترا بندی کی ہی اور اگر لفظ تصدیق خلافت کسی کتاب مین ہوتا بھی تو بھی آپ کے دعوی کے موافق نہ ہوتا اُس کے معنی باور کرنے اور ماننے کے ہوتے یعنی یہ معنی کہ اسے قطب الدین جب مین خلافت سے مشرف ہوکر ہانسی مین

شیخ جمال الدین ہانسوی کو اپنے خلافت کے باور کرانے کے واسطے گیا تھا۔ وہ لغو معنی ہرگز بھی نہ ہوتے جو آپ نے سمجھ رکھے ہین۔ جناب پیرجی صاحب کتب عقائد مین تصدیق بما جاء النبی کی بحث کو دیکھئے تصدیق کے معنی معلوم ہو جاوینگے۔ اے ناظرین یہان تک مین خلیل الرحمن صاحب کے اوس ثبوت کی وقعت اور بے وقعتی ظاہر کر چکا جو اُنھون نے اپنے سلسلۂ جمالیہ کے اثبات مین سیر الاولیا کی روایات سے لکھا ہی اور ظاہر کر چکا ہون کہ اُن کا کل ثبوت مثل نقش برآب کے ہی تو اب مین خلیل الرحمن صاحب کے اُس ثبوت کو بھی ہدیۂ ناظرین کرکے جواب دیتا ہون جو اُنھون نے بدلائل عقلیہ پیش کیا ہی مین نے قول فیصل کے صفحہ ۱۳ پر یون لکھا تھا کہ جب تم خود کرشمۂ جمال کے صفحۂ ۱۰ پر مقر ہو کہ قطب صاحب سے دست بدست بیعت ظاہری کا کوئی سلسلہ جاری نہین ہوا پھر تم خود کو جمالیہ کیسے کہتے ہو۔ اس کا الزامی جواب جلوۂ جمال کے حاشیہ پر صفحہ ۴۱ سے ۴۸ تک حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ لکھکر لکھدیا ہی مین اس کی نسبت رسالۂ ہذا ہی مین لکھ چکا ہون کہ سیر الاقطاب کے اس روایت کے متعلق جس قدر بحث خلیل الرحمن صاحب نے کی ہی وہ لغو اور بیہودہ ہی کیونکہ مین خود اس روایت کا مخالف ہون مگر ہان اُن جواب السجواب کا جواب دیتا ہون جو سیر الاقطاب کی روایات سے علاوہ ہین۔

(**قولہ**) ہم اب بھی قبول کرتے ہین کہ دست بدست بیعت ظاہری کا سلسلہ حضرت قطب صاحب سے جاری نہین ہوا ہی مگر یہ کہان لکھا ہی کہ دست بدست سلسلۂ خلافت بھی جاری نہین ہوا کیونکہ سلسلۂ دست بدست بیعت ظاہری کا اور ہوتا ہی اور سلسلۂ دست بدست خلافت ظاہری کا اور ہوتا ہے اور صفحہ ۴۳ کے حاشیہ پر لکھا ہی کہ سلسلۂ دست بدست خلافت جمالیہ کا ابد الآباد جاری رہیگا۔

(**اقول**) اوّل مین یہان ایک مسئلہ لکھے دیتا ہون جس کی وجہ سے خلیل الرحمن صاحب کی اس کل تحریر کا فیصلہ ہو جاویگا اور وہ یہ ہی کہ سلسلۂ دست بدست خلافت ظاہری کا مشائخ عظام کے نزدیک وہ مانا گیا ہی جو شیخ حی کے ہاتھ پر بیعت کرکے اور شیخ حی کے ہاتھ سے خلافت عطا ہو کر اجراء سلسلہ ہو اور اسی کو خاندان صحیحہ اور سلسلۂ صحیحہ کہتے ہین اور یہی بطریق طریقت جاری ہوتا ہی اور دوسرے دست بدست خلافت امانت بھی بعینہ اسی کا حکم رکھتی ہی۔ اور اُس کی یہ صورت ہوتی ہی کہ کوئی شیخ اپنے مُرید یا اولاد کو بیعت کرکے بوجہ اُس کے صغیر سن ہونیکے اُس کی خلافت امانتاً کسی کے سپرد کر دے اور یون فرما دے کہ تم ہماری جانب سے اس امانت کے وارث کو مراتب خلافت سے فائز کرکے ہماری جانب سے خلافت نامہ دیدینا اور گاہے گاہے یہ صورت بھی ہوتی ہی کہ کوئی شیخ کسی بزرگ کو یون وصیت کرتا ہی کہ تم فلان شخص جو اس صورت اور اس نام اور اس شان کا ہوگا ہماری جانب سے بیعت بھی کرنا اور خلافت بھی دینا۔ گاہے ایسا بھی ہوتا ہی کہ یہ بیعت امانت اور خلافت امانت منتقل ہوتی چلی آتی ہی یعنی امین خاص اپنے انتقال کے وقت کسی دوسرے کو امین کر جاتا ہی اور دوسرا تیسرے کو اور پھر آخر کار وہ بیعت امانت اور خلافت امانت اُس کے مستحق تک پہونچتی ہی یہ بیعت اور خلافت مثل بیعت طریقت اور خلافت طریقت کے ہوتی ہے اور جو سلسلہ اور خاندان اس بیعت کے ذریعہ سے جاری ہوتا ہی وہ خاندان صحیحہ ہوتا ہی۔

خلیل الرحمن صاحب نے اسی انداز پر بذریعۂ اوس روایت محرف کے تاویلات کرکے سلسلۂ جمالیہ کا جاری کرنا چاہا تھا جسمین وہ ناکامیاب رہے اگر سلسلۂ جمالیہ کا اس طرز پر جاری ہونا ثابت ہوجاتا تو دنیا بھر مین

کسی ایک محقق کو بھی اجراء سلسلۂ جمالیہ مین کلام نہ ہوتا - اب مین اُس تشریح کو لکھتا ہون جو خلیل الرحمن صاحب نے لکھی ہے -

(**قولہ**) سلسلۂ خلافت دست بدست اُس کو کہتے ہین کہ مرید پیر کی خدمت مین ظاہرا حاضر ہو کر دست بدست بیعت نہ ہو مگر پیر یا تو کسی شخص لایق اور معتبر کی وساطت سے اپنی خلافت مُرید کو پہونچا دے یا علی العموم خلق کو مطلع کر دے کہ میری خلافت فلان شخص کو پہونچے گی اور اُس کے موافق پہونچ جاوے یا بلا وساطت اور بلا اطلاع محض افادۂ روحی کے ذریعہ سے اِسی شخص کو جو کسی شیخ کے ہاتھ پر بیعت ہو چکا اپنی نعمت اور خلافت عطا کر دے - پہلی صورت کی مثال یہ ہے کہ حضرت اُویس قرنی رضی اللہ عنہ کو با وجودے کہ ظاہری بیعت حضور صلعم سے نہین ہوئی مگر حضور صلعم نے بوساطت حضرت عمر رضی اللہ عنہ و حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلافت اور نعمت حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمائی - اور دوسری صورت کی مثال یہ ہے کہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہمعصرون کو مطلع کر دیا تھا کہ خرقان مین ایک شخص پیدا ہوگا اُس کو میری نعمت اور خلافت ملیگی اور بموجب اُس کے خواجۂ ابوالحسن خرقانی پیدا ہوئے اور اُن سے نعمت اور خلافت بایزیدی نے ظہور کیا - تیسری صورت کی مثال یہ ہے کہ حضرت خواجۂ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے کئی سو برس بعد حضرت خواجۂ ابوالعلا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت اور نعمت پائی

اِن تینون صورتون اور مثالون کے بیان کرنے کے بعد خلیل الرحمن صاحب اپنے سلسلۂ جمالیہ کی کیفیت بیان کرتے ہین پہلی صورت کے طریقہ پر جو بڑی قوی اور مستند ہے حضرت قطب جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نعمت و خلافت حضرت سلطان نظام الدین اولیاءؒ کو اپنے پوتے قطب الدین منورؒ کے واسطے اپنے دستِ خاص سے دی اور حضرت سلطان جیؒ نے اپنے دستِ مبارک سے وہ نعمت اور خلافت حضرت قطب الدین منورؒ کو عنایت فرمائی -

(**اقول**) یہ جو کچھ تشریح خلیل الرحمن صاحب آپ نے فرمائی ہے وہ سب صحیح اور درست ہے مگر جو نتیجہ آپ نے اخذ کیا ہے وہ غلط ہے کیونکہ آپ نے صورتِ اوّل کے موافق اپنے سلسلۂ جمالیہ کا جاری ہونا ظاہر کیا ہے تو وہ آپ کے مقصد کے خلاف ہے کیونکہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو حضور صلعم کی روح پُر فتوح سے روحی فیض کا حاصل ہونا تو مسلم اور خبر متواتر سے ثابت ہے - مگر اپنی خلافت اور اپنی امانت کا معرفت حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہم کے بھیجنا قطعی جھوٹ اور افترا ہے یہ آپ کا ایجاد بندہ ہے یہ روایت غلام امام شہید صاحب کے مولود مین تو بایں الفاظ دیکھی گئی کہ حضور صلعم نے اپنا جبہ شریف اُن حضرات کی معرفت بھیجا - اور حضرت اُویس قرنیؓ نے اِن حضرات سے کچھ بحث بھی کی اور خرقہ اور جبہ پہننے سے پیشتر امت کو بخشوایا بھی اب آپ نے اُس مین لفظ خلافت اور نعمت ایجاد کر دیا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم -

جناب پیر جی صاحب اُویس قرنی رضی اللہ عنہ سے کوئی خاندان بذریعہ اُس فیض روحی کے جو حضور صلعم سے اُن کو حاصل ہوا تھا جاری نہین ہوا حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے ہین اور خاندان اُویسیہ اسی ترتیب کے ساتھ جاری ہے آپ خاندان اُویسیہ کا شجرہ اس ترتیب کے خلاف ہرگز پیش نہین کر سکین گے اور نہین بتا سکینگے کہ کوئی شجرہ خاندان اُویسیہ کا ایسا بھی

موجود ہی کہ جس مین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے نام کے بعد حضور صلعم کا نام ہو اور خاندان اُویسیہ کو محض بوجہ اسم پاک حضرت اُویس قرنی رضی اللہ عنہ کے اُویسیہ کہتے ہین اسواسطے اس پہلی صورت کے طریقہ پر سلسلۂ جمالیہ جاری نہین ہوسکتا اور اگر آپ کے اس ایجاد بندہ کو بھی مان لیا جاوے کہ حضور صلعم نے خلافت اور نعمت بوساطت حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہم کے بھیجی تو بھی یہ خلافت امانت ہوگی اور خلافت امانت کے ثابت کرنے مین آپ ناکامیاب رہے جیسا کہ مین ثابت کر چکا ہون تو اس صورت مین بھی سلسلۂ جمالیہ جاری نہین ہوسکتا باقی آپ نے تینون صورتون سے جو سلسلون کا جاری ہونا لکھا ہی کہ سلسلۂ اُویسیہ حضرت اُویس قرنی رضؓ سے اور سلسلۂ نقشبندیہ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ سے اور چشتیہ سید ابوالعلاؒ سے جاری ہے یہ لکھنا آپ کا خلاف تحقیق ہی ان ہرسہ حضرات نے اپنے مُریدین کو فیض روحی سے تو ضرور مالامال کیا ہی مگر اُن سے جو سلسلہ جاری ہین وہ اُنھین حضرات کے نام سے جاری ہین کہ جن کے ہاتھ پر اُن حضرات نے بیعت ظاہری کی ہی چنانچہ حضرت اُویس قرنی رضؓ کا سلسلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جاری ہے شجرۂ اُویسیہ کل مشائخ کے پاس اسی ترتیب سے موجود ہے اور حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت شیخ ابوالعباس قصابؒ سے جاری ہی اور حضرت ابوالعلا رحمۃ اللہ علیہ کا اُن کے چچا سے سلسلۂ نقشبندیہ جاری ہی ہان اس سلسلہ کے حضرات بعد تلقین شجرۂ نقشبندیہ کے تبرکاً شجرہ چشتیہ بھی دیدیتے ہین اور تعلیم چشتیہ سے بھی فائز کرتے ہین پیرجی صاحب اگر آپ کو ان مسائل کی تحقیق ہوتی تو آپ ہرگز کبھی اس قدر لغو بحث نہ کرتے حضرت فیض اُویسی اور روحی اگرچہ اعلیٰ قسم کا فیض ہے مگر اس کے ذریعہ سے خاندان جاری نہین ہوسکتا دیکھو اسی خاندان چشتیہ مین اوّل بیعت و خلافت حضرت خضر علیہ السلام سے ہوئی مگر چونکہ حضرت خضر علیہ السلام کا فیض داخل فیض باطنی ہی اسواسطے ابراہیم ادہم بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے جو سلسلہ جاری ہوا وہ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ ہی کے نام سے جاری ہوا اسی طور سے محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہی کہ جس کو صاحب سیرالاولیاء نے نقل کیا ہی کہ بعض لوگ یون کہتے ہین کہ ہم کو حضرت خضرؑ سے بیعت حاصل ہے اس کو مشائخ عظام نے پسند نہین فرمایا ہی۔ جناب پیرجی صاحب واقعات مثالی باعث ادائے احکام ظاہری نہین ہوتے اگرچہ واقعات مثالی بمقابلہ افعال ظاہری کے بدرجہا اولیٰ ہوتے ہین مگر اُن کا اولیٰ ہونا باعث اسکا نہین ہوسکتا کہ آپ احکام ظاہری سے سبکدوش ہوجاوین یہ مسئلہ مشکل نہین آسان ہی آپ تو پیر طریقت ہین آپ کو تو ان کل مسائل پر عبور ہی ہوگا پھر آپ ان مسائل مین کیون ڈگمگا رہے ہین۔

اے حضرات ناظرین مین خلیل الرحمن صاحب کے اُن کل توہمات کا رد کرچکا جن پر اُنھون نے سلسلۂ جمالیہ کی بنیاد قائم کی تھی اور بدلائل قویہ ثابت کرچکا کہ کوئی ثبوت خلیل الرحمن صاحب نے اجرائے سلسلۂ جمالیہ کا پیش نہین کیا اور جو پیش کیا اُس کی بنیاد سیرالاولیاء کی روایات کی تحریف پر تھی جیسا کہ مین ظاہر کرچکا ہون اور جو بذریعۂ الہامات جمال ہانسوی کے ثابت کرنے کا ارادہ کیا تھا وہ باین طور رد ہوگیا کہ وہ الہامات جو آج خلیل الرحمن صاحب نے لکھے ہین جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ملہمات مین نہین ہین غرضکہ کوئی صورت اجرائے سلسلۂ جمالیہ کی باقی نہین رہی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جناب خلیل الرحمن صاحب آپ نے سوال چہارم کے جواب کو تو منظور ہی کرلیا ہی ہان اس قدر اعتراض

کیا ہی کہ تو نے تحریری خلافت نامہ جو لکھا ہی وہ بے ثبوت امر ہے اگرچہ اس کا ثبوت میرے پاس موجود ہے کہ بعض بزرگون نے خلافت نامہ تحریری بھی اپنی اولاد یا اپنے خلیفہ کے واسطے امانتاً چھوڑا ہی مگر تاہم ہین نے اس قدر ضرور خلاف تحقیق لکھا ہے کہ خلافت امانت کو تحریری خلافت نامہ پر محدود کر لیا ہے اس سلئے مین آپ کا ممنون ہوتا ہون کہ آپ نے مجکو آگاہ فرمایا مگر اس قدر عرض کئے دیتا ہون کہ جیسے خلافت امانت خلافت نامۂ تحریری کے ساتھ منحصر نہین ہے ویسے ہی اجازت زبانی پر بھی موقوف نہین ہے اس کا آپ کو بھی خیال رکھنا چاہیئے۔

اے حضرات ناظرین اب جبکہ مین خلیل الرحمٰن صاحب کے سوالات اربعہ کے جواب الجواب کی ردی حالت کو ہدیۂ ناظرین کر چکا تو سوالات عشرہ کے جواب الجواب کی کیفیت بھی ہدیۂ ناظرین کرتا ہون جس سے صاف طور پر ظاہر ہو جاویگا کہ خلیل الرحمٰن صاحب نے ان سوالات کے متعلق بھی میرے اصلی مقدمات اور دلایل سے آنکھ چرا کر اپنے خیال کے موافق جواب الجواب لکھ دیا ہے ان سوالات مین مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کے وجود با جود اور اسم پاک اور مولد اور مدفن اور حسب و نسب وغیرہ کا خلیل الرحمٰن صاحب نے ثبوت طلب کیا ہی مین ان کل سوالات کا جواب قول فیصل کے صفحہ ۱۸ سے ۲۳ تک دے چکا تھا اور وہ جواب ایسی بدیہی دلایل پر مبنی ہین کہ جن کے جواب مین خلیل الرحمٰن صاحب بالکل ہی مجبور اور معذور رہے اور اپنے وہم کے موافق اور میرے مفہوم کے خلاف جلوۂ جمال کے صفحہ ۶۲ سے ۱۷ تک نام کے جواب الجواب لکھدئے۔ مین نے ان کل سوالات کے جوابات مین یہ مقدمہ قائم کرکے جواب دئے تھے کہ کسی نبی علیہ السلام اور ولی رحمۃ اللہ علیہ کے اثبات نبوت اور ولایت کے واسطے اس قسم کے امورات کا ثبوت شرط لازمی نہین ہی ان کا ثبوت ہمیشہ بذریعہ آثار کے ہوتا ہی اس کا جواب الجواب خلیل الرحمٰن صاحب نے قطعی نہین دیا اور دے کیسے سکتے تھے یہ مقدمہ ایسا قوی اور مستحکم ہے کہ جس کو وہ توڑ ہی نہین سکتے۔ ناظرین خلیل الرحمٰن صاحب کی کل تحریر مین اس مقدمہ کے جواب الجواب کو تلاش کرین انشاء اللہ ہرگز نہ پائین گے

اے حضرات ناظرین مین نے سوال اوّل کے متعلق اوّل یہ اعتراض کیا تھا کہ مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کو قتال کلیہ لکھنا آپ کی شان کے خلاف ہے اس کی نسبت خلیل الرحمٰن صاحب نے جلوۂ جمال کے صفحہ ۶۶ اور ۶۷ پر بہت کچھ لکھنے کے بعد یون لکھا کہ ہم نے لفظ قتال کسی کا دل دُکھانے کے لئے نہین لکھا اگرچہ مین بدلایل بدیہی ثابت کرسکتا ہون کہ بیشک دل دکھانے ہی کے واسطے لکھا مگر نہین جب وہ خود مقر ہین تو مجھکو اس کی ضرورت نہین کہ مین زیادہ بحث کرون اللہ تعالےٰ اُن کو اس پاک خیال پر قائم رکھے آمین۔

اے حضرات ناظرین اس سوال اوّل کے جواب مین مین نے مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کے وجود کا اثبات اجماع وقیاس سے کر دیا تھا اور خلیل الرحمٰن صاحب کو سمجھا دیا تھا کہ اجماع آپ کے قول سے بھی ثابت ہی کیونکہ آپ نے اپنی تحریر مین صابریون کے گروہ کو جم غفیر اور مجمع کثیر لکھا ہی اور پھر وہ مجمع بھی کیسا کہ جسمین ہزارون اہل اللہ اور لاکھون ولی اللہ گذر چکے ہین اور صدہا ہادیان راہ ہدایت اس وقت موجود ہین تو ایسے مجمع پاک کا اجماع ایک بے وجود شخص کے وجود پر کیونکر ہوسکتا تھا اسکا جواب خلیل الرحمٰن صاحب نے بذریعہ اپنی پاک باطنی کے جلوۂ جمال کے صفحہ ۶۸ و ۶۹ پر یون دیا ہی۔

(**قولہ**) جم غفیر اور مجمع کثیر یہ دو لفظ ایسی جگہ مستعمل ہوا کرتے ہین جو غیر ثقہ اور بازاریون کا ٹولہ ہوتا ہی

اور بیہودہ گو اور تماشائیون کا اکھاڑہ ہوتا ہی جو انسانیت سے ذرہ بھی مس نہین رکھتے۔

(اقول) جناب خلیل الرحمن صاحب اللہ تعالے آپ کو حسد کے خونخوار دریا سے جلد نجات عطا فرماوے آپ نے اس فقرہ مین ایک ایسے پاک گروہ کی تذلیل اور توہین کی ہی کہ جس مین بہت سے بڑے بڑے ایسے علماء شامل ہین کہ جن کے فتوے پر دینی اور دنیوی امورات کا فیصلہ ہوتا ہی اور بہت سے فقراء ذی وقار ایسے ہین کہ جن کی برکت صحبت سے لاکھون اہل اسلام ہر شہر اور ہر قصبہ اور ہر گانون مین ذاکر اور شاغل موجود ہین۔ اس مقام پر مین شکر خداوندی بجالا کر ظاہر کرتا ہون کہ اس زمانۂ فتنہ و فساد مین بھی کہ جس مین کمال فقر تکمیل لہو و لعب پر قرار پا گیا ہے سچے صابری بطریق سنت پیران عظام اپنی وضع اور اپنے ڈھنگ پر قائم ہین۔ ہندوستان مین جس جلسہ عرس وغیرہ مین دو چار صابری بھی جمع ہو جاتے ہین تو اُس جلسہ کو عوام الناس بوجہ چہرہ صابریون کے جلسہ فقراء سمجھتے ہین کوئی شہر اور گانون ایسا نہین جہان دو چار صابری ہون اور وہان کے مسجدون مین ذکر جہر نہ ہوتا ہو نہین ضرور ہوتا ہی اس وقت تک حضرات صابری نماز با جماعت اور نماز جمعہ اور روزہ اور دیگر احکام شرعیہ کے پورے پورے پابند پائے جاتے ہین تو جو لوگ ایسے ہین اُن لوگون کے مجمع کو جو آپ نے بازاریون کا ٹولہ اور بیہودہ گو کہا تو آپ کو کچھ خدا کا خوف بھی آیا اور پھر طرہ یہ کہ آپ کے حقیقی مامون وغیرہ بھی اسی گروہ مین شامل ہین اور آپ کے حقیقی بہنوئی صاحب تو گویا مخدوم صاحب کے جان نثار ہی ہین۔ پیرجی صاحب اس مقام پر اور کیا کہون یہی کہتا ہون کہ سعادتمند ایسے ہوتے ہین کہ جیسے آپ ہین اب مین آپ سے یہ عرض کرتا ہون کہ آپ نے ان دو لفظون کا بازاریون وغیرہ کے واسطے استعمال ہونا کہان سے لکھا ہے جناب کسی کتاب کا حوالہ دیا ہوتا یا کسی زبان دان کا قول پیش کیا ہوتا بلا دلیل آپ کا یہ قول مردود مردود ہے۔ جناب ہر قسم کے مجمع اور گروہ کے واسطے یہ دونون لفظ بولے جاسکتے ہین یہ آپ کی نادانی ہی جو آپ نے یون لکھا ہے کہ یہ الفاظ غیر ثقہ اور بازاریون کے واسطے بولے جاتے ہین کتب عقائد کو ملاحظہ فرمایئے ان الفاظ کا حال معلوم ہو جاویگا اور جناب خلیل الرحمن صاحب جلوۂ جمال کے صفحہ ۱۷ پر آپ کا یون فرمانا

(قولہ) کہ مین بآواز بلند کہتا ہون کہ کوئی صابری صاحب کمال ہوا ہی نہین اور نہ اب ہی۔

(اقول) پیرجی صاحب اس کا جواب سنئے ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

علاوہ اس کے آپ کا زمانۂ حال کے حضرات صابریہ کی نسبت یون فرمانا کہ وہ صاحب کمال نہین ہین آپکی صورت حال پر دال ہی کیون المرء مرأة الانسان مشہور ہے ہر شخص دوسرے شخص مین اپنی ہی لطافت اور خباثت کو دیکھتا ہی اس کی تصریح میرے عزیز رستم علی خان صاحب سلمہٗ نے ضیاء الانظار مین لکھی ہے اور وہ آپ کے پاس موجود ہے دیکھ لیجئے۔ رہا آپ کا یہ فرمانا کہ زمانۂ گذشتہ مین بھی کوئی صابری صاحب کمال نہین گذرا تعجب خیز ہے کیونکہ اُن کا صاحب کمال ہونا اُن کے زمانہ کی کتابون سے بخوبی ظاہر ہے اور آپ خود ہی یہ قرار دے چکے ہین کہ باباصاحب کے خلفاء کے زمانہ کی جو کتاب ہو گی وہ اُن خلفاء کی خلافت اور حالات کی تصدیق کے واسطے مستند سمجھی جاویگی پھر اس کے کیا معنی کہ ایک زمانہ کے بزرگون کے حالات کی کتاب تو اُن کے بزرگون کی صداقت کے واسطے کافی ہو اور دوسرے زمانہ کے بزرگون کی کتاب اُن کی صداقت بزرگی کے واسطے کافی نہ ہو۔ جناب پیرجی صاحب اب مین دو چار متاخرین حضرات صابریہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی

مختصر سی کیفیت عرض کرتا ہون اور یہ وہ حضرات ہین جو صاحب ارشاد اور صاحب تصانیف اور صاحب سلسلہ گذرے ہین۔ حضرت مخدوم شیخ عبد الاحد چشتی صابری قدوسی رحمہ ان کے کمالات کی کیفیت زبدۃ المقامات مین دیکھئے یہ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار ہین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اوّل سلسلۂ صابریہ مین اپنے والد شیخ عبد الاحد صابری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہوکر مشرف بخلافت ہوئے چنانچہ خاندان نقشبندیہ مجددیہ مین اس وقت تک سلسلۂ عالیہ صابریہ کا فیض موجود ہی اور وہ حضرات شجرہ چشتیہ صابریہ اپنے مریدون کو دیتے ہین۔ مین اسی مقام پر حضرات مجددیہ کے ایک دو شجرے بھی آپ کے اطمینان کے واسطے لکھے دیتا ہون انتباہ مین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین کہ حضرت والا کو خرقہ و اجازت و صحبت سید عبد اللہ رحمہ سے متصل ہے شیخ آدم بنوری رحمہ سے اُن کو شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمہ سے اُن کو اپنے والد شیخ عبد الاحد رحمہ سے اُن کو شیخ رکن الدین رحمہ سے اُن کو اپنے والد شیخ عبد القدوس رحمہ سے اُن کو شیخ محمد بن عارف رحمہ سے اُن کو اپنے والد شیخ عارف رحمہ سے اُن کو اپنے والد شیخ عبد الحق رحمہ سے اُن کو شیخ جلال الدین پانی پتی رحمہ سے اُن کو شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رحمہ سے اُن کو مخدوم علی احمد صابر رحمہ سے اُن کو اپنے شیخ اور ماموں شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر سے الی آخرہ۔

اور حضرت مرزا مظہر جان جانان رحمۃ اللہ علیہ مقامات مظہری مین ارقام فرماتے ہین کہ حضرت ایشان باجازت طریقہ چشتیہ از شیخ الشیوخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ گرفتہ اند و ایشان از حضرت شیخ عبد الاحد رحمہ و ایشان از خازن الرحمۃ شیخ محمد سعید رحمہ و ایشان از مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از والد ماجد خود شیخ عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت شیخ رکن الدین رحمہ و ایشان از حضرت شیخ عبد القدوس رحمہ و ایشان از شیخ محمد رحمہ و ایشان از شیخ عارف رحمہ و ایشان از شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت شیخ شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ و ایشان از حضرت علاؤ الدین مخدوم علی احمد صابر رحمہ ۔

حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ چشتی صابری قدوسی ان کے کمالات کو زبدۃ المقامات اور اخبار الاخیار اور اقتباس الانوار اور سفینۃ الاولیاء وغیرہ مین ملاحظہ فرمایئے۔

شہزادہ داراشکوہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے علاوہ اُن کے حال کے اُن کا شجرہ بھی لکھا ہی وہ لکھتے ہین کہ شیخ جلال الدین رحمہ مرید شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمہ اند و ایشان مرید شیخ محمد رحمہ و ایشان مرید پدر خود محمد عارف رحمہ و ایشان مرید پدر خود عبد الحق رحمہ و ایشان مرید شیخ جلال الدین پانی پتی و ایشان مرید شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رحمہ و ایشان مرید علی احمد صابر رحمہ و ایشان مرید شیخ فرید الدین گنج شکر رحمہ

اسی طرح سے حضرت رکن الدین اور حضرت محمد صادق رحمہ اور شیخ محمد داؤد رحمہ اور شیخ ابو سعید رحمہ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہم کے حالات اور کمالات کل کتابون مین لکھے ہوئے ہین

حضرت شیخ ابو سعید گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پانچ خلفاء اخیر زمانہ مین ایسے گذرے ہین کہ جن کے کمالات اظہر من الشمس ہین اوّل شیخ محمد صادق رحمہ گنگوہی دوم حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادی رحمہ سوم حضرت شیخ ابراہیم رامپوری رحمۃ اللہ علیہ چہارم شیخ ابراہیم سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ پنجم شیخ خواجو پانی پتی رحمۃ اللہ علیہم اگر ان حضرات کے حالات اور کمالات لکھون تو ایک دفتر چاہیے حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادی رحمہ کی کتاب انفاس الخواص سے اُن کا شجرہ نقل کرتا ہون۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب بزبان عربی بموجب ارشاد

حضور صلعم کے تصنیف فرمائی ہے اور اِس کتاب کا نسخہ اصلی اس وقت تک حضرت مولانا شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی دام فیضہ کی کتب خانہ مین موجود ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ میرے شیخ نے مجکو خرقہ عطا فرمایا اور عمامہ میرے سر پر باندھا اور مجکو ایسے ہی اجازت دی کہ جیسے اُن کو اُن کے شیخ نظام الدین عبدالشکورؒ نے اور اُن کو اُن کے شیخ جلال الدین محمودؒ نے اور اُن کو اُن کے شیخ عبدالقدوس بن اسمٰعیل الحنفیؒ نے اور اُن کو اُنکے شیخ محمدؒ ابن عارفؒ نے اور اُن کو اُن کے شیخ محمد عارفؒ نے اور اُن کو اُن کے شیخ احمدؒ عبدالحقؒ نے اور اُن کو اُن کے شیخ جلال الملت والدینؒ نے اور اُن کو اُنکے شیخ شمس الدینؒ ترکؒ نے اور اُن کو اُن کے شیخ علی صابرؒ نے اور اُن کو اُن کے شیخ وماموں فرید الحق والدین مسعودؒ نے

حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف مثل شرح فصوص و انفاس الخواص وغیرہ کے اُنکے کمالات پر دال ہی اگر کوئی کور باطن آگاہ نہ ہو یا اُن کاملین کی تصانیف کے سمجھنے کا مادہ نہ رکھتا ہو تو اُس کا سمجھانا ہمارے بس کی بات نہین۔

ایسے ہی اخیر زمانہ مین شاہ ابوالمعالیؒ اور حضرت سید شاہ بھیکؒ اور حضرت ملا فقیر اخوند رامپوریؒ اور حضرت حافظ موسیٰ صاحب مانک پوریؒ اور حضرت شیخ عضد الدینؒ و شیخ عبدالباریؒ امروہوی اور حضرت صابر بخش صاحبؒ دہلوی اور حضرت میانجی نور محمد صاحبؒ جھجانوی اور سیدنا سید شاہ غلام حسین صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور بہت ایسے ایسے کامل گذرے ہین کہ جن کے کمال نے اس وقت تک مشرق سے مغرب تک عالم کو منور کر رکھا ہے کیا یہ کل حضرات باوجود صاحب کمال اور صاحب کشف وغیرہ وغیرہ ہونے کے اس قدر بھی خبردار نہین تھے کہ سلسلۂ عالیہ صابریہ بے وجود ہی لاحول و لاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ مین اسوقت باواز بلند کہتا ہون کہ جو کور باطن اُس سلسلہ کو کہ جس مین ایسے ایسے برگزیدہ شامل ہین سلسلہ مصنوعی کہیگا دارین مین خود کو ذلیل کریگا چونکہ ان حضرات پاک باطن سے مخالفت کرنا موافق حدیث صحیحہ کے اللہ جلشانہ سے جنگ کرنا ہی باقی زمانۂ حال کے صابریہ کی نسبت جو زبان درازی خلیل الرحمٰن صاحب نے کی ہی اُس کا ثبوت اُن کا اشتہار معیار الحق ہی کہ جس مین اُنھون نے جو المزدان صابریہ کے مقابلہ سے جان بچانے کے واسطے خلاف فنِ مناظرہ یک طرفہ شرائط اور تدابیر قرار دی ہین اور اُس کے جواب اظہار الحق سے جو راقم الحروف نے دیا تھا اور جسمین بہ ترمیم بعض شرائط مناظرہ زبانی اور مباہلہ پر مستعدی ظاہر کی تھی یہ کہکر کہ صوفی جان میرا مخاطب نہین ہی جان بچائی ہے۔ اِس وقت خدا کے فضل اور مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے صدہا صابری ایسے کامل موجود ہین کہ جن کی خدمت مین عرب سے فتوے آتے ہین اور اُن کے فتوون پر اہلِ عرب عمل کرتے ہین۔ البتہ اللہ جل شانہ نے بطفیل مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کے صابریون کو کمال معنوی عطا فرمایا ہی اور کمال مسمیریزم و شعبدہ بازی و سوانگ و بھانمتی سے محفوظ رکھا ہے خلیل الرحمٰن صاحب کی تحریر جلوۂ جمال اور معیار الحق سے صاف ظاہر ہی کہ وہ کمال معنوی کو جانتے ہی نہین اُن کے نزدیک برگ خشک کا ہرا کرنا جو شعبدہ باز بھی کرسکتے ہین قفل کا بلا کنجی کھولدینا جو چور بھی کھول دیا کرتے ہین داخل کمالات فقر ہے وہ جانتے ہی نہین کہ کمال فقر بجا آوریٔ احکام خداوندی اور تکمیل اتباع نبوی صلعم اور تحفظ لقمہ کا نام ہے اور اِسی کا نام کمال معنوی ہی اظہار کرامات وغیرہ محققین کے نزدیک داخل کرامات صوری ہی اور پھر یہ کرامات صوری بھی اُسی وقت داخل کرامات بھی جاتی ہین کہ جس وقت

صاحب کرامات سر سے پانگ جامۂ تقوی زیب تن کئے ہوئے ہو لیعنی متقی کامل ہو اور جو اس قسم کے خرق عادات جن کا خلیل الرحمن صاحب کو دعوی ہے بحالت نقص تقوے ظاہر ہوتی ہین تو اُن کو استدراج یا جادو یا شعبدہ وغیرہ کہتے ہین یہ ہی وجہ ہے کہ اہل اللہ مین سے کسی ایک نے بھی ایسا دعوی نہین کیا۔ کہ جیسا معیار الحق مین خلیل الرحمن صاحب نے کیا ہے۔ اب خلیل الرحمن صاحب آنکھین کھولین اور انصاف کی نظر سے دیکھین کہ حضرات صابریہ کو کرامت معنوی حاصل ہے یا نہین بڑے بڑے علماء صابریہ دام فیضہم اِس زمانۂ فتنہ وفساد مین حتی الامکان بجا آوری احکام خداوندی اور اتباع نبی صلعم اور تلاش لقمۂ حلال مین سرگرمی کے ساتھ مشغول ہین اور بحالت مجبوری کھاتے ہین اور خوف خدا سے روتے ہین یہ بھی اُن کا ایک کمال داخل کمالات معنوی ہے ورنہ یہ وہ زمانہ ہے کہ بڑے بڑے لوگ کھاتے ہین اور انگراتے ہین اور اُسپر طرہ یہ کہ دعوی کرامت کرتے ہین انا للہ وانا الیہ راجعون۔

علاوہ اس کے جناب خلیل الرحمن صاحب آپ کا ایسے گروہ پاک سے انکار کرنا کہ جس کے کاملین کا مین ابھی حوالہ دے چکا ہون اور جن کے کمالات کا ہر ملک و دیار مین آوازہ بلند ہے اُن کے کمالات کو نقصان دہ نہین ہوسکتا بلکہ آپ کا انکار خود ایک دلیل سلسلۂ عالیہ صابریہ اور وجود سرمنشاء سلسلۂ عالیہ صابریہ رحمۃ اللہ علیہ کے اثبات کے واسطے روشن دلیل ہے کیونکہ کوئی منکر کسی لاشئ شئے کا منکر نہین ہوتا اوّل اُس شئ کے وجود کا اثبات ہو لیتا ہے اُس کے بعد انکار وجود ہوتا ہے۔

لو جناب خلیل الرحمن صاحب آپ کا انکار سلسلۂ عالیہ صابریہ اور مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کا خود باعث اثبات ہو گیا۔ جناب خلیل الرحمن صاحب سنت الٰہیہ اسی طور سے جاری ہے کیونکہ ظہور عالم اضداد سے ہی اِس لئے ہر کامل کے اظہار کے ساتھ اُس کے منکر کا ظہور بھی لازمی ہے تاکہ ہر دو کا کمال و زوال متمیز ہو جاوے۔ اگر رات نہ ہوتی تو روز روشن کے فائدے متمیز نہ ہوتے اور جو روز روشن نہ ہوتا تو کیفیات شب بے لطف رہتین۔

جناب خلیل الرحمن صاحب اگر اب بھی آپ کو مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ اور سلسلۂ عالیہ صابریہ سے انکار ہی رہیگا تو آپ کا اللہ حافظ ہے۔ ایسی روشن دلیلون اور بدیہی ثبوت کی حالت مین ادنی اور پرلے درجہ کا جاہل بھی مان لیگا مگر وہ جو تعصب سے خالی ہوگا۔ آپ کو قول فیصل کے جواب الجواب مین یہ لکھنا لازم تھا کہ فلان دلیل کے ذریعہ سے جس ولی کا مولد و مسکن معلوم نہ ہو اُس کے وجود کا انکار لازمی ہوتا ہے۔ اور نیز یہ بھی ثابت کیا ہوتا کہ عرب سے ہندوستان تک بڑے بڑے فقرائے ذی وقار اپنے کو صابری کہتے اور لکھتے ہین اُن کل کا اجماع باین دلیل مجھ تنہا کے مقابلہ مین لایق اعتبار نہین ہے۔ جب آپ نے نہ یہ کیا نہ وہ لیعنی نہ اجماع کو توڑ سکے اور نہ میری دیگر دلایل کا جواب دے سکے تو پھر ناحق ادھر اُدھر کے قصے لکھکر کاغذ کو سیاہ کیا۔

اب مین آپ کے لغو جواب الجواب اور افترابندی کو بھی ہدیۂ ناظرین کرتا ہون۔ مین نے قول فیصل مین اُن کتابون کا بھی حوالہ دیا تھا جن مین مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر موجود ہے جس کا جواب الجواب آپ نے جلوۂ جمال کے صفحہ ۲۷ پر دیا ہے

(قولہ) آپ نے اِسی رسالہ مین یعنی قول فیصل مین یہ لکھا ہی کہ یہ تمام کتابین جھوٹی اور مصنف اِن کے جاہل۔ حاسد اور کذاب ہین صفحہ ۲۰ و ۲۹ و ۳۰ کا ملاحظہ ہو۔

(اقول) جناب خلیل الرحمن صاحب اس مقام پر آپ نے مجھ پر کھلا ہوا افترا کیا ہی یہ افترا آپ کا آپ کو بہت نیچا دکھائیگا۔ حضرت جن ناظرین کی نظر سے قول فیصل گذر چکا ہی وہ خوب جانتے ہین کہ قول فیصل کے صفحہ ۲۰ و ۲۹ و ۳۰ پر نہ اُن کتابون کا ذکر ہے نہ مین نے کسی کو جاہل حاسد اور کذاب لکھا ہی آپ نے یہ افترابندی اس غرض سے کی ہے کہ مسلمان میری جانب سے بدگمان ہوجاوین اور سمجھ لین کہ صوفی جان بھی مثل خلیل الرحمن صاحب کے بزرگون کی شان مین الفاظ بے ادبانہ لکھتا ہی۔ حضرت میری اس تحریر کا تو اسی قدر جواب تھا کہ جن کتابون کو صوفی جان نے پیش کیا ہی اُن مین مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر نہین ہے اِس اصلی جواب کو چھوڑکر آپ نے کتابون اور مولفون کی نسبت لکھ دیا کہ فلان کتاب ایسی اور فلان مولف ایسا ہی کیسے غضب کی بات ہے کہ حضرات بزرگان نقشبندیہ مجددیہ رحمۃ اللہ علیہم کی نسبت یون لکھا کہ ان کی کتابین سو برس سے ورے کی ہین اور اُن مین کسی کتاب کا حوالہ نہین تو گویا اُن حضرات کے اُس کمال کا انکار کرنا ہی کہ جس کو ایک عالم مانے ہوئے ہے خدا کی شان ہی کہ شاہ ولی اللہ صاحب اور مرزا جان جانان رحمۃ اللہ علیہم کی محققانہ تصنیفات سے آج خلیل الرحمن صاحب انکار کرین اور بمقابلہ اپنی تحقیق کے اُن کی تحقیق کو حقیر سمجھین۔ اگر خلیل الرحمن صاحب کو مسائل تصوف سے ذرہ برابر بھی آگاہی ہوتی تو خود سمجھ لیتے کہ اُن بزرگان دین مین جو سو برس پہلے گذر چکے ہین اور جن کا زمانہ زمانہ حکومت اسلام تھا اور آج کل کے بزرگون مین جن کا زمانہ زمانہ حکومت اسلام سے نہین ہے کیا فرق ہی یہ مسئلہ نہایت عمیق اور دقیق ہی اسواسطے اسکو مجمل ہی چھوڑتا ہون صرف اِسی قدر اشارہ پر اکتفا کرتا ہون جاننے والے خوب جان جائینگے کہ اُن بزرگون مین کہ جو زمانہ حکومت شاہی مین گذرے ہین اور آج کل کے بزرگون مین کیا فرق ہی۔ جناب خلیل الرحمن صاحب تو یہ کیجئے اپنی حالت اور کیفیت اور اُن کی ثقاہت اور کمال معنوی پر لحاظ کیجئے۔ ایسے ہی آپ کا جواہر فریدی کی نسبت یون لکھنا کہ اُس مین مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر الحاقیہ ہی ظاہر طور پر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد اور سجادہ نشینون پر ایک بدنما الزام لگانا ہی۔ جناب پیرجی صاحب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کا وہ رتبہ ہی کہ کل سچے نظامی اور صابری اُن کی تعظیم اور توقیر کو اپنا فخر سمجھتے ہین اگر آپ بھی خاندان فریدیہ کی کسی سچی شاخ مین ہوتے تو ایسا بیہودہ الزام اُن حضرات پر نہ لگاتے باقی اسی مقام پر جو آپ نے چارنامون کی بحث لکھی ہے اور کاغذ کو سیاہ کیا ہی اور جلوۂ جمال کے صفحات کی تعداد کو بڑھایا ہی وہ بے محل اور بے موقع ہی انشاء اللہ تعالے اُس کے موقع پر اُس کا جواب دونگا یہان صرف اسی قدر ثابت کرنا تھا کہ جن کتابون کے ذریعہ سے مین نے مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کا وجود باجود ثابت کیا تھا اُس کی تردید آپ سے کچھ نہ ہوسکی برخلاف تردید کے آپ نے بزرگان پاک باطن اور اُن کی کتابون پر لغو اعتراض کردئے جب آپ یہ نہین ثابت کرسکے تھے کہ ان کتابون مین جن کا حوالہ صوفی جان نے دیا ہی مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر نہین ہی تو آپ نے قول فیصل سے اتفاق کیون نہین کرلیا اور بہت سے بزرگان دین پر ناحق اعتراض کیا۔ اور جو کہ آپ نے جلوۂ جمال کے صفحہ ۷۶ پر فرمایا ہی۔

(قولہ) کہ وہ لکھتے ہین یعنی صاحب سیر الاولیاء اُن کو یعنی شیخ صابر رحمۃ اللہ علیہ کو اجازت بیعت تھی اور صابریہ کہتے ہین کہ اُن کو خلافت تھی حالانکہ اجازت بیعت اور خلافت مین فرق عظیم ہے خلافت کا مرتبہ اعلیٰ ہے کیونکہ وہ اپنے مثیل اور عکسی تصویر کو دیجاتی ہے۔

(اقول) جناب خلیل الرحمن صاحب یہ تو تفریق ایسی کی ہے کہ خود تفریق ہی آپ کے حال پر ہنس رہی ہے یہ تو فرمایئے کہ یہ تفریق کہان سے لائے۔ ارے بندۂ خدا مرتبۂ اجازت بیعت وہ مرتبہ ہی جس مین تمامی مراتب خلافت وغیرہ کے مندرج ہین۔ جناب خلافت اور اجازت بیعت دونون ایک ہی ہین ان مین تفریق کرنا محقق کا کام نہین جاہل کا فعل ہے۔ خلافت الٰہی جو تمامی اقسام خلافت سے افضل و اعلیٰ ہے اُسی کو کہتے ہین جس کے ذریعہ سے خلیفۃ اللہ طالبان صادق کو واصل بحق کرتے ہین اور اُن کا واصل بحق کرنا بذریعہ بیعت ہی کے ہوتا ہی گویا خلافت الٰہی کیا ہوتی ہے ایک منصب ہوتا ہی جس کے ذریعہ سے خلیفۃ اللہ طالبان صادق کو بیعت کرتا ہے دیکھو حضور صلعم خلیفۃ اللہ تھے اُنھون نے بذریعہ بیعت ہی کے خاصان خدا کو مرتبہ خلافت عطا فرمایا اور بیعت وہ شئے ہے کہ جس کی نسبت اللہ تعالےٰ یون فرماتا ہی اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ اس آیت پاک سے صاف ظاہر ہے کہ خلیفۃ اللہ تمامی صفات اللہ سے متصف ہوتا ہی یہی وجہ ہے کہ وہ خلافۃً بندگان خدا کو بیعت کرکے واصل بخدا کرتا ہی۔ پیرجی صاحب اجازت بیعت کو خلافت ہی کہتے ہین ہان جو اجازت بلا اجازت بیعت ہوتی ہے اُس کو خلافت نہین کہہ سکتے خلافت طریقت کے واسطے اجازت بیعت شرط لازمی ہے۔ اور جو کہ آپ نے سیر الاولیاء کی الفاظ سے خلافت اور اجازت بیعت مین فرق ظاہر کیا ہے وہ نتیجہ تبحیر ہے۔ اُس عبارت مین بھی خلافت اور اجازت کے ایک ہی معنی ہین آپ نے صرف اس فقرہ سے فرق کیا ہے کہ جب شیخ صابر رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ میرے واسطے کیا حکم ہے تو فرمایا کھاتے پیتے رہو۔ جناب اگر آپ کو علم تصوف کی کچھ بھی ہوا لگی ہوتی تو اس فقرہ سے سمجھ جاتے کہ شیخ صابر علیہ الرحمۃ کا کیا رتبہ تھا۔ چونکہ آپ کے نزدیک یہی ایک قسم کا کھانا پینا ہی کہ جیسے آپ کھاتے پیتے ہین اس لئے آپ اولیاء اللہ کے کھانے پینے سے کیسے آگاہ ہو سکتے ہین کہ وہ کیا ہے۔ اسی لاعلمی کی وجہ سے آپ شیخ صابر علیہ الرحمۃ پر بیہودہ اعتراض کرتے ہین

(قولہ) یہ عاجز عرض کرتا ہے کہ بدون ارشاد اور منشا بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صابر صاحب نے عرض کی شاید اُن کو یہ خیال گذرا ہو گا کہ کہین مین رہ نہ جاؤن۔

(اقول) یہ آپ کی ایک ولی برحق کی نسبت ایک محض بدگمانی ہی اُن کی یہ شان نہین تھی کہ اُن کے دل مین ایسا گمان آتا یہان بھی آپ نے شیخ صابر رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض نہین کیا بلکہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض لگا دیا کہ اُنھون نے ایسے شخص کو خلیفہ کیا تھا جو خود خواہشمند خلافت تھا اور یہ مسئلہ اتفاقی ہی کہ جو مُرید خواہشمند خلافت ہوتا ہی وہ کسی طرح سے شایان خلافت نہین ہوتا۔ جناب پیرجی صاحب آپ کے دل مین صفت خود غرضی اس درجہ موجزن ہے کہ نہ پیران عظام کا پاس ادب کرتے ہو نہ اولیاء کاملین کا حضرت شیخ صابر رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عرض کرنا اُن کے علوے مرتبت پر دال ہی۔ شیخ سے مرید کا یا خلیفہ کا سایل ہونا نہ حرص مذمومہ پر دال ہوتا ہے اور نہ بے ادبی مین داخل ہی بلکہ وسعت استعداد کا شاہد ہوتا ہی۔

(قولہ) وہ لکھتے ہین کہ تمام عمر صابر رحمۃ اللہ علیہ کی بعیش و عشرت گذری اور صابریہ کہتے ہین کہ اُنھون نے

تمام عمر گولریان کھاکر فقر و فاقہ سے گذاری۔

(اقول) جناب خلیل الرحمن صاحب افسوس آپ کی پیری پر کہ آپ کو عیش وعشرت عوام اور عیش وعشرت خاصان خدا مین تمیز نہین آپ اُس عیش وعشرت کو جس کا ذکر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ صابر رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت فرمایا ہی ایسا ہی عیش وعشرت سمجھے ہونگے کہ جیسے آپ کو حاصل ہی زیادہ لکھونگا تو پھر غل مچے گا کہ صوفی جان ذاتیات کی بحث کرتا ہی۔ حضرت پیرجی صاحب خاصان خدا کے عیش کو حضرت اُویس قرنی رضی اللہ عنہ کی اِس قول مین تلاش کیجیے کعیش العبد کعیش اللہ۔ جب اس ارشاد کے ذریعہ سے خاصان خدا کے عیش پر آگاہ ہوجاؤ تو اپنے خیالات فاسدہ سے توبہ کرنا۔ باقی جو بحث آپ نے صفحہ ۴۲ پر فقرہ از غلبۂ استغنا جواب بے نیازانہ فرمودگی لکھی ہے اور لکھا ہی کہ ہمنے مخدوم صاحب کو غلبۂ جوانی کی طراری کہ عین شرارہ نفسانی ہوتے ہین اور مغلوب النفس وغیرہ صابریون ہی کی کتاب سے لکھا ہی اس کا جواب دندان شکن اوپر دے چکاہون وہ ہی کافی ہے۔ باقی اِس سوال اوّل کے متعلق کوئی بحث آپ نے نہین کی۔

اے حضرات ناظرین اب آپ پر بخوبی ظاہر ہوگیا کہ خلیل الرحمن صاحب نے نہ اجماع کی دلیل کو توڑا نہ یہ ثابت کرسکے کہ جن کتابون مین مخدوم صاحب کے ذکر کا ہونا صوفی جان نے بیان کیا ہی اُن کتابون مین نہین ہے اور یہ ہی دو امر لایق تردید تھے اور اِن ہی کی تردید اُن سے ہو نہ سکی تو اس صورت مین مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کے وجود باجود سے جو اُن کو انکار تھا وہ انکار اُن کا مردود ہوگیا اور جو کچھ رام کہانی سوال اول کے متعلق حاشیہ پر خلیل الرحمن صاحب نے گائی ہے وہ لغو ہی کہا مخدوم صاحب رح اور کہا دیوان صابر۔ نہ مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ شاعر تھے نہ اُن کا کوئی دیوان تھا۔ یہ دیوان کسی اَور صابر کا تھا جس کے اشعار کو اُنھون نے اپنی دلائل مین پیش کرکے لکھدیا ہی کہ صابر صاحب سراج العارفین کے مرید تھے لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ حضرات یہ دیوان اُن کے نزدیک ایسے ہی مخدوم صاحب رح کا ہی کہ جیسے اکثر لوگ دیوان معینی کو خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کا دیوان سمجھے ہوئے ہین۔ دیوان صابر کے متعلق جو کچھ اُنھون نے لکھا ہی وہ بالکل لغو اور بیہودہ ہے بلاسبب وقت بھی ضائع کیا ہے اور کاغذ کو بھی سیاہ کیا ہی۔

اے حضرات ناظرین اب مین سوال دوم کا جواب الجواب ہدیۂ ناظرین کرتاہون۔ سوال دوم کے متعلق مین نے یہ لکھا تھا کہ اولیاء سلسلۂ صابریہ کا اس پر اتفاق رہا ہے کہ مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سید النسب ہین اور بعض نے حضور رح کے والد کا نام سید عبدالرحیم لکھا ہی اور سید عبدالرحیم سید عبدالوہاب رح کے صاحبزادہ تھے جو کہ غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے خلف رشید تھے اِس کا جواب خلیل الرحمن صاحب نے صفحہ ۴۳ پر دیا ہی۔

(قولہ) بلاتحقیق وبغیر حوالۂ کتب مستندہ کسی کا نسب قابل احتجاج واخذ استناد نہین ہوسکتا۔

(اقول) میری تحریر کا یہ مفہوم نہین ہی جو آپ نے جواب دیا ہی آپ نے جواب یون دیا ہو تا کہ باین دلیل مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ سید النسب نہین۔ باقی جو اختلاف آپ نے سیر الاقطاب وغیرہ سے لکھا ہی وہ میرے مقابلہ مین مردود ہے کیونکہ یہ جواب میرا تحقیقی نہین ہے آپ نے میرے عبارت کو سمجھا نہین میرا اس سوال کے متعلق تحقیقی جواب یہ ہی کہ اجراء سلسلہ کے واسطے شیخ کے شجرۂ طریقت کی صحت لازمی ہی صحت شجرۂ جدّی شرط ضروری نہین ہی اور اِس اپنے دعوی کے ثبوت مین لکھدیا تھا کہ اگر صحت سلسلۂ جدّی داخل شرائط ہوتی تو اکابرین چشتیہ سب سے اول خواجہ امام حسن بصری رح اور خواجہ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے حسب ونسب کی تحقیقات کرکے

ایک امر قرار دیتے - اِس تحقیقی جواب کا جو جواب الجواب دیا ہے وہ قابل غور ہے - آپ صفحہ ۹۰ پر لکھتے ہین -

(قولہ) اِس سے تو یہ ثابت ہوا کہ اُن کا ثبوت نہین تو مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ثبوت نہین فات الشرط فات المشروط - اجی جناب ان کا وجود اور ثبوت موجود ہے -

(اقول) جناب پیرجی صاحب سبحان اللہ آپ نے میرے تحقیقی جواب کا کیا اچھا جواب الجواب دیا ہے یہ ہی تو آپ کی اُستادی ہے کہ سرسری جواب کا جواب الجواب تو لمبا چوڑا جواب دیا ہے اور تحقیقی جواب کے جواب الجواب سے جان بچائی ہے اور جواب دیا بھی تو الزامی یعنی اُن حضرات کے وجود کی تحقیق نہین تو مخدوم صاحب کے وجود کی بھی تحقیق نہین - اجی حضرت خلیل الرحمن صاحب یون جواب دیا ہوتا اور دو اور دینا پڑیگا - کہ اجرا سلسلہ کے واسطے فلان فلان مسئلہ کے بموجب صحت سلسلۂ جدی شرط لازمی ہے اور جب یہ جواب دیدو تو ساتھ ہی اِس کے اس کا سبب بھی لکھدیجئے کہ طبقۂ اولی کے حضرات چشتیہ کے حسب ونسب کے اختلاف کی وجہ سے یا عدم علم کی وجہ سے بوجہ اس دلیل کے خاندان چشتیہ مین نقصان نہین آیا اور مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حسب ونسب مین اختلاف ہونے کے باعث باین وجہ اجرا سلسلہ مین نقصان آگیا - جناب خلیل الرحمن صاحب اِدھر اُدھر کے قصہ کہانیون سے کام نہین چلیگا اس کا صاف اور صریح جواب دیجئے یا قول فیصل سے اتفاق کیجیگا - باقی یہ جو مین نے لکھا تھا کہ کیا بعید ہے کہ بزرگان سلسلۂ عالیہ صابریہ کو اللہ جل شانہ نے بذریعہ الہام مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کا حسب ونسب ظاہر فرما دیا ہو تو حضرت خلیل الرحمن صاحب بوجہ کم علمی میرے اس فقرہ کے مفہوم کو بھی آپ نہین سمجھے - اِس کے معنی بھی آپ یہ ہی سمجھ گئے کہ مین اس امر کو بھی تحقیقی ہی طور پر لکھ رہا ہون حالانکہ لفظ کیا بعید موجود ہے خیر یہ بھی سہی مگر یہ تو فرمائیے کہ متعدد اولیا رصابریہ کو مختلف الہامات ہوئے آپ کہان سے لائے - میری تحریر کا یہ منشا نہین ہے یہ آپ کا خیالی پلاؤ ہے - ممکن ہے کسی ایک ہی کو الہام ہوا ہو اور باقی ایک دو نے جو اختلاف کیا بوجہ اختلاف روایات سیر کے کیا ہو - دیکھو اسی قسم کے اختلاف کی نظیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد صاحب کے نام کا اختلاف موجود ہے - حضرت یہ قول میرا جس کے اوّل مین لفظ کیا بعید ہے موجود ہی تحقیقی نہین ہے - آپ نے ناحق اس کا نامکمل جواب دیا اور اگر اس کا بھی جواب دینا منظور تھا تو یون دیا ہوتا کہ حسب ونسب کا علم بذریعۂ الہام نہین ہوسکتا آپ نے اختلاف کی بحث شروع کرکے جواب اصلی سے جان چرائی ہے - اب مین آپ کے اُن فقرون کا جواب دیتا ہون جن کا جواب خالی از لطف نہین ہے - آپ صفحہ ۹۴ پر لکھتے ہین -

(قولہ) حضرت شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت جلال الدین کبیر الاولیا رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عبد الحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے اپنے زمانہ مین کامل اور فرد تھے اور کمال ولایت مین منتہی تھے اور بقول آپ کے صابری تھے اُنھون نے مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا احوال کیون نہ لکھا -

(اقول) کیون جناب پیرجی صاحب اگر کوئی مخالف آپ سے یہ دریافت کرے کہ حضور صلعم کے حالات اور واقعات اُن کے چارون یارون رضی اللہ تعالے عنہم نے کیون نہین لکھے - یا کوئی آپ سے یون پوچھے کہ حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے حسب ونسب وجائے ولادت کی کیفیت حضرت ابراہیم ادہم

بلخی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت حذیفۃ المرعشی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے بلکہ جن کو آپ اپنا جد امجد بتاتے ہین یعنی حضرت جمال الاولیا رحمۃ اللہ علیہ نے کیون نہین لکھے تو اس کا جواب آپ کیا دینگے۔ اجی جناب جو مین لکھ چکا ہون وہی ٹھیک ہے نہ یہ کل اُمور ضروری ہین اور نہ اِن کا تحریر کرنا ضروری ہے۔ نہین معلوم آپ کس ذریعہ سے اِن کو ضروری سمجھے ہوئے ہین۔ یہ جو آپ بار بار ہر موقع پر یون لکھتے ہین کہ کسی نے مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کو بنی اسرائیل سے لکھا ہے اور کسی نے فاروقی لکھا ہے اور کسی نے سید حسنی لکھا ہی جناب اس لکھنے سے اجراء سلسلہ صابریہ مین کوئی نقصان نہین آسکتا ایسے ہی اختلاف طبقہ اولی مین ہو چکا ہے۔ خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے خراسانی الاصل اور کسی نے سمرقندی الاصل اور کسی نے بخاری الاصل اور کسی نے کوفی الاصل لکھا ہے۔ پھر اس کے کیا معنی کہ اِسی قسم کے اختلاف سے مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت مین بھی فرق آیا جاتا ہے اور سلسلہ بھی معدوم ہوا جاتا ہی اور خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے نہ ولایت مین فرق آیا اور نہ خاندان چشتیہ مسدود ہوا۔ جناب یہ وہی خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ ہین کہ جن کا نام لے لے کر لاکھون اولیاء اللہ ہو چکے ہین اور ہوتے چلے جاتے ہین۔ جناب خلیل الرحمن صاحب آپ کے اس دھوکہ مین کہ کسی نے مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حال نہین لکھا اور کسی کو مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حسب و نسب کا حال معلوم نہین تھا کوئی بندۂ خدا نہ آویگا جس کو ذرہ برابر بھی علم ہے وہ خوب جانتا ہی کہ یہ امور ضروریات سے نہین ہین۔ مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کے ثبوت کے واسطے وہ صد ہا شاخین سلسلۂ صابریہ کی جن کے سایہ مین ایک بڑا حصہ زمین کا اور اہل زمین کا آیا ہوا ہی جس کے کسی قدر کیفیت مین سوال اول مین لکھ چکا ہون کافی ہے۔ جناب خلیل الرحمن صاحب اولیاء اللہ کے شجرون کا مسلسل طور سے موجود ہونا ایسے ہے اُن کے صحت ولایت کا ثبوت دینا ہی کہ جیسے راویان حدیث کا سلسلہ حدیث کی صحت کا باعث ہوتا ہے ترتیب شجرون سے بڑھکر کوئی بدیہی ثبوت نہین ہو سکتا جیسے راویان حدیث کی ثقاہت باعث صحت احادیث متصور ہوتی ہی ویسے ہی اُن بزرگون کا کمال جن کے اسماء گرامی یکے بعد دیگرے شجرون مین درج ہوتے ہین سلسلہ کی صحت کا موجب ہوتا ہے جیسے لاکھون صابری اپنے شجرۂ مسلسل طور پر مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ تک رکھتے ہین اور کل کتابون مین لکھے ہوئے ہین ویسے آپ اپنے سلسلۂ جمالیہ کا شجرہ اپنے والد صاحب کا بھی نہین پیش کر سکتے کہ جس مین اُنھون نے خود کو حبیب الرحمن جمالی لکھا ہو۔ جناب خلیل الرحمن صاحب ترتیب شجرہ بے شک خبر متواتر کا حکم رکھتی ہی اِسی کو ثبوت بدیہی کہتے ہین مگر افسوس ہے کہ آپ کی عقل بدیہات کی بھی قائل نہین مین نے اسی سوال کے متعلق یہ بھی لکھا تھا کہ خلیل الرحمن صاحب کے زعم مین مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ جدّی فرضی ہے اگر بالفرض محال شجرۂ جدّی فرضی بھی ثابت ہو جاوے تو بھی سلسلۂ عالیہ صابریہ مین کوئی نقصان نہ آویگا۔ اس کی نسبت جناب خلیل الرحمن صاحب نے جلوۂ جمال کے صفحہ ۷۸ پر یون لکھا ہے

(قولہ) نقصان کے کیا معنی بیخ کنی ہوتی ہے۔

(اقول) جناب خلیل الرحمن صاحب اس موقع پر تو وہ پوشیدہ عقیدہ آپ کے قلم سے نکل گیا جس کو آپ چھپائے ہوئے تھے۔ اب مین آپ سے دریافت کرتا ہون کہ آپ کس بنیاد پر دعوی جمالیت کر رہے ہین اور بندگان خدا کو مرید کرتے پھرتے ہین۔ حضرت جب آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ شجرۂ جدّی کا عدم ثبوت باعث

بیخ کنی خاندان ہوتا ہے تو پھر جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کو ولایت کیسے مل گئی کیونکہ خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے نہ شجرۂ جدی کا پتہ ہے اور نہ حسب ونسب ونشان کا نشان ہے۔ جناب خلیل الرحمن صاحب شاباش سعادت مند اولاد اور عقیدت مند مرید ایسے ہی ہوتے ہین کہ جیسے آپ ہین۔ علاوہ اسکے یہ تو فرمایئے کہ جب شجرۂ جدی کے فرضی یا مصنوعی ہونے سے آپ کے نزدیک سلسلہ کی بیخ کنی متصور ہوتی ہے توجن بیچارے غریبون کو آپ مرید کرتے پھرتے ہین وہ کہان جاوینگے کیونکہ آپ کے سلسلۂ جدی مین تو وہ اختلاف ہے کہ الامان آپ کہتے ہین کہ مین جمال ہانسوی ع کے اولاد سے ہون۔ اور جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد واقعی جن کو منصب سجادگی حاصل ہے یہ کہتے ہین کہ خلیل الرحمن ہمارے خاندان سے نہین ہین۔ مصنوعی طور پر اولاد بن گئے ہین چنانچہ اُنھون نے بجواب عریضہ قاضی عبدالحق صاحب نظامی کے یہ ہی لکھا کہ خلیل الرحمن اولاد چار قطب سے نہین ہین۔ اور ایک شجرہ اپنے اجداد کا بھیج دیا جس کی مفصل کیفیت میرے ایک عزیز منشی عبدالقیوم صاحب بذریعہ اعلان کے شائع کر چکے ہین۔ آپ نے اس وقت تک سجادہ نشینان ہانسی شریف کے مقابلہ مین کوئی ثبوت اپنے اولاد ہونے کا نہین دیا ہی اور نہ اولاد قطب صاحب کے شجرہ کی تصحیح کی ہے کہ آپ کے دادا دھومن شاہ صاحب کس شاخ سے ہین بلکہ آپ کے دادا دھومن شاہ صاحب بمقابلہ سجادہ نشینان ہانسی شریف کے اولاد چار قطب ہونے کے ثبوت مین عاجز رہے ہین۔ دھومن شاہ صاحب بھی کوئی ثبوت شرعی اپنے اولاد چار قطب سے ہونے کا نہین دے سکے اُنھون نے بھی قفل بلا کنجی کھولنے پر اکتفا کیا جس کو ہر قسم کے آدمی کھول دیا کرتے ہین۔ بڑا ثبوت یہ ہی تھا کہ دھومن شاہ صاحب شجرۂ اولاد چار قطب کے ذریعہ سے ثبوت پیش کرتے۔
جو ثبوت قفل بلا کنجی کھولنے کا دھومن شاہ صاحب نے پیش کیا وہ مجوز شریعت ہی نہ طریقت۔
واہ جناب خلیل الرحمن صاحب اچھا لفظ بیخ کنی لکھا کہ جس نے خود آپ ہی کی بیخ کنی کر ڈالی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کیون جناب خلیل الرحمن صاحب جب آپ خود مقر ہو گئے کہ شجرۂ جدی داخل ثبوت نہین جیسا کہ آپ نے جلوۂ جمال کے صفحہ ۸۰ پر لکھا ہے۔

(**قولہ**) یہ ہم تسلیم کرتے ہین کہ شجرۂ جدی واقعی شجرۂ طریقت کے لئے کوئی ثبوت یا عدم ثبوت مین داخل نہین ہے۔

(**اقول**) جناب خلیل الرحمن صاحب آپ کے اس اقرار نے آپ کے کل انکارون کی قلعی کھولدی اور صاف بتا دیا کہ بے شک آپ نے حسد ہی کی وجہ سے قول فیصل سے اتفاق ظاہر نہین کیا۔ کیون جناب جب آپ کے نزدیک بھی مثل میرے شجرۂ جدی داخل ثبوت نہین ہی تو پھر آپ نے لفظ بیخ کنی کیون لکھا اور اس نقیض کا کیا سبب ہے صاف کہدیجئے کہ مین معذور ہون حسد جو چاہتا ہی وہ کراتا ہی۔
اب مین بآواز بلند کہتا ہون کہ میرا سوال دوم کا جواب من کل الوجوہ آپ نے قبول و منظور کر لیا اور جو جواب الجواب آپ نے دیا ہی وہ آپ ہی کے اس اخیر مقولہ سے رد اور مردود ہو گیا۔ سیہزم الجمع وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ کے یہ ہی معنی ہین یعنی پیٹھ دیکر بھاگتے ہین اور بھاگ جاوینگے۔
جناب خلیل الرحمن صاحب آپنے جو اسی موقع پر حاشیہ جاشیہ لکھا ہی اُس کا جواب سوالات اربعہ کے سوال سوم مین دے چکا ہون یہان اس قدر اور بھی عرض کئے دیتا ہون کہ جناب پیرجی صاحب

جو کچھ خصوصیتین آپ نے موافق اپنے وہسم کے قائم کرکے جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کو باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کل خلفا پر فضیلت دی ہی وہ آپ کا خیال محض ہی آپ کا یہ فرمانا کہ باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے وہ وہ باتین خاص کی ہین جو اپنے کسی دوسرے مرید یا اولاد سے خواہ وہ کسی مرتبہ اور کسی درجہ کا ہو نہین کین ایسے انداز سے واقع ہوا ہے کہ جس سے عقیدہ تفضیل پایا جاتا ہی ہر شخص کو یہ استحقاق تو حاصل ہے کہ وہ اپنے پیران عظام کی نسبت جو چاہے عقیدہ رکھے مگر یہ امر اُس کے واسطے نہایت ہی خرابی کا ہے کہ وہ اپنے شیخ کے ہمعصر بزرگون اور شیخ کے شیخ کی اولا پر فضیلت دے اسی عقیدۂ مذموم کی وجہ سے اسلام کے دو فرقے یعنی رافضی اور خارجی اسلام سے باغی ہوگئے۔ حضرت ایک زمانہ کے اولیا مین فرق کرنا انسان کا کام نہین کیونکہ اُن کی شان مین اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری وارد ہے علاوہ اس کے اولاد شیخ ہر حال مین مستحق تعظیم اور عزت ہی ہوتی ہے دیکھو مریدان کامل کا یہ حال ہوتا ہی کہ بعد وصال حضور صلعم کے حضور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے خلافت کے زمانہ مین حضور صاحبزادی صاحبہ یعنی فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے حضور مین حاضر ہوئے اور درِ دولت پر دستک دی۔ جس وقت جگر گوشۂ حضور صلعم نے استفسار فرمایا کہ کون ہے تو اُس وقت خلیفۂ اوّل نے یہی عرض کیا کہ اے بیٹی رسول صلعم کی تمھارا غلام صدیقؓ حاضر ہے۔ جناب خلیل الرحمن صاحب اس روایت سے سبق حاصل کرکے حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پر جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کو فضیلت مت دو جیسے جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ ولی برحق تھے ویسے ہی باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کل صاحبزادے اولیاے کاملین مین سے تھے۔ آپ نے تو ایسا غضب کیا ہی کہ صاف اور صریح الفاظ مین لکھ دیا ہے کہ باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بارہ برس تک ہانسی مین تشریف رکھی جناب خلیل الرحمن صاحب یہ فقرہ آپ کا پرلے درجہ کا بے ادبانہ ہے جناب اولیاے کاملین کسی کی وجہ سے کہین بھی قیام نہین فرماتے وہ جہان قیام فرماتے ہین بہ امر ربّی ہی قیام فرماتے ہین اور یہ ضروری بات ہی جہان زیادہ قیام ہوتا ہے ایک دوسرے خصوصیت بھی ہوجاتی ہے تو اب اگر کوئی شخص کو رباطن اُس خصوصیت کی وجہ سے یون کہنے لگے کہ قیام اسی خصوصیت کی وجہ سے تھا تو یہ اُس کی حماقت ہی۔ اگر وہ جانتا کہ یہ حضرات قدرتِ خداوندی کے ساتھ ایسے ہی ہین کہ جیسے مردہ بدست زندہ ہوتا ہی تو ہرگز بھی اُن کے قیام کو کسی دوسری علت پر قیاس نہین کرتا۔ جناب خلیل الرحمن صاحب مین ہر موقع پر بطریق ہمدردی آپ کو آگاہ بھی کرتا جاتا ہون اور ضروری ضروری مسائل کا اشارہ بھی کرتا جاتا ہون سمجھنا اور عمل کرنا آپ کا کام ہی۔ لیجئے اب مین آپ کے سوال سوم کے جواب الجواب کو ہدیۂ ناظرین کرتا ہون۔

اس سوال مین میرا تحقیقی جواب یہ تھا کہ سلسلۂ طریقت کے جاری ہونے کے واسطے صحت جاے ولادت صوری شرط لازمی نہین ہے۔ ہان صحت ولادت معنوی شرط لازمی ہی سو اس کا جواب الجواب آپ نے قطعی نہین دیا اور ہرگز بھی ثابت نہین کیا کہ صحت ولادت صوری شرط لازمی ہی۔ ہان۔ کسی قدر جواب میرے اُس مضمون کا دیا ہی جو مین نے حکایتاً لکھا تھا چنانچہ جلوۂ جمال کے صفحہ ۱۹ پر فرمایا ہی۔

(قولہ) ہرات کے جاے ولادت کا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے مخدوم صاحبؒ کی جاے ولادت بے ثبوت ہرات تسلیم کر لی جائے تو ایک قسم کا کذب لازم آتا ہی اور کذب پر یقین کرلینے سے بیشک ایمان کا نقصان ہے

اور جاے ولادت کے نہ ملنے سے آپ کے سلسلہ کا نقصان اور ہمارا سوال قائم
(**اقول**) جناب خلیل الرحمن صاحب یہ فقرہ بھی آپ کا آپ کے واسطے وبال جان ہوگیا۔ کیون جناب
جب مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کے جاے ولادت نہ ملنے سے سلسلۂ صابریہ مین نقصان آگیا تو فضیل بن
عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے جاے ولادت نہ معلوم ہونے سے خاندانِ چشتیہ مین ضرور نقصان آجاوے گا
نعوذ باللہ منہا۔ جناب خلیل الرحمن صاحب سوچ سمجھکر قلم اُٹھایا کیجئے۔ آپ کی حالت بجنسہٖ الٰہی ہے کہ
جیسے اُس شخص کی ہوتی ہے کہ جو درخت کے گدّھے پر بیٹھکر اُسی گدّھے کو کاٹتا ہے۔ آپ نے اِس قسم کے
جس قدر اعتراضات بوجہ حسد کے مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ پر کئے ہین وہی آپ کے کل اعتراضات
جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی عائد ہوتے جاتے ہین اللہ پاک آپ کو اس بلا سے نجات عطا فرماوے
اور حضرت اگر مین ہرات کو تحقیقی ہی طور پر مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کی جاے ولادت لکھتا تو ضرور ہی
اُس کا کچھ ثبوت بھی دیتا۔ اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ جاے ولادت بے ثبوت ہرات تسلیم کیجاے تو
ایک قسم کا کذب لازم آتا ہے۔ جناب خلیل الرحمن صاحب اس قسم کا اختلاف تو حضور صلعم کے واقعات مین
بھی واقع ہوا ہے اور جانبین سے اختلاف کرنے والے صحابہؓ اولوالعزم ہی ہین۔ اسی طرح سے آدم
علیہ السلام کے معاملات مین اختلاف ہے۔ حضرت امام حسن بصریؒ فرماتے ہین کہ شیطان نے آدم علیہ السلام
کو جنت سے باہر بھگایا اور مفسرین جنت کے اندر کے قائل ہین تو اب فرمائیے کہ آپ کا یہ لفظ کذب
اِن واقعات مین کیا حکم رکھے گا۔ جناب اس قسم کے اختلاف کو کذب سے کچھ علاقہ نہین یہ آپ کی
پاک باطنی ہے جو آپ نے ایسے موقع پر لفظ کذب استعمال کیا ہے۔
اب مین زور کے ساتھ کہتا ہون کہ آپ نے میرے اُس جواب تحقیقی کا جو مین نے آپ کے سوال سوم کے
متعلق لکھا تھا قطعی جواب نہین دیا اس واسطے مین پھر اعلان کرتا ہون کہ یا تو اِس امر کو ثابت کیجئے کہ
صحت جاے ولادت ولی کی ولایت کے ثبوت کے واسطے شرط لازمی ہے۔ یا قول فیصل سے اتفاق
کرکے اعلان کیجئے اس کے واسطے بھی ایک ماہ کی مہلت دیتا ہون۔
اب مین سوال چہارم کے جواب کے جواب الجواب کو ہدیۂ ناظرین کرتا ہون یہ وہ سوال ہے کہ جس کے متعلق
خلیل الرحمن صاحب نے اخبارات اور اشتہارات اور رسائل مین غوغا مچا رکھا ہے۔ جلوۂ جمال کے صفحہ
۹۲ سے ۹۶ تک اسی سوال کی بحث مین کاغذ کو سیاہ کر ڈالا ہے اور لطف یہ کہ میرے تحقیقی جواب کا جواب الجواب
بالکل ندارد ہے۔ اس سوال کے متعلق میرا تحقیقی جواب یہ تھا کہ تعدد و تکثر اسما، باعث تعدد و تکثر ذات
مسمی نہین ہوسکتا۔ اور نہ یہ ہوتا ہے کہ ایک نام مین دو چار نام شامل کرلینے سے فیض مسمی بند ہوجاوے
اور اس کی دلیل یہ پیش کی تھی کہ اسی خاندان چشتیہ مین حضرت علوی ممشادؒ دینوری کے نام مین دو نام
شامل ہین ایک علویؒ دینوری دوسرے ممشادؒ دینوری علویؒ دینوری چشتیہ ہین ممشادؒ دینوری
سہروردیہ ہین۔ اس کا جواب خلیل الرحمن صاحب نے قطعی نہین دیا اور جو دیا تو وہ افترائی جواب دیا
کہ الامان انشاءاللہ عنقریب ہدیۂ ناظرین کئے دیتا ہون۔ خلیل الرحمن صاحب جلوۂ جمال کے صفحہ ۹۲ پر
لکھتے ہین
(**قولہ**) بے شک تعدد اسمار ذات بخلاف اسمار صفات ذات واحد مین خلل انداز ہے یہ بات بدیہۃ الثبوت ہے

کہ تعدّد اسماے ذات سے تعدد ذات مسمی ہو سکتا ہی۔

(اقول) جناب خلیل الرحمن صاحب اسم ذاتی اُسی کو کہتے ہین جو ذات کے واسطے تجویز کرلیا کرتے ہین اب اگر ایک گروہ ذات کے واسطے اپنی تحقیق و علم کے موافق ایک اسم تجویز کرے اور اُسی طرح سے دوسرا گروہ دوسرا اسم اور تیسرا گروہ تیسرا اسم تو یہ موافق تحقیق ہر گروہ کے اسم ذات ہی ہین ان کی وجہ سے ذات مین نہ تعدّد آسکتا ہی نہ تکثّر مثلاً اگر کسی شخص کے علم و یقین مین آپ کا نام خلیل الرحمن ہو اور کسی دوسرے کے علم و یقین مین عبد الرحمن ہو اور کسی تیسرے کے علم و یقین مین عبد السبحان ہو تو کیا اُن لوگون کا یقین اور علم جس کے ذریعہ سے وہ تینؔ آپ کے تینؔ نامون کے قایل ہین آپ کی تین ذاتین ہو جائینگی حضرت یہ آپ کا خیال محض ہی۔ اختلاف نام چاہے ذاتی ہو یا صفاتی باعث تعدّد ذات نہین ہوسکتا۔ اُس اختلاف کا اثر بوجہ تفاوت علم ہر فرقہ کے اسم ہی تک رہتا ہے ذات اِس سے پاک اور منزہ رہتی ہی۔

مین نے جو تحقیقی جواب دیا ہے اُس کی تردید آپ کے اس فقرہ سے ہو ہی نہین سکتی۔ علاوہ اِس کے جو دلیل مین نے اپنے دعوی کے ثبوت مین پیش کی تھی کہ اسی خاندانِ چشتیہ مین حضرت علوی ممشادؒ دینوری رحمۃ اللہ علیہ کے نام مین دوؔ نام شامل ہین چونکہ اِس کا جواب ہو ہی نہین سکتا تھا اس واسطے آپ نے میری اصل عبارت مین گڑبڑ کرکے ایک مصنوعی عبارت کا فرضی جواب السجواب دے دیا چنانچہ آپ جلوۂ جمال کے صفحہ ۹۵ پر لکھتے ہین۔

(قولہ) جناب صوفی جان صاحب آپ بھی تو کتب سیر کو بہ تدبُّر دیکھئے دوؔ نام ہرگز بھی نہین ہین۔ دراصل نام ممشادؒ ہی اور دینوری مین (یاء) نسبتی اُن کے مسکن کی ہی۔

(اقول) جناب خلیل الرحمن صاحب میری تحریر مین یہ ہرگز بھی نہین ہے کہ حضرت ممشادؒ دینوری کے نام مین دوؔ نام شامل ہین۔ حضرت قول فیصل موجود ہی دیکھئے اُس مین صاف لکھا ہوا ہے کہ حضرت علویؒ ممشادؒ دینوری کے نام مین دوؔ نام شامل ہین آپ نے خود غرضی کی غرض سے ایک پورے اسم علو کو میری عبارت حذف کیا اور بجاے علو و ممشاد دوؔ نامون کے ممشاد اور دینوری کو دوؔ نام لکھا اور جاہل مریدانِ جمالی کے سمجھانے کی غرض سے فرضی جواب السجواب لکھ دیا۔ جناب پیرجی صاحب خوبیٔ اسلام اور کمال فقر تو اسی مین تھا کہ جب آپ سے میرے اِس لاجواب جواب کا جواب السجواب نہین بن پڑا تھا تو بلا تکلّف قول فیصل سے اتفاق کرلیا ہوتا۔ اب مین مجبور ہو کر پھر اعلان کرتا ہون کہ رسالۂ ہذا کی اِشاعت سے ایک ماہ کے اندر اس کا جواب دیجئے کہ ایک نام مین دوؔ نام یا چار نام شریک کرلینے سے باین دلیل فیض مسمی بند ہو جاتا ہی۔ اور علوی ممشاد دینوری کے نام مین جو دوؔ نام شامل ہین اُن کا فیض اِس وجہ سے بند نہین ہوا۔ یا قول فیصل سے اتفاق کرکے اعلان کیجئے۔ اِس مقام پر مین نے یہ بھی لکھا تھا کہ جناب خلیل الرحمن صاحب جو اعتراض آپ نے چار نامون کے ایک کرلینے کے متعلق بے گناہ صابریون پر کئے ہین وہ کل اعتراضات بجنسہٖ تمام بزرگان چشتیہ پر جس مین جمال الدین احمدؒ ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہین عائد ہو گئے کیونکہ جب علوی ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ کے نام مین دوؔ نام شامل ہونے ثابت ہین اور آپ کے نزدیک یہ امر لایق اعتراض ہی جیسا کہ آپ کی کل تحریرات سے ظاہر ہے اس لئے جس طور سے آپ نے صابریون پر چار نامون کا ایک نام کرلینے کے باعث اعتراضات کئے ہین وہ کل اعتراضات سارے اولیاے چشتیہ پر ہو گئے۔ اِس کا جواب

خلیل الرحمٰن صاحب نے کیسے اچھے الفاظ مین دیا ہے۔

(قولہ) یہ صرف آپ کا حسنِ ظن ہے باقی جواب سوال اوّل مین آچکا ہے۔

(اقول) کیون جناب خلیل الرحمٰن صاحب میری اس لاجواب تحریر کا یہی جواب تھا جو آپ نے دیا کیا ناظرین سوال اوّل کو نہین دیکھین گے کیا اُن کو نہین معلوم ہو جاویگا کہ سوال اوّل مین اس مضمون کا نہ تیہی نہ نشان کیا سوال اوّل مین آپ نے اس کا جواب دیا ہے کہ چار ناموں کے ایک کر لینے سے حضرات صابریہ تو لائق اعتراض ہین اور اوپر کے بزرگ باوجود اس کے کہ علاوہ ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ کے نام مین دو نام شامل ہین باین وجہ اعتراض سے بری ہین۔ اب مین بہ آواز بلند کہتا ہون کہ سوال اول مین نہ یہ مضمون ہے نہ خلیل الرحمٰن صاحب نے اس کا جواب الجواب دیا ہی۔ صرف فرضی جواب الجواب لکھدیا ہی اے حضرات ناظرین اِس سوال چہارم کے جواب الجواب کی کیفیت آپ پر روشن ہو گئی کہ میرے کسی ایک فقرہ کا بھی جواب الجواب خلیل الرحمٰن صاحب سے بن نہین پڑا اور اُنھون نے کوشش کر کے بجائے الفاظ قول فیصل کے مصنوعی جواب الجواب لکھدیئے۔

اب مین سوال پنجم و ششم کے جواب الجواب کو ہدیۂ ناظرین کرتا ہون۔ مین نے ان سوالات کا جواب تحقیقی یہ دیا تھا کہ اس قسم کے امورات مین تحقیقات کرنا کہ فلان بزرگ کی شادی کہان ہوئی اور وہ کس کے بھانجہ اور بھتیجے تھے داخل ضروریات نہین البتہ شیخ کے خلاف حقیقی کی تحقیقات کرنا ضروری ہی۔ اس کا جواب الجواب خلیل الرحمٰن صاحب نے جلوۂ جمال کے صفحہ ۹۷ پر یون دیا ہے۔

(قولہ) ان اقسام کے امورات کی تحقیقات ہمیشہ داخل ضروریات شریعت و طریقت رہی ہی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء اور اُن کے مثیل اولیاء اسی لئے دنیا مین یکے بعد دیگرے مبعوث ہوتے ہین تاکہ اُن کے افعال کی پیروی کر کے ہر ایک شخص اپنی اپنی مناسبت پر مدارج علیا اور مراتب عظمیٰ پر پہنچے اور مطلوب حقیقی کی مرضیات حاصل کرے۔

(اقول) سبحان اللہ پیر جی صاحب کیا عارفانہ جواب دیا ہے حضرت یہان تو خواہرزادگی اور دامادی کی بحث ہے آپ نے بعثت انبیاء اور اتباع انبیاء کی بحث لکھدی جس سے ظاہر ہے کہ آپ کے نزدیک بعثت انبیاء علیہم السلام ان ہی امورات کے واسطے ہوئی ہے۔ جناب خلیل الرحمٰن صاحب ہوش مین آیئے کجا انبیاء علیہم السلام کی بعثت اور اتباع اور کجا یہ بحث۔ آپ پر یہ ثابت کرنا واجب تھا کہ ان امورات کی تحقیقات کو جیسے مین ضروریات شریعت و طریقت لکھ رہا ہون ویسے ہی فلان فلان بزرگ نے بھی لکھا ہے کہ ان امورات کی تحقیقات داخل ضروریات ہے جب آپ سے اس کا جواب نہین بن پڑا تھا تو آپ نے یہ مجذوبانہ بڑ لگا کر فرضی جواب الجواب کیون لکھدیا۔ اسی سوال کے متعلق مین نے یہ بھی لکھا تھا کہ جب مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے رشتۂ معنوی حاصل تھا جس کی صداقت بدیہات عقلی اور خبر متواتر سے موجود ہے تو ہم کو رشتۂ ظاہری کی جستجو مین وقت ضائع کرنا نہین چاہیئے اور اپنے اس قول کی تائید مین یہ دلیل پیش کی تھی کہ ایسے ہی طبقۂ اولیٰ کے حضرات چشتیہ نے رشتۂ ظاہری کی جستجو نہین فرمائی ہے اسی طرح سے دیگر طبقات کے اولیاء اللہ نے اِس قسم کی جستجو نہین کی ہے اس کا جواب الجواب جلوۂ جمال کے صفحہ ۹۸ پر خلیل الرحمٰن صاحب نے یون دیا ہے۔

(قولہ) جناب من آپ کیون صداقت کا خون کرتے ہین کون کہتا ہی کہ حضرات چشتیہ نے طبقۂ اولی کے حسب ونسب کی تحقیق نہین کی کیا آپ کو معلوم نہ ہونے سے یہ بات صفحۂ روزگار سے مٹ سکتی ہی صدہا کتابین اِس تحقیق سے بھری پڑی ہین۔

(اقول) جناب خلیل الرحمن صاحب جو صدہا کتابین اِس تحقیقات سے کہ فلان بزرگ فلان کا داماد اور فلان کا بھانجہ اور بھتیجہ تھا بھری پڑی ہین وہ آپ کے کتب خانہ مین ہونگی - اور شاید آپ کے کسی بزرگ نے خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کی تحقیقات کرکے اپنے ہی کتب خانہ مین رکھدی ہونگی باقی اَور جس قدر محققین گذرے ہین سب نے اپنی اپنی تصانیف مین وہ ہی اختلاف لکھا ہے جو مین لکھ چکا ہون - سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ اسی اختلاف کو لکھتے چلے آتے ہین - افسوس یہ ہے کہ آپ نے اُن صدہا کتابون مین سے جن ہین ان امورات کی تحقیقات موجود ہے کسی ایک کتاب کا بھی حوالہ نہین دیا - حضرت کسی کتاب کا حوالہ دیا ہوتا یا کسی بزرگ کا جھونٹا ہی نام لکھدیا ہوتا - باقی مجھ پر اسی صفحہ مین آپ نے یہ افترا کیا ہے کہ میرے نزدیک بھی حسب ونسب کی تحقیقات ضروری ہے یہ آپ کی پاک باطنی کا نتیجہ ہے - آپ نے میرے مضمون کو تبدیل کر دیا ہے مین نے ہرگز نہین لکھا کہ اولیاے صابریہ نے الہاماً حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حسب ونسب کی تحقیق کی ہے - حضرت مین نے تو صرف اِس قدر لکھا ہی کہ اِس قسم کے واقعات گاہے گاہے بذریعہ کشف بھی منکشف ہوتے ہین آپ نے اپنی مطلب برآری کے واسطے میری تحریر کو بالکل تبدیل کر دیا - باقی مین نے جو لکھا تھا کہ ان امور کے اطمینان کے واسطے جو کہ ضروری نہین ہین صرف حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا اس قدر لکھنا کافی ہے کہ شیخ صابرؒ باباصاحبؒ کے خواہرزادہ اور داماد مشہور ہین - اس کا جواب آپ نے کچھ نہین دیا کہ فلان دلیل سے شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تحریر قابل اعتبار نہین - بجاے اس کے آپ نے یہ لکھدیا کہ مین صفحہ ۹۰ پر لکھ چکا ہون اور کرشمۂ جمال مین بھی لکھ چکا ہون جناب صفحہ ۹۰ میرے پاس موجود ہے اُس مین کہین بھی نہین لکھا کہ شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلویؒ کا یہ ارشاد اطمینان کے لائق نہین اور ہوتا کیسے اُس صفحہ مین اس امر کی بحث ہی نہین ہے -

اے حضرات ناظرین سوال پنجم وششم کے جواب الجواب کی کیفیت بھی آپ پر منکشف ہو چکی اور ظاہر ہو چکا کہ خلیل الرحمن صاحب سے ٹوٹا پھوٹا جواب بھی نہ بن پڑا اس لئے جیسے یہ دونون سوال قول فیصل مین لغو ثابت ہو چکے تھے ویسے ہی رسالہ ہذا مین بھی بیکار اور غیر ضروری ثابت ہو گئے -

اب مین سوال ہفتم وہشتم کے جواب الجواب کو ہدیۂ ناظرین کرتا ہون - مین نے اِس سوال کے متعلق یون لکھا تھا کہ مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کو بوجہ استغراق ذاتی اسباب ظاہری کی طرف التفات ہی نہین تھا اسی طرح سے بوجہ فیض ذاتی جان نثاران سلسلہ بھی ایک عرصہ تک استغراق کی حالت مین رہے اسی وجہ سے مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات وغیرہ نہین لکھے گئے - اس کا جواب خلیل الرحمن صاحب نے جلوۂ جمال کے صفحہ ۹۹ پر یون دیا ہے -

(قولہ) آپ یہ حالات اپنی طرف سے لکھتے ہین یا کوئی ان کا ثبوت بھی ہے بغیر ثبوت جو ناقص طور سے بھی آپ نے نہین دیا ہم کیونکر تسلیم کرلین -

(اقول) جناب خلیل الرحمن صاحب یہ حالات اور واقعات میرے پیران عظام رحمۃ اللہ علیہم کے ہین مجھکو ان کی کیفیت بذریعۂ خبر متواتر کے پہونچی ہے۔ اِس امر پر سب کا اتفاق ہے کہ مرید کے واسطے ہر کلمۂ شیخ کلمۃ الحق ہی کا حکم رکھتا ہے، اور ہر شخص اپنے شیخ کو تمامی صفاتِ عالیہ سے متصف اور کل صفات ناقصہ سے منزہ سمجھتا ہے تو ایسی حالت مین آپ سمجھ سکتے ہین کہ یہ خبرین اور واقعات جو ہم لوگون کو اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے اور اُن کو اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے اور اسی طور پر قیاس کر لیجئے پہونچی ہین توکس درجہ کی خبر صادق مین داخل ہو سکتے ہین۔

علاوہ اِس کے اِن حضرات کے یہ ہی حالات اور واقعات اِن کے زمانہ کی کتابون مین لکھے ہوئے ہین مگر اس کا علاج ہمارے پاس کچھ نہین کہ آپ ہر کتاب کی نسبت یون لکھدیتے ہین کہ اس کتاب مین حالات الحاقیہ ہین اسی وجہ سے مین اِس موقع پر کسی کتاب کا حوالہ نہین دیتا ہون صرف یہ ہی کہتا ہون کہ اِن حالات اور واقعات کا علم ہم تک بذریعۂ اُس خبر صادق اور متواتر کے جو ہمارے سلسلۂ عالیہ کے مشائخ عظام رضی اللہ عنہم سے یکے بعد دیگرے منقول ہوتی چلی آتی ہے پہونچا ہے اس کا جواب بمقابلہ ہمارے آپ تو کیا دنیا مین بھی کوئی نہین دے سکتا۔

(قولہ) آپ نے کہین تو لکھا ہے کہ مخدوم صاحب کا ذکر کسی کتاب مین نہین اور کہین لکھا ہے کہ کتب سیر مین قلت سے ہے اور کہین لکھا ہے کہ مخدوم صاحب کا ذکر ہر ایک کتاب مین ہے اور کہین لکھا ہے کہ کتب سیر اور ملفوظات جھوٹے ہین۔

(اقول) جناب خلیل الرحمن صاحب آپ کے اِن اقوال کا جواب تو یہ ہی ہو سکتا ہے کہ آپ جھوٹے ہی نہین بلکہ جھوٹون کے بادشاہ ہین۔ مین حیران ہون کہ آپ کو ایسا صریح جھوٹ لکھتے شرم کیون نہین آتی مین نے ہرگز بھی نہین لکھا کہ مخدوم صاحب کا ذکر کسی کتاب مین نہین اور نہ مین نے یہ لکھا کہ مخدوم صاحب کا ذکر سب کتابون مین ہے اور نہ مین نے یہ لکھا کہ یہ کتب سیر و ملفوظات جھوٹے ہین۔ اگر آپ سچے تھے تو قول فیصل کے کسی صفحہ کا حوالہ دیا ہوتا کہ فلان صفحہ پر یہ فقرہ اور فلان صفحہ پر یہ فقرہ لکھا ہے۔

اب مین آپ کو آگاہ کرتا ہون کہ رسالۂ ہٰذا کی اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اِن تینون فقرون کا ثبوت کہ قولِ فیصل کے فلان فلان صفحہ پر لکھے ہین دیجئے یا باین طور توبہ نامہ شائع کرائیے کہ مین نے جو صوفی جہان پر افترا بندی کی تھی اُس سے توبہ کرکے معافی مانگتا ہون انشاء اللہ تعالےٰ مین معافی دونگا۔ اِسی مقام پر مین نے یہ بھی لکھا تھا کہ اِس استغراق کی کیفیت حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سے لیکر حضرت عبد الحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ تک رہی۔ اسکا جواب خلیل الرحمن صاحب نے جلوۂ جمال کے صفحہ ۱۰۰ پر یون دیا ہے۔

(قولہ) حضرت شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کا احوال لکھ چکا ہون کہ یہ سہروردی تھے اور حضرت جلال الدینؒ قلندری اور نظامی تھے۔ سیر الاقطاب مین ہے کہ حضرت جلال الدینؒ کو ترقی باطن شیخ شرف الدین بوعلی قلندر سے ہوئی اور مولانا محمد حسین شاہ صاحب مراد آبادی کے پاس شجرۂ قلندریہ موجود ہے اُس مین شیخ جلال الدینؒ کے نام کے اوپر قلندر صاحبؒ کا نام ہے۔

(اقول) جناب خلیل الرحمن صاحب آپ نے جو اِن حضرات کو اور نیز شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو

سہروردی اور قلندری اور جمالی لکھا ہے تو یہ آپ کا لکھنا بمقابلہ اُس جم غفیر اور مجمع کثیر کے جو اولیاء اللہ کا مجمع ہے قطعی رد اور مردود ہے۔ کیا بمقابلہ بزرگان نقشبندیہ مجددیہ اور قادریہ اور صابریہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے جن کا حوالہ مین مع شجرون کے جن مین ان حضرات کو صابریہ لکھا ہے سوال اول مین دے چکا ہون آپ کی یہ بانگ بے ہنگام لایق سماعت ہوسکتی ہے کیا آپ کا بلا دلیل یہ لکھ دینا کہ یہ حضرات سہروردی اور قلندری اور جمالی تھے بمقابلہ داراشکوہ؁ اور مجدد الف ثانی؁ اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور مرزا مظہر جان جانان؁ اور ہزارون بزرگان صابریہ رحمۃ اللہ علیہم کے وقعت رکھ سکتا ہے جناب خلیل الرحمن صاحب جن لوگون کو اللہ جل شانہ نے علم دیا ہے وہ تو اس حدیث کے مضمون سے کہ جماعت پر خدا کا ہاتھ ہے اور تنہا شیطان کے ساتھ ہے فوراً ہی سمجھ لیتے ہین کہ ایک تن تنہا کا قول بمقابلہ جمہور مردود ہی ہوتا ہے۔

کیون جناب خلیل الرحمن صاحب کیا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سیدنا شیخ محب اللہ الہ آبادی؁ اور حضرت سیدنا سید شاہ بھیک؁ اور دیگر اکابرین اولیاء اللہ کو اس کا علم نہ ہوا کہ حضرت شمس الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سہروردی اور حضرت جلال الدین پانی پتی قلندری؁ و نظامی اور حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جمالی ہین کیا آپ کی تحقیقات جو آپ کے وہم اور حسد پر مبنی ہے ان ہزارون اولیاء صاحب کشف کے کشف سے بڑھی ہوئی ہے۔ حضرت پیرجی صاحب اگر اس موقع پر آپ کی حالت لکھتا ہون کہ آپ بمقابلہ ان کے کیا چیز ہین تو پھر آپ کو ناگوار ہوگا اور وہی غل مچیگا جو بعد اشاعت اظہار الحق کے مچا تھا۔ پیرجی صاحب اپنے حالات اور واقعات کے موافق تحریر کیا کیجئے خوب یاد رکھئے کہ ان حضرات پر اعتراض کر کے سرسبز نہ ہوگے۔ علاوہ اس کے آپ نے حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کو صرف ضیاء برنی کی روایت کی وجہ سے سہروردی لکھا ہے اگر آپ سچے تھے تو آپ نے ضیاء برنی کی وہ عبارت لکھی ہوتی جس کا یہ مضمون ہے کہ جن شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کو صابریہ نے صابری سمجھ رکھا ہے وہ صابری نہین بلکہ سہروردی ہین۔

اب مین آپ کو ایک ماہ کی اجازت دیتا ہون کہ اگر آپ حیادار ہین تو اس مضمون کو ضیاء برنی سے ثابت کیجئے باقی صاحب ضیاء برنی رحمۃ اللہ علیہ کا یون لکھنا کہ شمس الدین ترک؁ سہروردی ہین یہ معنی نہین رکھ سکتا کہ جن شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا نام شجرۂ صابریہ مین داخل ہے وہ سہروردی ہین ہر زمانہ اور ہر قرن مین بہت سے بزرگ ہمنام ہوتے ہین۔ اور جو کہ آپ نے روایت سیر الاقطاب سے جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا قلندری ہونا ثابت کیا ہے اُس روایت مین یہ کہان لکھا ہے کہ جلال الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ قلندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت بھی ہوئے تھے جناب خلیل الرحمن صاحب اس قسم کی بہت سی نظیرین موجود ہین کہ اکثر بزرگون کو قبل از بیعت اُس قسم کا فیض اور عروج باطنی حاصل ہوا ہے۔ سب کتابون کا حوالہ دینا باعث طول ہے اس لئے سیر العارفین کی صرف ایک روایت پر اکتفا کرتا ہون صاحب سیر العارفین لکھتے ہین۔ کہ جس وقت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے انتقال فرمایا اُس وقت حضرت کی عمر ۱۵ سال کی تھی۔ جو باغ آپ کے والد صاحب؁ نے ملکیت مین چھوڑا تھا اُس کے ذریعہ سے آپ بسر اوقات فرماتے تھے

ایک روز ابراہیم قندوزی مجذوب باغ کی جانب کو آئے۔ خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے دوڑکر اُن کے ہاتھ پانون کو بوسہ دیا اور درخت کے نیچے بٹھاکر کچھ انگور پیش کئے اور باادب ہو کر بیٹھ گئے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خوشۂ انگور کو دانتون سے چباکر خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کے دہن مبارک مین دے دیا۔ اُس کے کھاتے ہی خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کا باطن نور سے منوّر ہو گیا کیون جناب خلیل الرحمن صاحب اس حصول فیض کے باعث آپ کے نزدیک خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابراھیم رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہین۔ حضرت اِس قسم کے جاہلانہ اقوال سے توبہ کیجئے حضرت جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کو قلندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اِسی قسم کا فیض حاصل ہوا تھا اور جو بعض شجرون مین قلندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام لکھ لیا گیا ہے وہ تبرّکاً ہے۔ آپ نے جناب مولوی محمد حسین صاحب مرادآبادی سے اِس قدر اَور بھی استفسار کر لیا ہوتا کہ یہ شجرہ تبرک ہے یا طریقت۔ اور جناب آپ خود اِسی رسالۂ جلوۂ جمال کے صفحہ ۴۸ پر لکھتے ہین کہ حضرت شیخ علی لالاؒ کو ۲۲۴ جگہ سے خلافت کا خرقہ ملا ہے اور حضرت مخدوم جہانیان جہان گشت رحمۃ اللہ علیہ کو کئی سو جگہ سے خرقۂ خلافت پہونچا ہے تو کیا آپ کے نزدیک ان حضرات کو اِس قدر بزرگون کا مرید طریقت اور خلیفہ صاحب ارشاد کہنا چاہئے۔ حضرت یہ آپ کی کم علمی کا باعث ہے یہ حضرات اور علاوہ اِن کے اَور اولیاے کاملین جن کو صدہا جگہ سے فیض صحبت اور خرقۂ تبرک عطا ہوا ہے وہ اُسی خاندان کے نام سے نامزد ہین جس خاندان مین اُن کو بیعت طریقت اور خلافتِ طریقت حاصل ہے۔ ایسے ہی حضرت مخدوم ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی کیفیت ہے کہ اُن کو اَور بزرگون سے بھی فیض حاصل ہے مگر اصل مین صابری ہی ہین۔

اِسی سوال کے متعلق مین نے یہ بھی لکھا تھا کہ اِن حضرات کی کیفیت بھی ایسی ہی تھی کہ جیسی حضور صلعم کے وصال کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کی حالت تھی کہ احادیث نبوی صلعم کو بطریق کتابت بھی جمع نہین کیا اِس کا جواب جلوۂ جمال کے صفحہ ۱۰۰ پر یہ دیا ہے۔

(**قولہ**) یہ بڑے مغالطہ کی بات ہے حضرت من احادیث نبوی صلعم کا بزمانۂ نبویؐ لکھا جانا بھی ثبوت کو پہونچا ہے۔

(**اقول**) جناب خلیل الرحمن صاحب یہ جواب میری تحریر کا نہین ہے بیشک کسی کسی صحابہ رضی اللہ عنہ کا ایک یا دو حدیث کو بوجہ خوف بھول جانے کے لکھ لینا ثابت ہے مگر میری تحریر مین لفظ کتابت ہے اور میری مُراد کتب احادیث کے لکھے جانے سے ہی آپ نے اِس کا ثبوت دیا ہوتا کہ فلان فلان حدیث کی کتاب رسول صلعم کے زمانہ مین لکھی گئی ہے جب آپ یہ جواب نہین دے سکے تھے تو آپ نے میرے قول سے اتفاق کیون نہین کر لیا ناحق کاغذ کو سیاہ کیا۔ اور آپ نے یہ جو لکھا ہے۔

(**قولہ**) صحابہؓ کو استغراق بالکل نہین تھا جب استغراق صحابہؓ تسلیم کیا جاوے تو اِس سے تمام سلسلۂ اسلام درہم وبرہم ہوتا ہے

اقول) جناب خلیل الرحمن صاحب آپ کا تو ایک فقرہ بھی جھوٹ اور افترا سے خالی نہین مین نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مستغرق الحال کہان لکھا ہے اور اگر بفرض محال مین لکھتا بھی تو بھی میرے مفہوم کے خلاف اور آپ کے مقصد کے موافق نہ ہوتا کیونکہ صاحبان مقام اور بقا کا استغراق ذاتی اور اہل حال اور فنا کا استغراق اور ہوتا ہی اہل مقام کا استغراق پابندی احکام ظاہری کو مانع نہین ہوتا ان اقسام استغراق کو کسی پیر طریقت سے حاصل کیجئے آپ جیسے مصنوعی پیر آگاہ نہین ہوسکتے یہ تو فرمایئے کیا استغراق یا حیرت حضور صلعم کی مانع احکام ظاہری ہوتی تھی حضرت توبہ کیجئے۔ اہل مقام کو ہر دم ایک تازہ استغراق ذاتی اور حیرت محمودہ ہوتی رہتی ہے اور وہ بال برابر بھی احکام ظاہری مین فرق نہین کرتے۔

اسی سوال کے متعلق مین نے یہ بھی لکھا تھا کہ مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پُرانوار بالہام حق حضرت شیخ عبدالقدوس قطب عالم گنگوہی ؒ نے بنوایا ہی اس کا جواب صفحہ ۱۰۱ پر یون دیتے ہین۔

قولہ) حضرت شیخ عبدالقدوس ؒ پر آپ کا سراسر بہتان ہے اگر آپ کے نزدیک یہ روایت سچی ہے تو آپ کو لازم ہے کہ اس کا ثبوت پہونچا دین۔

اقول) جناب پیر جی صاحب آپ کو اختلافات روایات سیر نے چکر مین ڈال رکھا ہے حضرت اختلافات کی وجہ سے کسی ایک راوی کے قول کو لے لینا داخل افترا نہین ہے البتہ آپ نے مجھ پر افترا کیا ہے کہ تو نے تعمیر مزار کی یہ کیفیت گلزار حقیقت صابری سے لکھی ہے سو یہ آپ کا کھلا ہوا افترا اور جھوٹ ہے کیونکہ مین نے حوالہ کسی کتاب کا نہین دیا ہے مگر ہان یہ مضمون مین نے انوار العارفین سے لکھا ہے جو گلزار حقیقت صابری سے اوّل کی ہے اور جو اختلاف آپ نے لکھا ہے کہ کسی کتاب کی روایت مین لکھا ہے شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے مقبرہ بنوایا اور سیر الاقطاب مین ہے کہ مجاورون نے بنوایا اور ترجمۂ سیر الاقطاب مین ہے کہ بادشاہ جہانگیر نے بنوایا۔ سو حضرت یہ بھی آپ کی عقل کی خرابی ہے۔ حضرت صاحبان عقل سلیم ایسی غیر ضروری روایات مین یون تطبیق کر لیا کرتے ہین ممکن ہے کہ کچھ عمارت کسی نے اور کچھ کسی نے اور کچھ کسی نے بنوائی ہو اس وجہ سے راویون مین اختلاف ہے مگر جن لوگون کے دلون مین دریاے حسد موجزنی کر رہا ہے وہ اس قسم کے اختلاف کی وجہ سے اعتراض کر دیتے ہین۔

جناب خلیل الرحمن صاحب اب مین اپنے اُس جواب تحقیقی کو لکھتا ہون جو مین نے اس سوال کے متعلق دیا تھا اور جسکے جواب الجواب دینے سے تمھارا دل کانپ گیا اور تمھارے بدن مین رعشہ پڑ گیا تمھاری آنکھین پتھرا گئین اب پھر غور سے سُنئے اور جواب دیجئے ذات شیخ محیط اعظم ہوتی ہے اُس کے طالب جو جگہ اپنے علم و یقین مین مقرر کر لیتے ہین ذات شیخ اُسی جگہ اپنے طالبون کو فیضیاب کرتی ہے۔ پیر جی صاحب آنکھین کھول کر دیکھئے تمامی ذرات عالم مین ذات شیخ ہی موجود ہے۔ آپ نے میرے اس تحقیقی جواب کا یون جواب الجواب دیا ہوتا کہ ذات شیخ محیط اعظم نہین ہے یا میری تحریر کو قبول کر لیا ہوتا آپ نے اس مضمون کا جواب تو درکنار جلوۂ جمال مین نقل تک بھی تو نہین کیا اس وجہ سے یہ دونون سوال آپ کے بوجہ آپ کی درماندگی اور سکوت کے جیسے قول فیصل مین رد ہو گئے تھے ویسے ہی

رسالہ ہذا مین بھی مردود ہو گئے۔
اب مین آپ کے سوال نہم کے جواب الجواب کو ہدیۂ ناظرین کرتا ہون مین نے اِس سوال نہم کے جواب مین ازروے تحقیق یون لکھا تھا کہ اہلِ تصوف نے اپنی کتابون مین یون لکھا ہی اللہ تعالےٰ جس قوم کو برباد کرنا چاہتا ہے اُس قوم پر ابدال عبدالقاہر کو بمنصب ابدالیت مامور کرتا ہی۔ ابدال عبدالقاہر کی ماموریت باعث بربادی اُس قوم کی ہوتی ہے اِس کا جواب آپ نے جلوۂ جمال کے صفحہ ۱۰۶ پر یون دیا ہے۔
(قولہ) اٰمَنَّا بِذٰلِکَ وَصَدَّقْنَا بِہٖ۔ لیکن بعد تبلیغ و اتمام حجت ایسا ہوتا ہی۔
(اقول) جناب خلیل الرحمن صاحب افسوس باوجود پیر ہونے کے آپ کو اِس قدر بھی تمیز نہین کہ بعثت انبیاء علیہم السلام کس شان کے ساتھ اور ماموریت ابدال عبدالقاہر کس شان کے ساتھ ہوتی ہے اگر آپ کسی شیخ راہ یافتہ کے زیرِ دامن پرورش پاتے اور اُس کی خدمت کرتے تو آج ایسی بے تُکی اور بھونڈی بات نہ لکھتے۔ لیجئے اب مین آپ کو کسی قدر بتائے دیتا ہون۔ انبیاء علیہم السلام مین باوجود جامع جمیع اسماء ہونے کے بوجہ تبلیغ احکام اسماء جمالی ہی غالب رہتے ہین۔ کیونکہ یہ حضرات اکمل بروزِ رحمۃ للعالمین ہوتے ہین اور ابدال عبدالقاہر مین بوجہ ماموریت اُس منصب کے باوجود جامع جمیع اسماء ہونے کے اُن ہی اسماء کا غلبہ ہوتا ہی جو باعثِ انعدام عالم ہین۔ علاوہ اِس کے انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ اور اتمام حجت تمامی اسماء جمالی اور جلالی کی تکمیل کے واسطے ہوتی ہے۔ مظاہرانِ جمیع اسما انبیاء علیہم السلام ہی کے قدوم کی بدولت اپنے اپنے مقام خاص سے فائز ہوتے ہین اور جو زمانہ تبلیغ انبیاء علیہم السلام مین گذرتا ہے اُس کی تقدیم وتاخیر اعتباری ہوتی ہے۔ جس کو ظاہر بینانِ کور باطن زمانی سمجھتے ہین اور ابدال عبدالقاہر کی ماموریت جس خاص منصب پر ہوتی ہی تقاضا اُس کا یہ ہی ہے کہ بلا تقدیم وتاخیر اپنا کار منصبی انجام دے۔ جناب خلیل الرحمن صاحب آپ اِس ضروری مسئلہ سے آگاہ نہین اور یہ ہی عدم واقفیت باعث اس کا ہی کہ آپ نے بلا تمیز بعثت انبیاء علیہم السلام و ماموریت ابدال عبدالقاہر کو یکسان تصور کر لیا اور اسی وجہ سے آپ اُن خرق عادات سے جو بشان قہاری بذریعۂ ابدال عبدالقاہر ظہور مین آتی ہین منکر ہو گئے اور پیر طریقت ہو کر مثل ظاہر بینان کور باطن کے آشنا نہ سمجھے کہ یہ افعال بہ ارادۂ حق فانی فی الحق سے ظہور مین آتے ہین ۹

چون قبول حق بود آن مرد راست دست او در کارہا دستِ خداست

چنانچہ آپ نے صفحہ ۱۰۷ پر لکھا ہے۔
(قولہ) یہ واقعات خرق عادات مین داخل نہین ہو سکتے قرآن شریف اور حدیث کے خلاف ہین۔
(اقول) جناب خلیل الرحمن صاحب آپ نے کوئی دلیل قران وحدیث سے ایسی پیش نہین کی کہ جس سے یہ ثابت ہو جاتا کہ اِس قسم کے خرق عادات یا معجزات باین دلیل داخل معجزات یا خرق عادات نہین بھلا بلا دلیل آپ کے اِس قول کو جو قطعی قرآن وحدیث سے خلاف ہے کون قبول کرے گا۔ جناب قرآن وحدیث میرے قول کے موئد اور آپ کے قول کو مردود کرتے ہین۔ طوفانِ نوح علیہ السلام۔ غرقی فرعون مع ہمراہیان اور قتل بنی اسرائیل کو جس کی تعداد چالیس ہزار تک تھی ملاحظہ فرمائیے۔ ایسے ہی دیگر انبیاء علیہم السلام

واقعات کو قرآن اور حدیث مین دیکھئے اور گروہ اولیاء سے حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ دیکھئے خود بخود ظاہر ہو جاویگا کہ اِس قسم کے واقعات داخل خرق عادات ہین یا نہین۔ پیرجی صاحب جب آپ میرے تحقیقی جواب کو امنا وصدقنا لکھکر قبول کر چکے تھے تو پھر آپ نے صفحہ ۷۰ پر یہ کیون لکھا

(قولہ) کجا جہاد منجانب رحمانی اور کجا جذبۂ نفسانی۔

(اقول) پیرجی صاحب اللہ پاک آپ کو ایسے ناپاک توہمات سے نجات بخشے جناب جیسے جہاد منجانب اللہ ہے ویسے ہی ابدال عبدالقاہر کا برباد کرنا بھی اللہ ہی کی جانب سے ہوتا ہی اور جوکہ آپ نے اس سوال کے متعلق خلاف مبحث حاشیہ پر الہ بخش خبیث کا ذکر لکھا ہے وہ الہ بخش خبیث آپ ہی کو مبارک ہے الخبیثات للخبیثین۔

لیجئے اب اپنے سوال دہم کے جواب کے جواب الجواب کا جواب سُنئے۔ مین نے اس سوال کے متعلق سیدھا مضمون لکھ دیا تھا کہ کلیر شریف مین بارہ سال تک برق جلال صابری کا کوندنا اکثر کتابون مین لکھا ہی اور اصل کیفیت باین طور لکھدی تھی کہ مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کا فیض فیض ذاتی ہے اور فیض ذاتی دو قسمون یعنی الوہیت اور ربوبیت پر منقسم ہوتا ہے اور فیض اُلوہیت کی کیفیت بھی بتادی تھی کہ وہ صاحب تجلی کے وجود کو تاراج کر دیتا ہی اور یہ بھی سمجھا دیا تھا کہ تجلیات ابتدائی مین ایک تجلی مثل برق کے بھی ہوتی ہے اِس کا جواب جلوۂ جمال کے صفحہ ۱۵ پر یون دیا ہی۔

(قولہ) اِس وقت مین آپ کی ایک اصطلاح خود گھڑت کا جواب لکھتا ہون جناب من آپ نے فیض ذاتی کو دو قسم پر منقسم کیا ہے اور اُس کا کوئی ثبوت پیش نہین کیا مین عرض کرتا ہون کہ فیض ذاتی کو دو قسم پر تقسیم کرنا اور دو ہی قسمون مین محدود کرنا سراسر غلط ہی۔

(اقول) جناب خلیل الرحمن صاحب لفظ خود گھڑت نے بخوبی ثابت کر دیا کہ آپ خود رو پیر ہین اور اِس کل قول نے آپ کی پیری اور پیرزادگی کا بھانڈا پھوڑ دیا یہ تو فرمائیے کہ فیض ذاتی کا دو ہی قسمون پر تقسیم اور محدود کرنا غلطی مین داخل ہے یا صرف محدود ہی کرنا غلطی مین داخل ہی جناب مین نے فیض ذاتی کو دو قسمون مین محدود کیا آپ نے اسی صفحہ مین یہ لکھکر کہ فیضان الٰہی کے یہ ہی چار بحر ہین چار قسمون مین محدود کیا۔ تو محدود کرنے مین مین اور آپ دونون برابر ہو گئے۔ جناب خلیل الرحمن صاحب مین نے فیض ذاتی کو محدود نہین کیا یہ آپ کی تحقیق کا نقصان ہے جناب پیر محقق صاحب کسی لامحدود شئی کا برائے تفہیم دو قسم پر منقسم کرنا باعث اُس کی محدودیت کا نہین ہوتا۔ آنکھین کھول کر دیکھئے تعینات الٰہیہ مین تقدیم وتاخیر اعتباری موجود ہے یعنی لاتعین اور تعین اول اور تعین ثانی اگر کوئی آپ جیسا عقلمند اس تقدیم اور تاخیر کو واقعی اور زمانی سمجھے تو یہ اُس کی عقل کا قصور ہے۔ جناب تقدیم وتاخیر اعتباری کی وجہ سے اعتراض تعدد وتکثر ہو نہین سکتا ایسے ہی فیض ذاتی پر قیاس فرمالیجئے کہ وہ بحد ذاتہٖ خود لامحدود ہے اُس کا اُسی کی دو لامحدود شانون یعنی اُلوہیت اور ربوبیت مین تقسیم کرنا باعث محدودیت نہین ہوسکتا جناب پیر محقق صاحب جیسے فیض ذاتی لامحدود ہے ویسے ہی اُس کی اُلوہیت اور ربوبیت بھی لامحدود ہے اور یہ جو آپ نے لکھا ہی کہ تو نے کوئی ثبوت نہین دیا جناب مین تو آپ کو پیر طریقت جانتا تھا اس واسطے اِس کا ثبوت نہین دیا تھا چونکہ اِس کا تعلق سیر اسما سے ہی اور سیر اسما پیران طریقت کی تعلیم اول ہے

مگر افسوس ہی کہ آپ اِس سیر سے بے بہرہ ہین چنانچہ آپ کا یہ فقرہ آپ کے بے بہرہ ہونے پر دال ہے کہ اُلوہیت اِنھین چار صفت سے چمکتی ہے۔ یعنی ربّ العالمین الرّحمٰن الرّحیم مالکِ یوم الدین۔ جناب پیر محقق صاحب یہ قول آپ کا جمہور اہل تصوف کے خلاف ہے۔ جناب خلیل الرحمٰن صاحب اُلوہیت تو اپنی طرف ظہور مین لا محدود صفات اور اسماء اور افعال اور احکام اور آثار مین نمودار اور چمک رہی ہے بلکہ اُلوہیت ہی تمامی ذرّات عالم مین بصُور ذرات عالم موجود بالوجود ہے۔ افسوس بلکہ صد ہزار افسوس کہ باوجود پیر ہونے کے آپ کی آنکھین اس پاک سیر سے محروم ہین۔

لیجیے اب ہوشیار ہو جائیے فیض ذاتی اور تجلی ذاتی کی کسی قدر تفصیل سُنئے جناب پیر جی صاحب فیض ذاتی یعنی تجلی ذاتی دو قسم سے عالم و عالمیان کو فیضیاب کر رہی ہے جس کو اہل تصوف نے تجلی ذاتی اور تجلی صفاتی سے تعبیر کیا ہے اور اُن دو قسمون کی دو دو قسمین ہین۔ اوّل تجلی ذاتی کے اقسام بیان کرتا ہون۔ تجلی ذاتی کی دو قسمین ہین تجلی الوہیت اور تجلی ربوبیت۔ تجلی اُلوہیت حضور صلعم اور تابعان حضور صلعم کے واسطے مخصوص ہے۔ یہ تجلی اُلوہیت ہی کی اشارت ہی کہ ذات مطلق نے وجود حضور صلعم کے عوض مین اپنی اُلوہیت کا اثبات فرمایا جیسا کہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ سے ظاہر ہے۔ ہان تجلی ربوبیت سے دیگر انبیا علیہم السلام فائز ہوئے ہین جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام بروقت تجلی کے بیہوش ہوئے اور پہاڑ پارہ پارہ ہوا مگر ربوبیت اپنا کام کئے گئی۔ جس کی وجہ سے وہ باقی رہے جیساکہ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ سے ظاہر ہے۔ جیسے وہان حضور صلعم کے واسطے اسم اُلوہیت یعنی اللہ فرمایا یہان ربّ فرمایا۔ یہ کیفیت تو تجلی ذاتی کے اقسام کی تھی۔

اب تجلی صفاتی کا حال سُنئے تجلی صفاتی کی بھی دو ہی قسمین ہین۔ ایک تجلی صفات جلال۔ دوسری تجلی صفات جمال۔ اور اِن قسمون کی بھی چار قسمین ہین مین اوّل تجلی صفات جمال کی دو قسمین بیان کرتا ہون اُس مین سے ایک کو تجلی صفات ذاتی کہتے ہین اور دوسری کو تجلی صفات معنوی کہتے ہین اِن مین سے تجلی صفات ذاتی دو قسم پر ہوتی ہے۔ جن کو صفات نفسی اور صفات معنوی کہتے ہین۔ صفات نفسی اُس کو کہتے ہین کہ جو ذات پر عینیت کے ساتھ دلالت کرتی ہے۔ جیسے موجودی واحدی قائم بہ نفسی جس صاحب تجلی پر صفت نفسی بہ صفت موجودی متجلی ہوتی ہی وہ لیس فی جبّتی سوی اللہ کا نعرہ بلند کرتا ہے اور جس پر صفت نفسی بہ صفت قائم بہ نفسی متجلی ہوتی ہی وہ سبحانی ما اعظم شانی کا دعویٰ کرتا ہی۔ یہ کیفیت تجلی صفات ذاتی کی قسم صفات نفسی کی تھی۔ اب صفت معنوی کا حال سُنئے صفت معنوی اُس صفت کو کہتے ہین جو ذات پر مُعیّت کے ساتھ دلالت کرتی ہی۔ جیسے کہ صفت حیات و علم و ارادت و قدرت سماع و بصر۔ کلام۔ صفت معنوی جس پر بصفت علم متجلی ہوتی ہی وہ صاحب علم لدنی ہوتا ہی جیسے حضرت خضر علیہ السلام۔ اور جس پر بصفت قدرت متجلی ہوتی ہے اُس کو یہ مرتبہ حاصل ہوتا ہے وما رمیت اِذ رمیت و لٰکنّ اللہ رمٰی اور یہ قدرت حاصل ہوتی ہی کہ ایک اشارہ سے چاند کو دو ٹکڑے کر دینا اور سورج کو روک دینا۔ اور جس پر بصفت ارادت متجلی ہوتی ہے تو جو کچھ وہ صاحب تجلی چاہتا ہی وہ ہی اللہ بھی چاہتا ہی۔ چنانچہ حضرت عثمان حیری رحمۃ اللہ علیہ پر یہ تجلی متجلی تھی تو فرماتے تھے کہ تیس سال سے جو کچھ مین چاہتا ہون وہی میرا اللہ بھی چاہتا ہی۔ اور جس پر بصفت سمیعی متجلی ہوتی ہی

اُس کا یہ حال ہوتا ہے کہ چیونٹی تک کی آواز سُنتا ہے جیسا کہ سلیمان علیہ السلام۔ اور جس پر بصفت بصیری متجلی ہوتی ہی اُس کو مشاہدۂ دائمی حاصل ہوتا ہی۔ اور جس پر بصفت حیات متجلی ہوتی ہے اُس کو حیات ابدی حاصل ہوتی ہی جیسے خضر و انیاس علیہم السلام۔ اور جس پر بصفت کلام متجلی ہوتی ہے وہ کلام بے زبان سے فائز ہوتا ہے جیسے کلم اللہ موسےٰ تکلیما۔ یہان تک جو کیفیت لکھی گئی وہ صفات معنوی کے اقسام ذاتی کی تھین۔ اب کیفیت صفاتِ فعلی کی ملاحظہ فرمائیے۔ صفات فعلی وہ صفات ہین کہ جن کا تعلق افعال سے ہے جیسے خالق و رزاق و رب وغیرہ تو صفت فعلی جس پر بصفت رزاقی متجلی ہوتی ہے تو اُس کو نفقۃ الغیب حاصل ہوتا ہی جیسے حضرت مریم۔ اور جس پر صفت فعلی بصفت خالقی متجلی ہوتی ہے تو وہ مُردون کو زندہ کرتا ہے جیسے عیسیٰ علیہ السلام اور سب سے بڑھ کر حضور صلعم۔ اور جس پر صفت فعلی بصفت ممیت متجلی ہوتی ہے وہ جس کی طرف نظر کرتا ہی وہ مر جاتا ہے چنانچہ ایک روز بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ پر تجلی ممیت متجلی تھی اُس وقت اُن کے سامنے حضرت ابو تراب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید آگیا فوراً ہی مرگیا مگر افسوس خلیل الرحمن صاحب آپ کو اِن تجلیات کے خبر نہین نہ آپ کے معاونین کو خبر ہے اسی لاعلمی کے باعث اِسی قسم کے صاحبان تجلی پر اعتراض نا جائز کرتے ہین۔ یہان تک صفاتِ جمال کی تصریح تھی اب تجلی صفات جلال کا حال سُنئے۔ اُس کی بھی دو قسمین ہین یعنی صفات جلال ذاتی و صفات جلال فعلی۔ صفات جلال ذاتی کی بھی دو قسمین ہین ایک صفات جلال جبروت دوسری صفات جلال عظمت۔ جس وقت صفت جلال ذاتی بصفت عظمت کسی پر متجلی ہوتی ہی تو اُس وقت صاحب تجلی پر ایک نور ظاہر ہوتا ہے جس کی عظمت سے صاحب تجلی کی صفت انسانیت محو ہو جاتی ہے۔ اِس حالت مین صاحب فنا کو تمیز فنا بھی نہین رہتی۔ یہی تجلی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہوئی تھی صاعقہ اسی سے عبارت ہے اسی حالت مین تجلی ربوبیت نے اپنا کام کیا تھا اُسی کی بدولت موسیٰ علیہ السلام قائم رہے اور یہ ہی تجلی عظمت کسی پر بصفت حیّ و قیومی متجلی ہوتی ہے جس کی بدولت فناء الفنا بقاء البقا نصیب صاحب تجلی ہوتی ہے اور ایک نور ایسا ظاہر ہوتا ہی کہ پھر وہ کبھی پوشیدہ ہی نہین ہوتا گویا ایسا آفتاب طلوع ہوتا ہے کہ اُس کو غروب ہی نہین۔ یھدی اللہ لنورہٖ من یشاء مین اسی نور دائمی کی طرف اشارہ ہی گویا اس تجلی کے صاحبان تجلی صاحب تمکین ہوتے ہین۔ اور کسی پر صفت جلال ذاتی بصفت کبریائی و قہاری متجلی ہوتی ہے اُس وقت صاحب تجلی محو در محو اور غرق در غرق ہوتا ہے گویا یہ صاحب تجلی صاحب حیرت ہوتا ہی۔ جناب خلیل الرحمن صاحب آپ نے اسی حالت کی لاعلمی کے باعث صحابہؓ کے استغراق ذاتی سے اِنکار کیا ہے یہ گمان آپ کا لغو ہی یہ وہی تجلی ہے کہ جہان حضور صلعم نے نعرۂ از دیاد حیرت بلند فرمایا ہے جن کی ذات پاک ازل سے ابد تک وما صاحبکم بمجنون کے شایان ہے صاحب اِس تجلی کا ہر دم نعرۂ رب زدنی علما بلند کرتا رہتا ہے۔ جس وقت یہ صفت جلال بصفت قہاری بذریعہ کسی مظہر کامل کسی قوم پر متجلی ہوتی ہی تو وہ قوم فوراً ہی بلا تاخیر تجلی قہاری مین محو اور فنا ہو جاتی ہی یہ ہی صفت جلال قہاری جس وقت بصفت قہاری موجودات پر متجلی ہوگی فوراً ہی بلا تقدیم و تاخیر قیامت قائم ہو جاویگی اور ندا لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار

بلند ہو گی۔ جناب پیرجی صاحب جس وقت تجلی قہاری متجلی ہوتی ہے اُس وقت اُس کے احکام و آثار مرتب ہوتے ہین ایک آنِ واحد کی بھی تقدیم و تاخیر نہین ہوتی۔ انبیار علیہم السلام جس وقت تک کسی دوسری تجلی مین رہتے تھے پند اور وعظ مین مصروف رہتے تھے مگر جس وقت یہ تجلی قہاری اُن پر متجلی ہوتی تھی فوراً ہی قومین کی قومین غرق اور ہلاک ہو جاتی تھین

جناب پیرجی صاحب اگر آپ ان تجلیات کی کیفیت سے آگاہ ہوتے تو ہرگز بھی اس قسم کے صاحبان تجلی کے افعال کو خلاف شرع نہ کہتے۔ پیرجی صاحب افسوس تو یہ ہی ہے کہ آپ اہل تصوف کے واقعات مین تو بحث کر رہے ہین اور تصوف کی آپ کو خبر نہین۔ اب مین آپ کے اطمینان کے واسطے یہ بھی لکھے دیتا ہون کہ یہ تحریر میری طبعی نہین ہے حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابرین اہل تصوف کی تصنیفات مین تلاش کیجئے ضرور پاؤ گے اور جو بذریعہ شغل حاصل کرنا چاہتے ہو تو مجھ خادم صابریہ کے پاس تشریف لائیے انشاء اللہ تعالےٰ تھوڑے ہی عرصہ مین ایک شغل سلطان الاذکار کی بدولت کل تجلیات مین اطمینان ہو جاویگا۔

جناب پیرجی صاحب اگر آپ ابھی نہ سمجھے اور مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کے خرق عادات پر اعتراض ہی کئے جاؤ گے تو آپ کا خدا حافظ ہے مین نے اس تحریر مین آپ کے اور آپ کے معاونین کے کل خطرات کو دریا برد کر دیا ہے کہ جو دربارہ کرامات مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کے آپ کے دلون کو گھیرے ہوئے ہے

اسکے حضرات ناظرین اسی جواب کے متعلق مین نے یہ بھی لکھا تھا کہ جیسے حضور صلعم کے واقعات اور معجزات ایک عرصہ کے بعد کتب احادیث مین درج ہوئے تھے اسی طرح بزرگان سلسلۂ صابریہ نے ایک عرصہ کے بعد بضرورت وقت ان واقعات کو درج کتب فرمایا جیسے بوجہ اجماع امت احادیث پر ہمارا الیقین ہے ویسے ہی بوجہ ثقاہت اولیا رسلسلۂ صابریہ ان واقعات پر ہمارا الیقین ہے۔ اس کا جواب جناب خلیل الرحمن صاحب نے باین طور عنایت فرمایا ہے۔

(قولہ) اگر یہ ہی بات ہے تو شیعون کا کیا قصور ہے وہ بھی تو یہ ہی کہتے ہین جو آپ کہتے ہین۔

(اقول) جناب خلیل الرحمن صاحب اس کا نام جواب نہین ہے۔ حضرت یہ تو مین بھی کہہ سکتا ہون کہ جیسے خارجی دعوی لاطائل کرتے ہین ویسے ہی جمالی بھی کر رہے ہین میری یہ دلیل آپ کے مقابلہ مین اس وجہ سے قوی ہے کہ سلسلۂ عالیہ صابریہ زمانۂ مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ سے مثل آفتاب درخشندہ کے طلوع کئے ہوئے ہے اُس پر کسی ایک نے بھی اعتراض نہین کیا یہان تک کہ آپ کے باپ حبیب الرحمن صاحب کا بھی کوئی قول اعتراضی سلسلۂ صابریہ کی نسبت موجود نہین ہے البتہ آپ ایک ایسے سعادت مند پیدا ہوئے کہ آپ نے مثل رافضیون اور خارجیون اور معتزلہ اور دیگر بہتر فرقون کے خاندان چشتیہ مین خروج کیا ہے۔ اب فرمائے کہ اس خروج کی بدولت جو آٹھ سال سے ہوا ہے رافضی اور خارجی کون بنا جناب پیرجی صاحب آپ کے ساتھ تو دو چار عبد الدنیا اور عبد الدینار اور عبد الشہرت اور سو پچاس رنگریز منہیار وغیرہ ہی ہین حضرت اسی ہندوستان مین مثل آپ کے جس وقت جونپور مین مہدی کاذب نے خروج کیا تھا تو چھ ماہ کے عرصہ مین اُس مردود کے ہمراہ سولہ ہزار عقل کے دشمن ہو گئے تھے اور ایک عرصہ تک اُس نے عروج کیا تھا آپ نے تو خروج کرتے ہی بمقابلۂ فرقہ ناجی وہ ذلت

ادھائی کہ آپ کا دل ہی خوب جانتا ہی۔
لیجئے جناب خلیل الرحمٰن صاحب آپ کو مبارک ہو کہ مین آپ کے رسالہ جلوۂ جمال کے جمال کو جمال عارضی ثابت کر چکا اور ناظرین پر آپ کی چالاکیون اور افترا بندیون اور کتر بیونت کو بھی ظاہر کر چکا اب جو اعلان مین نے رسالۂ ہذا مین لکھے ہین اُن کا جواب میعاد معین کے اندر عنایت فرمایئے اور بحالت مجبوری اور سکوت قول فیصل اور رسالۂ ہذا سے اتفاق کر کے اعلان کیجئے اور توبہ نامہ شائع کرائیے الدلیس باقی ہوس۔
جناب خلیل الرحمٰن صاحب بعد ختم کرنے رسالۂ ہذا کے آپ سے اس قدر اور عرض کرتا ہون کہ رسالۂ جلوۂ جمال جو بظاہر امان خان کے نام سے شائع ہوا ہی میرے علم و یقین مین آپ ہی کی طبع آرائی کا نمونہ ہی کیونکہ مجکو آپ کے چند مریدون سے قطعی طور پر قبل از اشاعت معلوم ہو چکا ہی کہ آپ نے اپنے فلان فلان مریدون سے اس امر کی استدعا کی تھی کہ تم اپنے نام سے اسکو شائع کراؤ آخرکار امان خان صاحب نے منظور کیا اور آپ نے اُن کے نام سے شائع کرایا اس لئے مین نے اس رسالہ مین اوّل سے آخر تک آپ ہی کو مخاطب کیا ہی اور اسی طور سے مین نے قول فیصل مین بھی آپ ہی کو مخاطب بنایا تھا۔ اس واسطے مجکو اس کا ظاہر کرنا ضرور ہوا کہ جو اعلان میعادی رسالۂ ہذا مین لکھے گئے ہین اُن کے جوابات کے آپ خود ہی جواب دہ ہین۔ باقی جو پانچ شرطین جلوۂ جمال کی لکھی ہین وہ بے معنی اور لغو ہین کوئی ماہر فن مناظرہ ان شرائط کو توقیر کی آنکھ سے نہین دیکھ سکتا۔ کیا کوئی جواب دینے والا اپنا وقت عزیز ضائع کر کے خلاف مبحث تحریرات کا جواب جو محض عقب گذاری کی غرض سے لکھی ہین دے سکتا ہے فن مناظرہ کا اصول یہ ہی ہے کہ جس اصول اور مقدمہ بحث کا دارمدار ہو اُسی پر قائم رہ کر احقاق حق کرنا چاہیئے باقی جو اعتراضات درمیانی پیدا ہو جاتے ہین اُن کا فیصلہ بعد فیصلہ اصلی مقدمہ کے ہونا چاہیئے اکثر چالاک مناظر جو اپنے دعوی مین ضعیف ہوتے ہین اسی قسم کی چالاکی کر کے جان بچایا کرتے ہین۔ اب مین آپ سے ہی پوچھتا ہون کہ اس پاک بحث مین حسمین اولیاء کاملین کے واقعات کی بحث ہی آپ نے الہ بخش خبیث کا جو ذکر لکھکر کاغذ کو سیاہ کیا ہے کیا یہ تحریر آپ کی خلاف مبحث نہین ہے۔ خوب یاد رکھئے رسالۂ ہذا اس قسم کی لغو اور بیہودہ بحث سے پاک ہے۔ اس مقام پر اس کا اظہار بھی ضروری ہے کہ قول فیصل مین جن مقدمات پر سوالات کے جوابات دئے گئے تھے اور جن کے جواب الجواب سے جلوۂ جمال خالی ہے اُنھین مقدمات پر رسالۂ ہذا مین بھی جوابات لکھے گئے ہین۔ کوئی فضول اور بے کار بحث جو عقب گذاری پر دال ہو تی ہی نہین لکی گئی ہی آپ کو مناسب ہے کہ آپ بھی اگر جواب دے سکین تو اُنھین مقدمات کا جواب دین جو ضروری الجواب ہین باقی اس قسم کی بحث سے مجکو معاف رکھین کہ جیسے جلوۂ جمال مین دیوان صابر و الہ بخش خبیث وغیرہ وغیرہ کی لکھی ہے۔ جناب خلیل الرحمٰن صاحب یہ پاک بحث پاک بندون کے واقعات کی ہے بازاریون کی لڑائی نہین۔ آپ ہمیشہ اس قسم کی تحریرات سے پرہیز کیجئے آئندہ آپ کو اختیار ہے۔ وما علینا الا البلاغ

تمّت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حق حق حق

صورة ماهذبه الاديب اللوذعی وشذبه الاريب الالمعی القشمشم الاعظم والغطمطم الافخم الصوفی الصافی المثبت النافی رئیس الاصفیا عریف العرفا جامع الشریعة والطریقة مجمع البحرین مولنا الحکیم الحافظ الحاج المولوی الشاہ محمد حسین صاحب المحب اللّٰهی الفریدی الفاروقی نسباً الچشتی الصابری مشرباً دام فیوضه

الحمد لمبدء الکل والصلوٰة والسلام علی سیدنا و نبینا خاتم الرسل وعلی اٰله وصحبه واولیاء امته هداة السبل -

باہوشم و مدہوشم از جام علی صابر — جان و دل من قربان بر نام علی صابر
ہنگام صبوحی شد اے پیر مغان برخیز — یک جرعہ بجامم ریز از جام علی صابر

دنیا مین حضرات صوفیۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا فرقہ بالکل تعصب سے دور نفسانیت سے پاک تھا ان کو کسی سے مناقشہ کسی سے جھگڑا نہ تھا ان کی دشمنی اپنے نفس کے ساتھ ان کا مجاہدہ ہمیشہ اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک کے مقابلہ مین تھا علماے ظاہر کی تو تو مین مین تو سننے مین آتی مگر ان حضرات کی تکرار کبھی سنی نہ جاتی تھی افسوس زمانہ کی خوبی سے اب وہ لوگ جو اس فرقہ مین اپنے تیئن معدود کرتے ہین نہایت بھونڈے اور نازیبا مباحث مین اپنی عمر عزیز کو صرف کرنے لگے ؎

لو اور خرابی ہوئی کس کس کو مین روؤن — دل پھٹ ہی چکا تھا کہ صداے جگر آئی

اور مباحث بھی ایسے بے سروپا جن کا نہ کچھ نتیجہ نہ کچھ حاصل یہ مسلمانون کا ادبار ہے کہ جو لوگ مصلح قوم بننے کے مدعی ہون وہ ان خرافات مین تضیع اوقات فرماوین ؎

دل کو روؤن یا جگر کا غم کرون — ایک مین کس کس کا اب ماتم کرون

اس وقت میرے پیش نظر تین کتابین ہین - ایک قول فیصل مصنفۂ شاہ صوفی جان صاحب مراد آبادی - دوسری اُس کا جواب مسمی جلوۂ جمال مولفۂ امان خان - تیسری تنبیہ الغوی علی الصراط السوی جواب الجواب قول فیصل از تصنیفات صوفی صاحب ممدوح - یہ تینون کتابین اُن توہمات کے ساتھ علاقہ رکھتی ہین جو خلیل الرحمٰن نامی ایک شخص مجہول الحال کو جو جمالی سلسلۂ اختراعی کے اویسی خلافت کے سرغنہ ہونے کے

مدعی ہین حضرت مخدوم الانام جناب سید علاء الدین علی احمد صابر قدس سرہٗ وافاضنا من برکاتہ کے خدام پاک کی بہ نسبت پیدا ہوئے ہین اُن توہمات کا استیصال تو اس سے پیشتر اَور حضرات نے جو سلسلۂ عالیہ صابریہ کے نام لیوا ہین پورے طور سے کر دیا تھا مگر قول فیصل مین جناب صوفی جان صاحب نے اُن توہمات فاسدہ اور تخیلات کاسدہ کو اس طور سے ہباءً منثورا کر دیا کہ کسی شخص کو جو ادنیٰ فہم و شرم سے بہرہ رکھتا ہو ہرگز موقع جواب دینے کا نہ تھا۔ مگر تعصب اور نفسانیت کا کیا علاج جس کے نصیب مین اولیاء اللہ کی پھٹکار لکھی ہو اُس سے اِس جنم داغ کو کون میٹ سکے من یضلل اللہ فلا ھادی لہ یون جواب لکھنے کو تو مُنہ مین زبان اور ہاتھ مین قلم ہے موزون ہو یا ناموزون جو راگ چاہیئے گاتے جائیے مگر حقیقت مین اس جواب کی ویسی مثال ہے کہ ایک جاہل نے ایک شاعر سے پوچھا کہ تو کیستی شاعر نے کہا من شاعرم۔ تو کیستی جاہل نے کہا من ماعرم شاعر نے تعجباً پوچھا ماعر کرا میگویند جاہل بولا شاعر کرا میگویند شاعر شاعر آنرا گویند کہ شعر گوید جاہل ماعر آنرا گویند کہ معر گوید شاعر معر چیست جاہل شعر چیست شاعر شعر آنرا گویند کہ وزن و قافیہ داشتہ باشد جاہل معر آنرا گویند کہ مزن و مافیہ داشتہ باشد شاعر معر خود بخوان جاہل شعر خود بخوان شاعر اے زرفتارت خجل درکوہ کبک جاہل می زمفتارت مجل درموہ مبک اگر ایسی ہی بے تکی ہانکنا ہے تو قیامت تک سلسلۂ جواب ختم نہین ہوگا فرض کیجیئے کہ خلیل الرحمن اور اُن کے انصار و اعوان کو اُس مقدس ذات کے وجود یا جود یا ولایت مین شبہ تھا جس کی غلامی کو بڑے بڑے اولیاے کمّل اپنا فخر جانتے ہین تو خاموشی اختیار کرتے اس کی کیا ضرورت تھی کہ کلمات توہین اور تحقیر سے دفتر کے دفتر کاغذ کے سیاہ کر دیئے۔ فرض کیجیئے کہ کسی غیر ولی کو اگر کسی نے بالفرض ولی جان لیا تو کوئی معصیت نہین۔ البتہ کسی ولی کی ولایت سے انکار کر کے اُس کی توہین اور تحقیر کے درپے ہونا بحکم من عادلی ولیاً فقد اذنتہ بالحرب جناب حق کو پیام جنگ دینا اور خلیل الرحمن سے اپنے تئین عدو الرحمن بنانا ہے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ خلیل الرحمن نے اپنی غلط فہمی سے یہ خیال کیا کہ اُن قدیم سلاسل اولیاء اللہ کے غلامون کی فہرست مین نام لکھانے سے کام نہ چلیگا صدہا مشائخ پرکھنے اور جانچنے والے ہر سلسلہ کے موجود ہین علم یا فقر یا کسی قسم کے فضل و ہنر کا سرمایہ تو پاس ہے نہین قلعی کھُل جاویگی **شعر**

اذا جاء موسیٰ والعصا   فقد بطل السحر والساحر

کوئی نیا طریقہ اختراع کیجیئے جس سے عوام کی نظر مین بھرم رہجائے جھٹ ایک نیا سلسلۂ جمالیہ جس کا نہ نام نہ نشان نہ اُس کے مشائخ سلسلہ موجود ایجاد کر بیٹھے۔ اور جب ماہران حقیقت نے اُس کا اختراعی اور ابتداعی ہونا ثابت کیا تو تاویل لاطائل کی پناہ مین گھُسے کہین سلسلہ کے اُویسیہ ہونے کی تاویل کرنے لگے کہین خلافت دست بدست کی ایک اصطلاح جدید گڑھ لی ؎

کی بناوٹ بہت سی باتون سے   پر کہین چھپتی ہے بنائی بات

یہ خیال کیا کہ عوام کی نظرون مین حضرت جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کے انقطاع قطبیت و سلسلہ کا خیال جما ہوا ہے اور اُس سلسلہ کے کسی درویش یا شیخ کا نہ پایا جانا اُس کی تائید کر رہا ہے اور واقعی ہو یا غیر واقعی اُس انقطاع کا ذریعہ حضرت مخدوم پاکؒ کی ذات پاک عوام کے اعتقاد مین مانی جاتی ہے اس لحاظ سے یہ سلسلۂ جدیدہ شاید نافہمون کے پھنسانے کا دام بن سکے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ اور سلسلۂ صابریہ کے فرضی ہونے کے

درپے ہوگئے اُس پر جو ذلتین اُٹھائین اُن کا دل ہی جانتا ہوگا مگر اپنی اُس جبلّی اور فطری عادت سے باز نہ آئے
اور جلوۂ جمال کو ایک غیر معلوم الاسم والجسم انسان کی طرف سے چھپوایا ؎

کیا کیا نہ خاک اُڑا کے دکھایا ہی اپنا اوج ۔۔۔ پر آسمان ہی کو زمین پر شرف رہا

میرے نزدیک ایسے کم فہم ناعاقبت اندیش لوگون کے جواب کی طرف التفات کرنے کی کسی کو کچھ حاجت نہین اس لئے کہ اوّل تو سوال ہی لاطائل ایسے شخص کے وجود باجود سے انکار پر مبنی جو آفتاب سے زیادہ مشہور کیا عوام کیا خواص کیا صوفیہ اور کیا علماے ظاہر حتی کہ ہنود بھی اُس کے معتقد اُن کے اور اُن کے مزار مقدس کے برکات اور کرامات کے قائل ایسے شخص کے وجود سے انکار کرنا یون ہے جیسے کوئی آفتاب کے وجود سے انکار کرے اس حیلہ سے کہ اُس کے نام مختلف ہین شمس بھی ہی سورج بھی ہی آفتاب بھی ہی ذُکا بھی ہی مہر بھی ہے نور بھی ہی خورشید بھی ہی غزالہ بھی ہی اور سیراً اولیا یا فلان کتاب مین اُس کا ذکر نہین ہے۔
فرمایئے ایسے شخص کا بجز اس کے کہ پاگل خانہ یا اندھے خانہ مین بھیجدیا جاوے کیا علاج ہے

سنگ دل کا اس سے بہتر ہی نہین ہرگز علاج ۔۔۔ ایسے دیوانہ کو زنجیراب پنہانا چاہیئے

اسد الغابہ مین اویس قرنی کے حال مین لکھا ہے وکان مالک ینکرہ الا ان شھرتہ وشھرۃ اخبارہ لا تسع احداً ان یشک فیہ۔ دوسرے وہ کتاب اپنا آپ ہی جواب ہے بقول شخصے کہ آن کتاب مدجواب آن کتاب چنانچہ تنبیہ الغوی کے دیکھنے سے ناظرین پر یہ بات روشن ہوجایگی کہ ہر اعتراض کا جواب معترض کے کلام سے دیا گیا ؎

وہ ہم نہین ہین فلک تو جسے بگاڑ سکے ۔۔۔ کدھر خیال ہے اتنی تری مجال نہین

مگر وہ لوگ جو حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاص حلقہ بگوش اور اُس ذات پاک کی غلامی مین وابستہ ہون اپنے آقاے نامدار کی نسبت کلمات ناملائم سُنین اور سُنکر خاموش رہجاوین توحمیت مین قصور یا عقیدت مین فتور صوفی صاحب بھی سلسلۂ عالیہ صابریہ کے نام لیوا ہین اُن کا جوش عقیدت ایسے کلمات توہین آمیز کے جواب دینے سے کیونکر رُک سکتا تھا۔ صوفی صاحب کو اللہ جزاے خیر دے کہ اُنھون نے جواب لکھنے مین اپنی گران قدر عمر کا ایک حصہ صرف کیا۔ حضرت مخدوم پاک کی ذات عالی سے ہندوستان کے قریب قریب تمام مسلمانون کو دلی عقیدت ہے صدہا خانقاہین اُس جناب کے منتسبین کی موجود ہزارون علما فضلا کو اُس جناب کی غلامی سرمایۂ فخر و ناز لکھوکھا آدمی ہندو مسلمان عیسائی آپ کے مزار اقدس کے جان نثار اور عقیدت مند ایسے شخص کی توہین اور تحقیر یقیناً تمام قلوب کے اشتعال طبع کی موجب ہے۔ دوسرے گو خلیل الرحمن کو اُن کی اعوجاج طبیعت نے صراط مستقیم سے بہت دور پھینک دیا مگر تاہم مسلمان کلمہ گو ہین بنظر اخوت اسلامی ہر مسلمان کو استحقاق حاصل ہے کہ دوسرے مسلمان کو ہلاکت کے مقام سے بچائے۔ صوفی صاحب کی غرض اس تصنیف سے محض یہ ہے کہ خلیل الرحمن اور اُن کے انصار و اعوان اولیاے کرام کی توہین سے باز رہین اور حضرات کاملین کی پھٹکار سے جو دونون جہان کی روسیاہی کا ذریعہ ہے اپنے آپ کو بچاوین۔ تیسرے خاصان حق کے حضور مین بے ادبی ایک مرض متعدی ہے جو محض بے ادبی کرنے والے تک محدود نہین رہتا بلکہ ایک جہان کو عقوبت اور نکال کے وبال مین سمیٹ لیتا ہی مولانا فرماتے ہین ؎

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد ۔۔۔ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

پچھلے زمانہ مین بے ادبون نے جب انبیاے مرسلین کے حضور مین بے ادبی کی اور اُس کی شامت سے مبتلاے عذاب

ہوئے تو اُن کے ساتھ بے گناہ بھی عذاب مین شریک کیے گئے بے ادب تو بے ادبی کی شامت سے اور بیگناہ خاموش رہنے اور تنبیہ نہ کرنے کی علت سے - صوفی صاحب نے یہ خیال کیا کہ مبادا یہ مرض اَور ترقی کر جائے اور اس بے ادبی کا نتیجہ بمقتضاے عادت الٰہی خلیل الرحمن اور اُن کے انصار و اعوان ہی کو نہین بلکہ ایک جہان کو مبتلاے بلا کرے اس لئے بنظر خیر خواہی عامۂ خلایق اُن کے ان تخیلات لاطائلہ کے استیصال کی طرف توجہ فرمائی -

خلیل الرحمن جمالی بنتے یا جلالی وہمی بنتے یا خیالی کسی کو کیا غرض تھی کہ اُن کے پیچھے پڑتا اُنھون نے حضرت مخدوم پاک کی جناب مین جب بے ادبیان کین تو یہ سب ذلتین اُن کو اُٹھانی پڑین جس کو اُن کا دل ہی جانتا ہوگا - مین نے جلوۂ جمال کو دیکھا اور اس کے بیشتر کرشمۂ جمال بھی دیکھا تھا خلیل الرحمن کو نفسانیت اور حُب جاہ و شہرت نے چند زعمی توہمات مین پھنسا رکھا ہے اور اُنھین توہمات پر اُن کے اِن دونون رسالون بلکہ ساری تحریرات کا میری سمجھ مین مبنا ہے - سیر الاولیا مین مخدوم پاک کا حال نہین - [2] سیر الاولیا مخدوم پاکؒ کے قریب زمانہ کی تالیف ہے اُس مین مخدوم پاکؒ کے حالات کا نہ ہونا اُن کے عدم وجود کی دلیل ہے - [3] مخدوم پاک کا بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خواہرزادہ یا داماد ہونا ثابت نہین اور جو خواہرزادہ ہین وہ نہین جن کی طرف سلسلۂ صابریہ منسوب ہے - [4] سیر الاولیا مین جن صابر کا ذکر ہے وہ اَور ہین - [5] جن کتب مین مخدوم پاک کا حال ہے وہ مخدوم پاک کے زمانہ کی تصنیف نہین - [6] وہ کتابین جن مین مخدوم پاک کا مذکور ہے صابریون کی تصنیف ہین - [7] اور جو غیر صابریہ کی ہین اُن مین مخدوم پاک کا ذکر صابریون کا الحاق کردہ ہے - [8] مخدوم پاک کے نام مین اختلاف ہے اِس لئے مسمّٰی اُن اسما کے مختلف ہین - [9] مخدوم پاک کی تاریخ وفات مین اختلاف ہے اس لئے اُن کا وجود نہین - [10] مخدوم علاء الدین علی احمد صابر یہ نام کسی کتاب مین نہین - [11] قطب جمال ہانسوی نے اُن کا خلافت نامہ پھاڑ ڈالا اور پھر دوسرا خلافت نامہ اُن کو نہ ملا - [12] شمس الدین ترک پانی پتی مخدوم پاک کے مرید اور خلیفہ نہ تھے - [13] خاندان صابریہ مین کوئی ولی نہین ہوا - [14] مخدوم پاک کی طرف ایسے امور کی نسبت کیجاتی ہے جو کسی ولی کی کرامت نہین ہوسکتی جس طرح نمازیون کا ہلاک کرنا وغیرہ - [15] مخدوم پاک انسانون سے علیحدہ اور گولر کھا کھا کر بسر کرتے دنیاوی ناز و نعمت نہ رکھتے تھے اس وجہ سے وہ ولی نہین ہوسکتے مجھ کو ان امور کی نسبت زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین اِس لئے کہ ہر عاقل سمجھہ سکتا ہے کہ یہ اُمور کسی ولی کی ولایت مین نہ قادح ہین نہ اُس کے وجود کو فرضی بنا سکتے - دوسرے اِن سارے توہمات کو پورے طور سے صوفی جان صاحب نے اپنے رسالہ مین کالعدم کردیا ہے - مین بہت مختصر مختصر ہر امر کی نسبت اپنی رائے لکھتا ہون [1] امر اوّل سیر الاولیا مین مخدوم پاک کا حال نہ ہونا اُن کے وجود باجود کی نفی نہین کرتا ہزارون اولیا بلکہ بہت سے خلفا حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہین اُن کا اُس مین ذکر نہین اور ظاہر ہے کہ کسی کا نہ ذکر کرنا یا نہ جاننا نہ ہونے کی دلیل نہین ہوسکتا صدہا کتابین سیر کی مخدوم پاک کے ذکر سے مالامال ہین اور اگر نہ بھی ہوتین مشائخ طریقت کے شجرے جو بمنزلہ ایسی سند متصل کے ہین جس کے روات ثقات عدل ضابط ہون ایک نہین بلکہ ہزارون قریب بتواتر ہر شہر مین عرب سے عجم تک موجود ہین اس سند متواتر کے مقابل مین کسی سیر کی روایت آحاد کا جو بلا سند مذکور ہے ہرگز اعتبار نہین ہوسکتا - شرح مواہب مین قال ابن مبارک الاسناد من الدین لولا الاسناد لقال من شاء ما شاء مثل الذی یطلب امر دینہ بلا اسناد کمثل الذی یرتقی السطح

بلاسلسلہ ہم دو ایک سندین اُن حضرات مشائخ کی جو طریقت اور شریعت ظاہر و باطن کے جامع تھے یہان نقل کرتے ہین۔

حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادی رح انفاس الخواص مین تحریر فرماتے ہین۔

والبسنی الخرقۃ ووضع عمامۃ علی راسی واجازنی بما اجاز لہ شیخہ نظام الدین بن عبد الشکور وشیخہ جلال بن محمود ولہ شیخہ عبد القدوس بن اسمٰعیل الحنفی ولہ شیخہ محمد بن عارف ولہ شیخہ والبوہ عارف بن احمد عبد الحق ولہ شیخہ والبوہ احمد عبد الحق ولہ شیخہ جلال الملۃ والدین ولہ شیخہ شمس الدین الترک ولہ شیخہ علی الصابر ولہ شیخہ وخالہ فرید الحق والدین مسعود اور رسالہ سہ رکنی الملقب بہ اوراد محبی مین تحریر فرماتے ہین واین فقیر بعد از ذکر حضرت خواجہ معین الدین باقی مشائخ این سلسلہ را کہ حضرت میر سید علاء الدین علی احمد صابر دران داخل اند بحضرت قبلہ گاہی ارشاد پناہی قدس سرہ الالٰہی ذکر میکند۔ اور شیخ عبد الجلیل رح الہ آبادی مرید و خلیفہ حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی رسالہ چاردہ علمی مین اپنی سند اسی طریقہ سے فرماتے ہین اور اُسمین یہ بھی لکھتے ہین کہ جب مین اپنے شیخ کی خدمت سے رخصت ہوا تو کلیر شریف مین حضرت شیخ المشائخ مخدوم علی صابر قدس سرہٗ کے مزار اقدس پر ایک چلہ رہا جو فیوض و برکات اُس آستانہ سے حاصل ہوئے بیان مین آنہین سکتے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رح انتباہ مین لکھتے ہین اما طریقہ چشتیہ را شعب بسیار است اشہر آن سہ شعبہ است نصیریہ و سراجیہ و صابریہ و این فقیر را بہر یکے ازین سہ ارتباط واقع است اور آگے سلسلۂ صابریہ کی سند مین تحریر فرماتے ہین حضرت ایشان را خرقہ و اجازت و صحبت با سید عبد اللہ متصل است عن الشیخ آدم البنوری عن الشیخ احمد سرہندی عن ابیہ الشیخ عبد الاحد عن الشیخ رکن الدین عن ابیہ الشیخ عبد القدوس عن الشیخ محمد بن عارف عن ابیہ الشیخ عارف عن ابیہ الشیخ احمد عبد الحق عن الشیخ جلال الدین پانی پتی عن الشیخ شمس الدین الترک عن المخدوم علی صابر عن شیخہ وخالہ فرید الدین مسعود گنج شکر شاہ غلام علی صاحب مجددی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ مقامات مظہری مین تحریر فرماتے ہین کہ ایشان از جلال الدین پانی پتی و ایشان از حضرت شمس الدین ترک و ایشان از حضرت شیخ علاء الدین مخدوم علی صابر و ایشان از شیخ الاسلام فرید الدین گنج شکر اور مولانا شاہ احمد سعید نقشبندی مجددی اربع انہار مین اپنے سلسلۂ چشتیہ مین لکھتے ہین الٰہی بحرمت شیخ فرید الحق والدین مسعود اجودھنی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت مخدوم عالم علاء الدین حضرت علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ۔ الٰہی بحرمت حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اور سفینۃ الاولیاء داراشکوہی مین حضرت جلال الدین تھانیسری کے حال مین لکھا ہے وآیشان مرید شیخ جلال پانی پتی وآیشان مرید شمس الدین ترک پانی پتی وآیشان مرید علی صابر وآیشان مرید فرید الدین گنج شکر۔ اور بحر ذخار قلمی صفحہ ۱۷۳ لجہ سوم شعبہ سوم نہر دوم مین ہے آن در علوم کمالات در معاصران فاخر قطب الاقطاب شیخ علاء الدین علی احمد صابر نسب شریفش بموسی علیہ السلام می رسد مرید و داماد و خلیفہ حضرت فرید گنج شکر است از معظمان این طائفہ بغایت کمالات بلند و تصرفات ارجمند او را بود در مشرب صوفیہ شانے بزرگ داشت ہرچہ بر زبانش گذشتے فی الحال ظاہر شدے حضرت شیخ فرید ویرا صاحب ولایت کلیر کردہ

فرستاد اعیان آنجا انکار نمودند فامّا از صریح خوارق عادات وجلال مزاجش دم نمی زدند سیزدہم ربیع الاول سال ششصد و نود وفات یافت مزار مبارکش در کلیر - مرآۃ الاسرار اور اقتباس الانوار اور جواہر فریدی وغیرہ کتب میں بھی اسی کے قریب قریب مذکور ہے دوسرے یہ کہنا کہ سیر الاولیا میں آپ کا ذکر نہیں یہ بھی یقینی امر نہیں اس لئے کہ صاحب سیر الاولیا نے ایک شیخ صابر کا ذکر کیا ہے ہوسکتا ہی کہ وہی شیخ صابر ہوں اور صاحب سیر الاولیا نے کسی وجہ سے اُن کے تفصیلی حالات کو ذکر نہیں کیا چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے بھی اس احتمال کو بیان کیا ہے عبارت اخبار الاخیار کی یہ ہے و تواند کہ مراد از شیخ صابر ہمین شیخ علی صابر باشد اور صاحب سیر الاقطاب و اقتباس الانوار کی عبارت سے بھی یہی سمجھا جاتا ہی - صاحب سیر الاولیا نے اپنے والد سے سنکر لکھا ہے ہوسکتا ہے کہ مخدوم پاک کے اور تفصیلی حالات اُن سے نہ سُنے ہوں یہ امر کوئی استبعاد کے لائق نہیں کہ کسی متقدم شخص نے کسی بزرگ کے حالات کم بیان کئے ہوں اور متاخر شخص نے زیادہ - دیکھئے انس بن مالک صحابی اور خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے حالات عسقلانی نے اصابہ میں ایسے لکھے ہیں جو استیعاب میں نہیں حالانکہ ابن عبد البر صاحب استیعاب اُس سے متقدم اور بڑا محقق شخص ہے اصابہ میں ہے کہ ان امہ ام سلیم اتت بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما قدم فقالت لہ ھذا انس غلام یخدمک فقبلہ وان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کناہ ابا حمزۃ ببقلۃ کان یجتنیھا ومازحہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ یا ذا الاذنین اور اصابہ میں ہے استیعاب میں نہیں ہے کان لہ بستان یحمل الفاکھۃ فی السنۃ مرتین وکان فیہ ریحان یجیٔ منہ ریح المسک اور بھی اصابہ میں ہے کہ قال ثابت البنانی قال لی انس بن مالک ھذہ شعرۃ من شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضعھا تحت لسانی قال فوضعتھا تحت لسانہ فدفن وھی تحت لسانہ اور بھی اصابہ میں ہے استیعاب میں نہیں قال جعفر الضبعی عن ثابت کنت مع انس فجاء قھرمانہ فقال یا ابا حمزۃ عطشت ارضنا قال فقام انس فتوضأ وخرج الی البریۃ فصلی رکعتین ثم دعا فرایت السحاب تلتئم قال ثم مطرت حتی ملأت کل شیٔ فلما سکن المطر بعث انس بعض اھلہ فقال انظر این بلغت السماء فلم تعد ارضہ الا شیرا وذلک فی الصیف اور بھی اصابہ میں ہے قال ابو ھریرۃ ما رایت احدا اشبہ صلوۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ابن ام سلیم اسد الغابہ میں سے انس رض کے حال میں وکان عندہ عصیۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما مات امر ان یدفن معہ بین جنبیہ وقمیصہ اور بھی اسد الغابہ میں ہے وکان نقش خاتمہ صورۃ اسد رابض وکان یشد اسنانہ بالذھب وکان احد الرماۃ المصیبین ویامر ولدہ ان یرموا بین یدیہ وربما رمی معھم فغلبھم بکثرۃ اصابتہ وکان یلبس الخز ویتعمم بہ اس طرح کی ایک نہیں بلکہ ہزاروں نظیرین کتب سیر اور اسماء الرجال میں موجود ہیں -

دوسرا امر سیر الاولیا مخدوم پاک کے قریب زمانہ کی تالیف ہے اُس میں مخدوم پاک کے حال کا نہ ہونا اُن کے عدم وجود کی دلیل ہے - یہ دلیل بالکل مدلول کو ثابت نہیں کرتی ہم صدہا کتابوں کا نشان دے سکتے ہیں جن میں متاخرین نے بہ نسبت متقدمین کے باوجود اُن کے قریب زمانہ کے حالات زیادہ لوگوں کے

لکھے ہیں۔ دیکھئے اصابہ مین عسقلانی لکھتے ہین ثم کابی عبد اللہ بن مندہ و ابی لغیر ثم کابی عمرو بن عبد البروسمی کتابہ الاستیعاب لظنہ انہ استوعب ما فی کتب من قبلہ و مع ذلک ففاتہ شئ کثیرا فذیل علیہ ابوبکر بن فتحون ذیلا حافلا و ذیل علیہ جماعۃ فی تصانیف لطیفہ و ذیل ابوموسی المدینی علی بن مندہ ذیلا کبیرا۔ اور چند سطرون کے بعد اسد الغابہ ابن اثیر کا ذکر کرکے لکھتے ہین وقد وقع لی بالتتبع کثیر من الاسماء اللتی لیست فی کتابہ۔ دوسرے یہ بات بھی یقینی قابل ماننے کے نہین ہے کہ سیر الاولیا مین جن علی صابر کا ذکر ہے وہ مخدوم پاک کے سوا کوئی دوسرے بزرگ ہین اسواسطے کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے بھی اُس عبارت کا مصداق مخدوم پاک کو بیان کیا ہے۔ اور صاحب اقتباس الانوار و مراۃ الاسرار نے تو یقیناً اُس عبارت سے مخدوم پاک ہی کی ذات مُراد لی ہے۔ تیسرے اگر صاحب سیر الاولیا نے مخدوم پاک کا ذکر نہین کیا تو اِس سے یہ نہین سمجھا جاتا کہ مخدوم پاک کے وجود کا منکر ہے اِس لئے کہ سیر الاولیا کا موضوع مؤلف نے محض اپنے پیران شجرہ کا حال لکھنا قرار دیا ہے بالخصوص حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کا۔ اور پیران شجرہ کے سوا اگر کسی دوسرے بزرگ کا ذکر آگیا ہے تو محض سلطان المشائخ کے لگاؤ سے اور اِسی بنا پر حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے خلفا ہین مثلاً حضرت شیخ جمال کامل شیخ علی شکرریز شیخ علی شکربار وغیرہم جن کا اِس مین ذکر نہین چنانچہ سیر الاولیا کے شروع کی عبارت یہ ہے واسباب حصول این دولت ہمین بیش نیست کہ مناقب مشائخ شجرۂ معظم خواجگان چشت۔ اور آگے لکھتے ہین وبیان ارادت خویش بحضرت سلطان المشائخ واتصال آباو اجداد خود بدان درگاہ معظم مشرح بنویسی۔

تیسرا امر یعنی مخدوم پاک کا باباصاحب کے ساتھ علاقہ دامادی یا خواہرزادگی کا بے اصل ہونا۔ یہ ہم نے اوپر کئی کتابون کے حوالہ سے ثابت کردیا ہے اور وہ خاص اُنھین لوگون کی تصنیف نہین ہین جو صابریہ کہلاتے ہین بلکہ نقشبندیہ وغیرہ کی تصنیف ہین یہان صرف محقق دہلوی کے اخبار الاخیار کی عبارت نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہین۔ وغالباً این شیخ صابر غیر شیخ علی صابر است کہ داماد فرید الدین وخلیفہ او بود وقبر او در قصبۂ کلیر است، وسلسلۂ شیخ عبد القدوس وغیرہ بوے منتہی میشود شیخ عبد الحق اور صاحب بحر زخار نے آپ کو داماد اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ غلام علی مجددی وغیرہ نے آپ کو بھانجہ ہونا باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مانا ہے کوئی معاند علیہ اگر نہ مانے تو ان لوگون کے مقابل مین کب اعتبار کے قابل ہے ؎

ناصحا دل مین تو اتنا تو سمجھ اپنے کہ ہم لاکھ نادان ہوئے کیا تجھ سے بھی نادان ہونگے

چوتھا امر بالکل بے دلیل ہے۔ اقتباس الانوار وغیرہ مین اِس کو خوب ثابت کردیا ہے کہ جن کا سیر الاولیا مین مذکور ہے وہ مخدوم پاک ہی ہین معترض کے نہ ماننے سے رد نہین ہوسکتا۔

پانچوان امر یعنی مخدوم پاک کے حالات کی کتاب آپ کے زمانہ کے بعد کی تصنیف ہین۔ یہ امر کسی عاقل کے نزدیک ہرگز کتاب کو اعتبار کے درجہ سے ساقط نہین کرسکتا حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سیر و حالات کی کتابین دو سو برس کے بعد تصنیف ہوئین یہ کوئی نہین کہہ سکتا کہ تاخر زمان کی وجہ سے اُن کتب مین جو

احوال لکھے ہین غلط ہین مقدمہ فتح الباری مین ہے اعلم علمنی اللہ تعالیٰ وایاک ان آثار النبی لم یکن فی عصر النبی ولم یکن فی عصر الصحابۃ وکبار تبعھم مدونۃ فی الجوامع ولا مرتبۃ لامرین احدھما انھم کانوا فی ابتداء الحال قد نھوا عن ذلک کما ثبت فی صحیح مسلم خشیۃ ان یختلط البعض بالقرآن العظیم وثانیھما لسعۃ حفظھم ولان اکثرھم کانوا لا یعرفون الکتابۃ ثم حدث فی اواخر عصر التابعین تدوین الآثار وتبویب الاخبار لما انتشر العلماء فی الامصار وکثر الابتداع من الخوارج والروافض ومنکری الاقدار فاول من جمع ذلک الربیع بن صبیح وسعید بن عروبۃ وغیرھما ایسے جھوٹے خدشہ مخدوم پاک کے وجود باوجود کے یقین مین شک نہین دلا سکتے یا قادح النار بالزناد وطالب الجمر فی الرماد دع عنک شکاً وخذ یقیناً واقتدح النار من فوادی

چھٹا امر یعنی جن کتب مین مخدوم پاک کا مذکور ہے صابریون کی تصنیف ہے اور جو غیر صابریہ کی کتابین ہین اُن مین صابریون نے الحاق کر دیا ہے - یہ تو ایک مہمل شبہ ہے کہ جس کی جانب کوئی ذی فہم التفات نہین کرسکتا - یہ شبہہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی مخالف دین یون کہے کہ حضرت سرور کائنات کے فضائل جو کتب مین مذکور ہین وہ مسلمانون کی بنائی ہوئی کتابین ہین اور جو غیر مسلمانون کی کتابین ہین اُس مین مسلمانون نے الحاق کر دیا ہے یا کوئی غیر چشتی یا غیر سنی یہ کہے کہ سیر الاولیا یا کتب صحاح وغیرہ کتابون مین جو حضرت خواجہ بزرگ ؒ یا حضرت قطب الدین بختیار کاکی ؒ یا بابا صاحب ؒ یا صحابہؓ کے حالات جو لکھے ہین وہ قابل اعتبار نہین اس لئے کہ چشتیون یا سنیون کی تالیف کی ہوئی کتابین ہین اور غیر چشتیہ یا غیر سنی کی کتابون مین جو آپ کے حالات ہین وہ چشتیون یا سنیون نے الحاق کر دئے ہین اگر یہی شبہہ اعتبار کے قابل ہو تو ساری تاریخ کی کتابین بے اصل ہو جائینگی اور کسی شخص کا کوئی حال تاریخ سے ثابت نہ ہو سکیگا - ایسی مجذوبانہ بڑ ہرگز صابریہ کے آقا و مقتدا کے وجود کو مٹا نہین سکتی ع

کبھی فروغ نہ پائینگے پیش مار چراغ — وہ ماہ ایک طرف اک ہزار چراغ

آٹھوان امر یعنی مخدوم پاک کے نام مین اختلاف ہے اس لئے مسمی مختلف - اس شبہہ کرنے والے نے نہ کبھی سیر کی کتابین دیکھین نہ تاریخ پر نظر ڈالی چند کتابین فارسی اُردو کی دیکھ لین اور ایسی ذات مقدس کہ جس کے غلامون مین ایک نہین ہزارون بڑے بڑے متبحر علما ہین اعتراض کرنے پر مستعد ہو گئے اور دیکھین تو کیونکر دیکھنے کے واسطے سرمایۂ علمی درکار ہے اُس کا بیان مطلع صاف ہے دیکھئے ہم تاریخ سے نشان دیتے ہین کہ ایک شخص کے کئی نام ہوتے ہین کوئی کسی نام سے ذکر کرتا ہے کوئی کسی نام سے محمد بن السائب مفسر ہین کسی نے ان کو محمد بن السائب لکھا کسی نے حماد بن السائب کسی نے ابو سعید کسی نے ابو ہشام لکھا - خطیب نے اپنی کتب مین اس طریقہ کو بہت برتا ہے مثلاً وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہین اُن کو کہین تو لکھتے ہین ابی القاسم الازہری کہین عبید اللہ بن ابی الفتح الفارسی کہین عبید اللہ بن احمد بن عثمان الصیرفی کذا فی التدریب - اُنھین مین سے ایک عبد اللہ ابی صالح اخی سہیل ہین کہ عبد اللہ بن صالح بھی یہ کہلاتے ہین اور عباد بن ابی صالح بھی اس پر اکثر محدثین کو دھوکا ہو گیا اور اُن کو دو شخص سمجھ گئے کذا فی التدریب - اسی طرح کتب تواریخ مین ایک ہی شخص کے نام مین مورخین کا اختلاف ہوتا ہے کوئی کسی نام سے ذکر کرتا ہے کوئی کسی نام سے دیکھئے خلاصہ صفحہ ۲۵۱ مطبوعہ مصر عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر وقیل عثمان

وفی الحاشیۃ اختلف فی اسم جدہ فقیل عمر وقیل عثمان صفحہ ۲۴۳ عبدالواحد بن عبداللہ بن کعب ویعرف ببشر النصری بالنون ابو بشر الدمشقی وفی الحاشیۃ عبارۃ التہذیب ویعرف ابوہ بابن بسر بضم الموحدۃ وبالمہملۃ وقولہ ابو بشر فی التہذیب بالسین المہملۃ و ضم الباء ایضاً عبد الوارث بن ابی حنیفۃ الکوفی وفی الحاشیۃ یقال عبد الاکرم بن ابی حنیفہ تہذیب ایضاً ابو بصرۃ الغفاری ان کے نام مین بھی اختلاف ہے بعض نے حمیل بضم الحاء المہملۃ بعض نے جمیل بفتح الجیم انھین مین سے ابوہریرہ ہین ان کے نام مین تیس قول ہین بعضون نے عبدالرحمن کہا بعضون نے عبدالشمس بعضون نے کچھ اور یہ اختلافات اسما مسمے کے نہ ہونے کی دلیل نہین ہوسکتے۔

نوان امر یعنی مخدوم پاک کی تاریخ وفات مین اختلاف کا ہونا۔ اس امر کو کوئی جاہل غبی دلیل عدم مسمی سمجھے تو سمجھے کسی عاقل کا کام تو نہین۔ کتب تاریخ کو دیکھیے کس قدر اختلافات تواریخ ولادت و وفات مین موجود ہین سرے سے لیجیے حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ کی تاریخ ولادت کو بعضون نے آٹھوین بعضون نے بارھوین بعضون نے سترھوین کہا۔ حضرت ابوبکر صدیق رض کی تاریخ وفات مین بھی اختلاف موجود کسی نے بائیس جمادی الاول لکھا کسی نے ستائیس کسی نے جمادی الآخر کی تیرھوین کسی نے ستائیسوین کسی نے اٹھائیسوین لکھا پھر بعض شب سہ شنبہ بعض یوم دوشنبہ بعض یوم جمعہ لکھتے ہین اسی طرح حضرت عثمان رض کی شہادت کو بعض نے آٹھوین بعض نے بارھوین بعض نے تیرھوین بعض نے اٹھارھوین بعض نے اٹھائیسوین ذی الحجہ لکھا پھر بعض نے ۳۵ھ مین بعض نے ۳۶ھ مین بعض نے ۳۴ھ مین لکھا اسی طرح حضرت علی رض کی تاریخ شہادت مختلف بعضے گیارھوین رمضان بعضے سترھوین بعضے اکیسوین کہتے ہین اور پھر بعضے ۴۰ھ کہتے ہین بعضے ۳۹ھ یہ تو تھوڑا اختلاف ہی صدہا سال کا اختلاف بھی کتب تاریخ مین موجود ہے عماد الدین اسمٰعیل بن عمر معروف بابن کثیر دمشقی کے سن وفات کو کشف الظنون مین ۶۹۴ھ لکھا ہے اور درر کامنہ اور طبقات شافعیہ مین انکی ولادت ۷۰۰ھ یا ۷۰۱ھ لکھی ہی اس قسم کے اختلافات سے مخدوم پاک کے وجود مین شک کرنا محض جہالت پر مبنی ہی۔

ان کنت لاتدری فتلک مصیبۃ و ان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم

دسوان امر مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر اس نام کا کسی کتاب مین نہ ہونا۔ ہم نے اس نام کا حوالہ کئی کتابون سے دیدیا ہے بحر ذخار اقتباس الانوار انہار اربع چہاردہ علمی اوراد مجتبی وغیرہ متوہم نے اگر کسی کتاب مین نہ دیکھا ہو تو لا یلومن الا نفسہ ھل یستوی الاعمی والبصیر

گیارھوان امر حضرت شیخ جمال ہانسوی رح کا مخدوم پاک کی مثال خلافت عطیہ حضرت شیخ المشائخ بابا صاحب کا پھاڑ ڈالنا اس روایت کو گو اکثر سیر والون نے لکھا ہے مگر تحقیق کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ یا تو یہ روایت بالکل بے اصل ہی قصہ کچھ ہوگا اور بیان کیا گیا کچھ یا ماؤل علما سے محققین نے اصول مقررہ کی مخالفت کی وجہ سے اکثر حدیث کی روایتون کو قابل رد یا قابل تاویل مانا ہی حالانکہ اہل حدیث کے نزدیک من حیث الاسناد ماننے کے قابل سمجھی گئی تلک الغرانیق العلی کی روایت ابن حجر اور دیگر محدثین نے مانا مگر امام رازی اور اور مفسرین نے بوجہ مخالفت اصول مقررہ غیر قابل قبول جانا اور بات بھی یون ہی ہے اصول مقررہ قطعی اور یقینی ہوتے ہین اور روایت آحاد خصوصاً سیر کی بے سند روایتین ظنی بلکہ ظنی سے گھٹی ہوئی ظنی

قطعی کے مقابل ہو اس قابل نہین اسی قبیل کی یہ روایت بھی ہے اگر مان لیجاے بہت سے امور معتقد علیہا منتقض ہو ہی جاتے ہین اوّل تو یہ کہ حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین یہ بدگمانی پیدا ہوتی ہے کہ نعوذ باللہ من ذلک بے سمجھے بوجھے لوگون کو خلافت دیدیتے تھے کہ پھر اُس کو حضرت جمال رد فرماتے۔ دوسرے نعوذ باللہ باباصاحب کو قابلیت استعداد اور عدم استعداد کے ادراک کی نہ تھی کہ اُس کی معیار اور قسطاس حضرت جمال ہانسوی رح کو بنا رکھا تھا۔ تیسرے عقول متوسطہ کے تجربہ مین بھی یہ بات آئی ہوئی ہے کہ صحبت دراز کے بعد کسی شخص کی قابلیت اور ناقابلیت کا جس قدر تیقن ہوتا ہے تھوڑی صحبت مین نہین ہو سکتا جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھا ہوا تھا کہ آپ کو باوجود صحبت دراز کے خلفا کی قابلیت و ناقابلیت کا ادراک نہ ہوا اور جمال رح صاحب کو ایک لحظہ مین ہو جائے۔ چوتھے ہر ولی کو اپنے علم کے سوا دوسرے کے علم پر عمل کرنا درست نہین۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ غنیہ مین لکھتے ہین الشیخ لا یعمل الا بعلمہ ایسی حالت مین حضرت باباصاحب کا اعطاے خلافت مین شیخ جمال ہانسوی رح کے علم پر عمل کرنا اپنے علم پر مقتضاے شان شیخوخیت و ولایت نہین اور یہ گمان حضرت باباصاحب رح کے حضور مین نہین کیا جا سکتا۔ پانچوین شیخ ہمیشہ اعطاے خلافت اور قبول دخول سلسلہ کو باستخارہ واستشارہ حق کیا کرتا ہے اور کاملین عند الاستشارہ جناب حق کے جانب سے ملہم ہوا کرتے ہین حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ غنیہ مین تحریر فرماتے ہین اما الولایۃ فھی لمن تولی اللہ عز وجل حدیثہ علی طریق الالہام فاوصلہ الیہ فلہ الحدیث فینفصل ذلک الحدیث من اللہ علی لسان الحق معہ السکینۃ فتلقاہ السکینۃ التی فی قلب المجذوب فیقبلہ ویسکن الیہ فالکلام للانبیاء والحدیث للاولیاء فمن رد الکلام کفر لانہ رد علی اللہ کلامہ ووحیہ ومن رد الحدیث لم یکفر بل یخیب ویصیر وبالا وبلاء علیہ ویبہت قلبہ لانہ رد علی الحق ما جاءتہ بہ محبۃ اللہ من علم اللہ فی نفسہ تو بعد استخارہ واستشارہ والہام کے نہ تو حضرت باباصاحب رح کو کسی دوسرے سے مشورہ لینے کی حاجت نہ کسی دوسرے ایسے شخص کو جو باباصاحب رح کی ولایت اور ملہم ہونے کا معتقد ہو رد کرنے کی گنجائش پھر باباصاحب رح کا جمال ہانسوی رح کی رائے پر حصول خلافت کو موقوف رکھنے کے کوئی معنی۔ چھٹوین حضرت جمال ہانسوی رح کو حضرت باباصاحب رح کی عطا کی ہوئی خلافت کا رد کرنا جائز نہین اس لئے کہ یقیناً یہ بات معلوم ہے کہ حضرت جمال ہانسوی رح اپنے مرشد کے حضور مین یہ ضرور یقین رکھتے ہونگے کہ فانی است و کار او کار خدا است اور مرتبہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ سے فائز ہین ایسے شخص کے قول کا رد کرنا فی الحقیقت قول و فعل حق کا رد کرنا ہے ساتوین کسی مرید کو اپنے شیخ کے قول یا فعل کے قبول نہ کرنے اور رد کرنے کا ہرگز اختیار نہین فی الابریز ان الشیخ مصیب فی فعلہ فیعتقد ان الصواب فی ذلک الفعل فالمرید ان اعتقد الصواب مثل اعتقاد شیخہ ربح ونجح وان خالف شیخہ فی اعتقادہ واعتقد ان شیخہ علی خطاء فی ذلک الفعل فانہ لا محالۃ یصیر امرہ الی فراق شیخہ اور شیخ خوب اللہ الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ مرصاد العباد سے قول المفید مین نقل فرماتے ہین فرمودہ اند کہ مرید پیش پیر ہمچو مردہ بین یدی الغسال می باشد بہر طور کہ خواہد خواہش او جز آن نبود

وکلام شیخ را ہیچ وجہ رد نہ کنند اگرچہ حق بجانب او باشد اور اسی کے قریب قریب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح نے غنیہ مین نقل کیا ہے اور شیخ اکبر رح نے فتوحات مکیہ مین - آٹھوین متو ہم نے اس بات کو صفحہ ۴ مین تسلیم کیا ہے (کہ جانشین کسی شخص کا اُس کے وجود منور کی عکسی تصویر یا اُس کی روحانیت کا فوٹو ہوتا ہے) ایسی صورت مین خلافت عطیہ بابا صاحب رح کے رد کرنے سے وہ تصویر ذی تصویر کے مطابق نہین رہتی (اور اُسی صفحہ مین یہ بات بھی تسلیم کی ہے کہ مشائخ عظام کا یہ طریقہ ہے کہ قبل از مرید کرنے طالب صادق کے مرید کے حصہ کو بذریعہ کشف والہام دریافت کر لیتے ہین) ایسی صورت مین دوسرے پر اعطاے خلافت کو محول کرنے کے کوئی معنی نہین - پھر اُسی صفحہ مین لکھا ہے (کہ یہ دائمی طریقہ نہین - اور اُس فقرہ سے جو اکثر تاریخ کی کتابون مین لکھا گیا ہے کہ ہر کرا خلافت دادے پیش جمال ہانسوی رح فرستاد - جس سے یہ بات سمجھی جاتی ہے کہ ہمیشہ اعطاے خلافت مین جمال ہانسوی رح کے رد وقبول کی حاجت رہتی رد ہوا جاتا ہے بہرحال یہ روایت امور مقررہ قوم کے اعتبار سے بالکل بے سروپا معلوم ہوتی ہے اور اگر ہو بھی تو ماؤل ہوگی یا تو اس طور سے کہ چونکہ جناب بابا صاحب رح کی خلافت ایک عظیم الشان مرتبہ ہے اس لئے اُس کے حاصل کرنے کی تمنا مین بہت سے مدعی کذاب جھوٹے خلافت نامے بنا لیتے ہونگے اس بنا پر تصدیق خلافت اور ثبت مہر کی خدمت جمال ہانسوی رح کے سپرد ہوئی تاکہ مکارون کے وسائل حیلہ سازی کے کم ہو جائین یا یون ہو کہ مخدوم پاک رح کو خلافت تو بابا صاحب رح نے عطا کی تھی مگر باعتبار ملکی حالت کے جگہ کا تعین جمال ہانسوی رح کی راے پر رکھا اسواسطے کہ حضرات اولیاے کرام جو اہل خدمت ہوتے ہین اُن کے نفوس قدسیہ سے جس طرح فیوض باطنی کے اجرا کی خدمت لیجاتی ہے ویسا ہی انتظامات دنیاوی بھی من حیث الباطن اُن کی ہمت کے ساتھ متعلق ہوا کرتے ہین فتوحات مین ہے فلا بد فی کل قریۃ من ولی اللہ بہ یحفظ اللہ تلک القریۃ سواء کانت مومنۃ او کافرۃ اور مواہب مین حدیث ہے جس کے بعض الفاظ یہ ہین بہم یمطرون وبہم یسقون وبہم یدفع اللہ البلاء تو یہ تعین مقام جو حضرت جمال ہانسوی رح کے متعلق تھا وہ محض بنظر انتظام دنیاوی جس مین لحاظ اُس شخص کی ہمت کا بہ نسبت قابلیت مستخلف علیہم کے ہوا کرتا ہے اور جمال صاحب رح کی نظرون مین دہلی حضرت مخدوم پاک رح کے مناسب نہ معلوم ہوئی اس لئے تجویز دہلی کو نامنا سب سمجھا ہو اور اُس کو تاریخ والون نے رد کرنے کے ساتھ تعبیر کیا لیکن کچھ ہی ہو حضرت مخدوم پاک رح کے اجراے سلسلہ اور کمالات مین یہ روایت ہرگز قدح نہین کر سکتی اس لئے کہ اگر یہ روایت مانی جاوے تو کوئی وجہ نہین کہ کوئی حصہ اِس کا مانا جاوے اور کوئی حصہ اُس کا نہ مانا جاوے اگر ماننے کے قابل ہے تو سب اور رد کرنے کے قابل ہے تو سب اس روایت مین جہان حضرت جمال رح کا مثال خلافت کا پھاڑنا لکھا ہے وہان یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ حضرت بابا صاحب رح نے آپ کو کلیر کا صاحب ولایت کرکے بھیجا دیکھئے عبارت اقتباس الانوار بحر ذخار سیر الاقطاب وغیرہ کی بحر ذخار مین ہے حضرت فرید ویرا صاحب ولایت کلیر کردہ فرستاد اور حضرت نظام الدین اولیا رح کے حال مین حضرت مخدوم علی صابر رح کا حال ضمناً لکھا ہے وہان یہ فقرہ مرقوم ہے کہ حضرت بابا صاحب رح نے فرمایا کہ اے فرزند بہ کلیر روید اقتباس الانوار مین ہے ولیکن ترا اجترازان کا غذ سے نوشتہ می دہم خاطر جمع دارد ولتنگ مشو بعد از چند روز مثال اجازت نامہ بخط

مبارک خود نوشتہ عنایت فرمود و بجانب کلیر کہ در دامن کوہ واقع است وہوا نہایت اعتدال داشت و دران وقت بغایت معمورہ آبادان بود رخصت فرمود و صاحب ولایت آن دیار گردانید۔ سیر الاقطاب مین ہے لیکن خاطر جمع دار کہ بحکم حق سبحانہ وتعالٰے ملک کلیر ترا مقرر شد بعدہٗ مثال بدستخط خاص خود رقم نمودہ عنایت فرمود و آن حضرت بشہر فیض بخش کلیر رخصت حاصل نمود ان کتابون کا تصانیف صابریہ سے ہونا یا سیر الاولیا یا اور بعض کتب سیر مین اس قصہ کا اتنا حصہ درج نہ ہونا اس کا جواب ہم پہلے دے چکے۔ سیر الاولیا مین تو سرے سے یہ قصہ ہی نہین۔ ہان سلسلۂ جمالیہ کو جس کے مدعی خلیل الرحمن صاحب ہین البتہ منقطع کرتی ہے چنانچہ اُسی روایت مین یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ مخدوم پاک رحنے یہ بھی فرمایا کہ چون تو مثال مارا پارہ کردی من سلسلۂ ترا پارہ ساختم۔ اور حضرت بابا صاحب رحنے بھی ارشاد فرمایا تیر بہدف رسید اور اُس کے آثار بھی ظاہر ہین کہ سلسلۂ جمالیہ کا کوئی ایسا شیخ جس سے دست بدست بیعت کا سلسلہ بلاواسطہ جاری ہو نہین گذرا اور خلیل الرحمن اور اُن کے اعوان بھی مثل صاحب جلوۂ جمال اس کو تسلیم کرتے ہین کہ حضرت جمال صاحب رح سے کوئی سلسلہ دست بدست بیعت کا جاری نہین ہوا اور یہی سلسلہ ہی جو اہل طریقت کے یہان اعتبار کے قابل اور بحث و تفتیش کے لایق ہوا کرتا ہے نہ نسبت اویسیہ یا خلافت بالواسطہ گو اس کی وجہ وہ یہ لکھتے ہین کہ جمال صاحب رح نے حضرت بابا صاحب رح کے ادب کی وجہ سے کسی کو مرید نہین کیا اور پھر ایک مرید کا پتہ بھی بتلاتے ہین یہان اس مین بحث کرنے کی ضرورت نہین کہ پیر کی حالتِ حیات مین مرید نہ کرنا مقتضاے ادب ہے یا نہین اور قطب صاحب رح نے حضرت خواجہ بزرگ رح کی حالت حیات مین مرید کیا یا نہین۔ اس واسطے کہ مقام ادب مین ہر شخص کے لحاظ اور اعتبارات جداگانہ ہوتے ہین سبب کچھ ہو مگر جمال صاحب رح کا دست بدست مرید نہ کرنا متوہم کے اقرار سے بھی ثابت ہی اور تاریخ کی کتابون مین بھی موجود ہے مخدوم پاک رح کا فرمانا تیر بہدف ہو گیا اُس کے وقوع کا سبب ادب ہو یا کچھ انما امرہ اذا اراد الله شیئا ان یقول له کن فیکون غرض یہ روایت اگر مان لیجاوے تو خلیل الرحمن کا ادعائی سلسلۂ جمالیہ بالکل کالعدم ہوا جاتا ہے اور اُن کی ایسی مثال ہوتی ہے ؎

شادم کہ از رقیبان دامن فشان گذشتی ۔۔۔ گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

بارھوان امر[۱۲] شمس الدین ترک رح پانی پتی مخدوم پاک رح کے مرید و خلیفہ نہ تھے۔

جھوٹی باتین چھوڑ دے اے ناسمجھ ۔۔۔ راستی پر آ خدا کو مان کر

حضرت شمس الدین ترک رح پانی پتی کا مخدوم پاک رح کا خلیفہ ہونا ایک نہین بلکہ صدہا طریق سے ثابت ہے بزرگان دین کے شجرے جو سند متصل بلا انقطاع ثابت بنقل ثقات ہزارون نہین بلکہ لاکھون حد تواتر کے قریب قریب پہونچے ہوئے ہین سیر کی کتابون مین علیحدہ ان کا خلیفہ اور مرید ہونا موجود جب کوئی اس پر بھی نہ سمجھے تو اُس سے خدا سمجھے۔ بحر ذخار اور اقتباس الانوار وغیرہ مین بھی مذکور ہے باقی حضرت بابا صاحب رح یا اور کسی بزرگ سے بھی فیض یافتہ ہونا منافی آپ کے ارادت اور خلافت کے نہین۔ پچھلے بزرگون نے بہت سے مقامات سے فیض حاصل کیا ہے مگر مرید اپنے ہی شیخ مربی کے کہلائے۔ دیکھئے

جعفر بن محمد بن نصیر الخواص صحب الجنید وعرف بصحبته والیه کان ینتمی وصحب النوری ورویما وممونا والجریری وغیرهم من المشائخ ممشاد الدینوری صحب

بن الجلاء من فوقه من المشائخ ابو حمزه محمد بن ابراهیم البغدادی البزاز صحب السری السقطی وحسن المسوحی وکان ینتمی الی المسوحی۔ کذا فی طبقات الکبری

تیرہواں امر خاندان صابریہ مین کوئی ولی نہین ؏ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ
ہم اگر اُنکھین اولیاے کرام کی جو محض خاندان صابریہ کے متوسل ہین فہرست لکھین تو ایک بڑی مجلد کبیر ہوجاسے۔ حضرت شیخ عبدالحق ردولویؒ اور اُن کی اولاد اطہار مین صدہا ولی گذرے۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ اور اُن کے متوسلین ہزارون۔ حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادیؒ۔ حضرت شیخ عبدالجلیل الہ آبادیؒ حضرت شاہ ابوالمعالی انبھٹویؒ حضرت میران میر بھیکہؒ وغیرہم ایک نہین ہزارون ہین کہ جن کی تصانیف موجود خانقاہین روشن سلسلہ جاری اور اب بھی خدا کی عنایت سے سلسلۂ عالیہ صابریہ مین علما وفضلا ومشائخ عرب وعجم مین موجود ہین کہ اس قدر کثرت سے کسی سلسلہ مین نہ ہونگے اس کا انکار ایسا ہی شخص کرسکتا ہے جو ظاہر و باطن دونون کا اندھا ہو ؏

امتیازِ حق وباطل خود ستاؤن کو کہان کیون نہ فرعون ایک سمجھے سحر اور اعجاز کو
کیا ضرر منکر ہوئے دو چار اگر خفاش طبع سب نے دیکھا رجعتِ خورشید کے اعجاز کو

ایسے نافہم اور بے بصیرت کو کون مان سکتا ہے جو آفتاب پر خاک ڈالے۔

کون سنتا ہے کہانی تری اے یار غلط کیون بغل مین لئے پھرتا ہی یہ طومار غلط

چودھوان امر یعنی مخدوم پاک ؒ کے طرف ایسے امور کا منسوب ہونا جو کسی ولی کی کرامت نہین ہوسکتی۔ جیسے نمازیون کا ہلاک کرنا مسجد کا گرادینا۔ اس امر کو وہی شخص کہہ سکتا ہے جو حقیقت کرامت سے غافل ہے کرامت اور معجزہ حقیقت مین خداوند عالم کا فعل ہے جو ایسے شخص کے ہاتھ پر جو فانی فی اللہ ہو نبوت یا ولایت کے ظاہر کرنے کے لئے صادر فرماتا ہے فی الحقیقت صاحب کرامت اپنے ارادہ اور اپنے تصرف کو ارادہ اور تصرف حق مین فنا کرچکتا ہے جو اس سے صادر ہوتا ہی وہ بارادہ وتصرف حق صادر ہوتا ہی اور جناب حق کے فعل پر جو بواسطہ کسی بندہ خاص کے یا بلاواسطہ صادر کرے کسی کو گنجائش اعتراض کی نہین اور اگر یہ امر خلاف شریعت نبویہ کے تھا تو مدعی ولایت کے ہاتھ پر صادر نہ ہونا چاہیے تھا دیکھئے حضرت حق نے پچھلے زمانہ مین ایسے وقائع بہت ظاہر فرمائے طاعون جارف اور طاعون عمواس کا قصہ مرآۃ الزمان اور تاریخ ابن کثیر وغیرہ کتب مین لکھا ہے کہ عمواس مین تیئیس ہزار آدمی مرے اور طاعون جارف جو بصرہ مین ہوا پہلے دن ستر ہزار اور دوسرے دن اکہتر ہزار اور تیسرے دن تہتر ہزار مرے اور چوتھے دن تمام بستی مری۔ انس ؓ کی اولاد مین سے تراسی آدمی اس مین مرے اور ابوبکر صدیق ؓ کے اولاد مین چالیس آدمی جمعہ کے دن جامع مسجد مین کئی ہزار آدمی نمازی تھے سلام پھیرنے تک امام کے سوا کوئی نہ بچا۔

اگر یہان جناب حق نے بواسطہ مخدوم پاک ؒ کے ساکنان کلیر کو کسی معصیت کی وجہ سے جس کو وہ خود جانتا ہوگا اتنے نمازیون کو ہلاک کیا تو کچھ مستبعد نہین باقی ثبوت ان امور کا اُس کی حالت یہ ہی کہ ثبوت کے مراتب متفاوت ہوتے ہین بعض امور بطریق تواتر بعض بطریق شہرت بعض بطریق آحاد ثابت ہوا کرتے ہین دیکھئے نبوت حضرت کی بطریق تواتر ثابت یا مطلق اعجاز کا حضرت سے ظہور مین آنا بطریق تواتر ثابت ہے

لیکن جزئی جزئی معجزات کا ثبوت بطریق آحاد اسی طرح حضرت مخدوم پاک رح کی ولایت کا ثبوت جسقدر بطریق شہرت و بہ اسانید متصلہ جو قریب بتواتر ہین ثابت ہے اُس طریق سے اِن جزئیات خوارق عادات کا ثبوت نہین اور یہ امر آپ کی ولایت یا صاحب کرامت ہونے مین قادح نہین۔

پندرھوان امر مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ انسانون سے علٰحدہ اور گولر کھا کھا کر بسر کرتے

چشم بداندیش کہ برکندہ باد عیب نماید ہنرش درنظر

فقرو فاقہ اور خلق سے علٰحدگی حضرات کاملین کے نزدیک محبوب اور متوہم کی نظرون مین معیوب — یہی امور ہین جن پر خلیل الرحمن اور اُن کے انصار و اعوان کے خیالی توہمات کی بنا ہے اور ہماری اوپر کی تقریر سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ یہ سارے توہمات پادرہوا ہین ہم کو زیادہ اس امر مین لکھنے کی ضرورت نہین ان توہمات کا تفصیلی جواب صوفی جان صاحب نے کامل طور سے دیدیا ہے مگر ہم تفہیماً خلیل الرحمن اور اُن کے انصار و اعوان سے بنظر اخوت اسلامی کہتے ہین کہ ایسے خرافات مباحث سے باز آؤ اور حضرات اولیاے کرام کی پھٹکار سے اپنے تئین بچاؤ

جو تیر نظر سے جگر اور دل کو اُڑا دے ایسے کی نگاہون مین سمانا نہین اچھا

اور اگر واقع مین شکوک ہین تو خدا کی عنایت سے سلسلۂ عالیہ صابریہ مین ہزارون علما و فضلا موجود ہین دیوبند سہارنپور گنگوہ کے علما سب صابری ہین فرنگی محل کے علما سب صابری ہین پنجاب مین اکثر شہرون مین صابری علما ہین الہ آباد پھلواری کانپور وغیرہ کے علما سب صابری ہین حرمین شریفین مین بھی اکثر علما صابری مصر اور بلاد مغرب مین بدولت ارادت حضرت مرشدی و مولائی جناب قبلہ حاجی امداد اللہ صاحب ادام اللہ فیوضہم اکثر علما اور مشائخ صابری موجود ہین حیدرآباد مین بہت سے علما و مشائخ صابری ہین تمہارا جہان جی چاہے اپنی تسکین کرلو اور حضرات مجددیہ جن کی اصل بھی صابری ہے اس طریقہ مین بھی خدا کی عنایت سے ہزارون علما و مشائخ موجود ہین اور وہ سب بھی بعلاقۂ صابریت تمہاری تسکین و اسکات کے لئے مستعد ہین حضرات سجادہ نشین ہی کی تخصیص کیا ہے۔ اوّل اُنکو اپنے اذکار و اشغال خاندانی کی تلقین و ارشاد سے کہان مہلت کہ ایسے لاطائل مباحث مین اپنا وقت عزیز ضائع کرین حضرت مخدوم پاک کی ولایت و کمالات کا اُن کو ایسا تیقن نہین کہ کسی مشکک کی تشکیک سے مضمحل ہو اسکات خصم کوئی ایسی ضروری چیز نہین جس کے لئے مفت تضئیع اوقات کرین دوسرے اگر سجادہ نشین درگاہ جمالی مناظر و مقابل ہوتے تو شاید وہ توجہ فرماتے ہر زید و عمرو کو وہ مخاطبت کے قابل کب سمجھتے ہین۔ تیسرے تمام خاندان صابریہ کے متوسلین حضرات سجادہ نشین کو اپنا سردار جانتے ہین تمام دنیا کا دستور ہے کہ لشکر کے ہوتے سردار جنگ مین پیش دستی نہین کرتے۔ چوتھے متوہم نے محض حضرات سجادہ نشین ہی پر نہین بلکہ تمام متوسلین سلسلہ عالیہ صابریہ کے روحانی نسب پر انقطاع نسب کا طعن کیا ہے بلکہ حضرات نقشبندیہ مجددیہ بھی اس طعن مین شریک ہین اور اُن کے پیشوایان سلسلہ کو جنہون نے اپنے سلسلہ کو مخدوم پاک رح کے ساتھ متصل لکھا ہے سراپا جھوٹا بنایا ہے اس لئے نہ محض سجادہ نشین بلکہ تمام متوسلین سلسلۂ صابریہ و مجددیہ بلاتخصیص آپ کے مقابل اور سب کو آپ سے مقابلہ کرنے کا استحقاق حاصل تخصیص حضرات سجادہ نشین کی بالکل لاطائل۔

اِس کے بعد ہم بہت مختصر لفظون مین چند اُن بے باکیون کو جو جلوۂ جمال والے نے تعصب کے زور مین کی ہین جو ہرگز کسی مہذب آدمی کو زیبا نہین ظاہر کرتے ہین۔

صفحہ ۹ اپنے آپ کو اس نام کے سلسلہ مین جونی سلسلة ذرعها سبعون ذراعا فاسلکوہ ہے بری کرینگے۔ یہ آیت کفار کی شان مین نازل ہوئی جیسا آگے کی آیت انہ لا یومن باللہ العظیم اُس پر دال ہے اور یہ خطاب خزنہ جہنم کو ہے کہ جو کفار کے گرفتار کرنے کے بارہ مین صادر ہوگا۔ متوہم نے اپنی خباثت طبیعت سے تمام حضرات سلسلہ صابریہ کو جس مین ہزارون اہل اللہ علما مشائخ اولیاے کرام داخل ہین اس کا مصداق قرار دیا اور اسی پر اکتفا نہین کیا بلکہ قرآن کے معنی مین بھی تحریف کی قرآن مین سلسلہ کے کچھ معنی تھے اور یہان سلسلۂ صابریہ اُس سے مُراد لیا اور اپنے تئین من قال فی القران برائہ فلیتبوأ مقعدہ من النار کا مصداق بنایا اس کا انتقام منتقم حقیقی کے حوالہ ہے۔

صفحہ ۲۱ مخدوم صاحبؒ کی شان مین لکھا ہے غلبہ جوانی اور غلبۂ شیطانی یا نفسانی کے ایک ہی معنی ہین جو اِس صفت مین متصف ہو وہ کسی حال مین صاحب ولایت نہین ہوسکتا۔

جواب بے نیازانہ تھا اُس کو جوانی پڑھا اور غلبہ کا لفظ اپنی طرف سے ایجاد کیا۔

صفحہ ۲۲ مخدوم صاحبؒ کا مخالف ہونا نعوذ باللہ ایک دناءت کی مجنونانہ حرکت کا ثبوت ہی (اور اُسی صفحہ مین) باورچی گری جو بقول آپ کے کرتے رہے تو نون مرچ ذرا ذراسی بات پر لڑنے کی عادت تھی ہی جبل گردد جبلّی برنہ گردد۔

صفحہ ۲۳ یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواههم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون یہان اِس کا جو کفار اور دشمنان خدا و رسول کی شان مین نازل ہی تمام صابریہ کو قرار دیا۔

صفحہ ۲۴ مخدوم صاحبؒ مین ایک صفت مذموم باقی رکھدی۔

صفحہ ۴۱ مخدوم صاحب کو ایک شخص مرید کہو خلیفہ کہو جانشین کہو تمام عمر مین نصیب ہوا تو وہ بھی ازروے تحقیق بناوٹی نکلا۔

صفحہ ۶۶ مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر قتال کلیری۔

اِس بے ادبی کی معذرت مین دو چار سطرین سیاہ کی ہین اور حضرت راجو قتال وغیرہ کے نام سے استشہاد لائے ہین ہر عاقل سمجھ سکتا ہی کہ یہ استشہاد بالکل لغو ہے وہی کہہ سکتا ہی جو محاورات اور مورد استعمال سے واقف نہین ایک عاشق اپنے معشوق کو قاتل ستمگر ظالم کہتا ہے مگر علاقۂ محبت کی وجہ سے بے ادبی نہین سمجھی جاتی تاکوئی مخالف کسی اپنے مخالف کو یا کوئی رعایا اپنے بادشاہ کو ظالم وستمگر کہے تو اُس سے کم وبیش کچھ سزا ملیگی جو خلیل الرحمن کو مل چکی ہے۔

صفحہ ۸۷ جس قدر قلمی نسخے پُرانے ہین وہ اُس ذکر سے پاک ہین۔

صفحہ ۸۴ مخدوم صاحب کا بُرے حالون اور بانکے دہاڑون کلیر مین پہونچتے ہی مسجد جامع مین جاکر منبر پر چڑھ جانا (اور اُسی صفحہ مین) مارے غیظ وغضب کے قطب اعظم کا مصلے پھاڑ ڈالنا وغیرہ وغیرہ مجنونانہ حرکات۔

صفحہ ۵۵ پھر حضرات صابریہ جو اپنے اجراے سلسلہ کے خیالی چاول پکار ہے ہین الی قولہ یہ بھی اپنے مخدوم معلوم کی اتباع مین سڑی سودائیون کی سی بڑ لگا رہے ہین۔

صفحہ ۸۷ تا زیست یار و دوست کی ملاقات تو درکنار الی قولہ عمر بھر لباس بھی نصیب نہین ہوا

صفحہ ۹۳ بقول آپ کے علاؤالدین محسن کش نام ہوتا تو بہتر تھا۔

یہ مُشتے نمونہ از خروارے ہے ساری کتاب اسی طرح گستاخانہ اور بے ادبانہ کلمات سے بھری ہوئی ہے

ہم چند شعر کسی کے نصیحتاً لکھتے ہین ؏

دل دُکھانا عاشقون کا اے بتِ عیار چھوڑ | باز آ جور و ستم سے شیوۂ آزار چھوڑ
یاد رکھ تو ایک دن ذلت اُٹھائیگا ضرور | مان لے کہنا یہ میرا صحبتِ اغیار چھوڑ
راستی پر چل کہ اک عالم تجھے اچھا کہے | کجروی بہتر نہین اے شوخ کجرفتار چھوڑ

ان بے باکیون پر بھی اگر کوئی بات ٹھکانے کی کہی ہوتی تو کوئی سمجھدار دیکھنے والا یہ سمجھکر کہ عزیز است اغماض کرتا یہان تو جو بات ہے بے اصل جو مضمون ہے بے تُکا ؏

ہر قدم پر لغزشِ مستانہ ہے | منزلِ ہستی ہے یا میخانہ ہے

ہم دو ایک باتین نشان دینے کے لئے یہان لکھتے ہین اسی پر اور باتون کو قیاس کرنا چاہئیے۔

صفحہ ۹۵ اور اور بھی بعض مقام مین حضرت اُویس قرنی سے سلسلۂ اویسیہ کا اجرا اور حضرت سرورِ کائنات کا اُن کو خرقہ عطا کرنا لکھا ہے۔ اوّلاً حضرت کا اُویس قرنی کے لئے خرقہ خلافت بھیجنا یا اُن کی بہ نسبت خلافت کی وصیت کرنا کسی معتبر کتاب مین سیر کے نہین لکھا اصابہ اور اسد الغابہ اور استیعاب وغیرہ سیر کی معتبر کتابین موجود ہین کہین نہین لکھا کہ حضرت نے اُن کو بالواسطہ یا بلا واسطہ خلیفہ کیا یا خرقہ بھیجا یا عطا کیا البتہ طبقات الکبریٰ وغیرہ مین اُن کے صحابی ہونے مین اختلاف بیان کیا گیا ہے بعضون نے کہا کہ زمانہ بھی حضرت کا پایا اور صحبت بھی ہوئی اور احد کی لڑائی مین شریک بھی ہوئے اور بعضون نے کہا زمانہ پایا صحبت نہین پائی اور بعضون نے ان کے وجود ہی کا انکار کیا ہے جو شخص ان کے خلیفہ رسول اللہ ہونے یا حضرت کے خرقہ پانے کا مدعی ہو وہ کتب معتبرہ سے ثابت کرے۔

ثانیاً اگر بالفرض مان بھی لیا جاوے کہ حضرت نے اپنا ملبوس بلا واسطہ یا بواسطہ اُن کو عطا بھی کیا تو یہ اُن کے خلیفہ ہونے کی دلیل نہین کیا حضرت جس کو اپنا ملبوس عنایت فرماتے اُس کا خلیفہ اور جانشین سمجھا جانا لازمی تھا ثالثاً اگر بطور روحانیت کے حضرت اُویس قرنی کو بلا واسطہ حضرت سے فیض حاصل تھا تو حضرت اویس قرنی کا اُس سلسلہ متصلہ کو جاری کرنا ثابت نہین جو دعوی کرتا ہو وہ بیان کرے کہ حضرت اُویس قرنی نے کس کس کو کس سلسلہ مین مرید کیا اور بیعت و خلافت عنایت کی اور سند متصل حضرت سے بلا واسطہ عنایت فرمائی سب متفق ہین اور اجماع مین فرق بالکل بے اصل ہے۔

صفحہ ۹۶ تعدد اسماے ذات بخلاف اسماے وصفات تعدد مسمی کو مستلزم ہے۔ بالکل غلط ہے مسمیٰ واحد کے لئے اسماء مختلف ہوا کرتے ہین ترادف کی بحث لغت مین ذرا دیکھئے شی واحد کے لئے متعدد اسم ہوتے ہین۔

صفحہ ۵۲ ترجمۂ قول الجمیل مین شاہ ولی اللہ صاحب کا یہ قول لکھا ہے کہ میرے والد شاہ عبد الرحیم کو

چند سال پیدا ہونے سے پہلے حضرت شاہ رفیع الدین اجازت بیعت و خلافت دے چکے تھے - یہ ترجمہ بالکل
محرف ہے قول الجمیل مین خلافت کا لفظ کہین نہین لکھا چنانچہ یہ عبارت ہے قول الجمیل کی وایضاً ادب
شیخنا عبد الرحیم علی سراوح جدہ لامة الشیخ رفیع الدین محمد واجازلہ قبل ان یولد
اور ترجمہ کی عبارت یہ ہے اور اُنھون نے اُن کو اجازت طریقت دی اُن کے پیدا ہونے سے چند سال
کے پہلے یہان نہ ترجمہ مین نہ اصل مین خلافت کا لفظ متوہم نے اپنی طرف سے یہ لفظ بڑھا لیا ہے
حالانکہ اسی جلوہ جمال مین خود ہی مانا ہے کہ خلافت اَور چیز ہے اور اجازت اَور -
صفحہ ۳۰ کل صوابر کا یہ عقیدہ ہے کہ کل دفتر اولیاء اللہ کا قطب صاحب کے پاس رہتا تھا جب تک
کہ اُن کے دفتر مین نام درج نہ ہو تب تک ولایت کسی کو حاصل نہین ہوتی - یہ بالکل افترا اور
اتہام ہے بلکہ یہ عقیدہ ہی سرے سے بالکل بے اصل ہے - اوّل مدعی کو یہ بات ثابت کرنا چاہئے
کہ اولیاء اللہ کے لئے کوئی دفتر بھی دنیا مین ہوا کرتا ہے دوسرے اُس دفتر کی محافظ دفتری اور
محرری اور اسم نویسی کی خدمت قطب صاحب کے سپرد تھی دلہ یثبت قط
صفحہ ۳۲ ضمیر سپردہ بصیغۂ مجہول سلطان المشایخ ہی کی طرف نسبتی طور سے پھرتی ہی) اس سے متوہم
کی فارسی دانی بھی ظاہر ہے سپردہ مجہول کا صیغہ ہی کیا خوب آمدنامہ متوہم کو خوب یاد ہے -
صفحہ ۲۱ اخلد فی الارض قرآن شریف مین موجود ہے - یہ قرآن پر افترا ہے قرآن مین یہ لفظ ہرگز نہین
البتہ اخلد الی الارض نوین سیپارہ سورۂ اعراف مین ہے -
صفحہ ۳۴ مصرعہ ثانی اس طور پر ہوتا کہ گوہر رسیدم بہ گوہر شناس بالکل بے معنی ہی - کیا اچھی اصلاح دی
خربزہ با گندہ بروزہ اگرچہ گندہ نگر ایجاد نیارہ -
صفحہ ۵۵ سفینۃ الاولیا مین داراشکوہ نے شیخ صابر لکھا ہی جن کو ہم بھی مانتے ہین - داراشکوہ نے
اُن شیخ صابر کا سلسلہ بھی بیان کیا ہے اور اُن کے مشایخ مافوق اور ماتحت کو بھی ذکر کیا ہے یہان تو
اِن کو مانا ہی اور چند سطر پیشتر اُن کے سلسلہ کے انقطاع کو ذکر کیا ہے وھل ھذا الا تدافع
حضرت جمال ہانسوی رح کے کمال و تقدس مین ہم کو ہرگز گفتگو نہین نہ ہم اُن کی جناب مین کسی قسم کے
سوء ادب کو جائز رکھین مگر کسی کامل کی طرف بدون ثبوت کامل کے کسی خاص کمال کی نسبت کرنا
دین و دیانت کے بالکل خلاف ہے حضرت سرور کائنات نے اپنی مدح مین مبالغہ کرنے کو منع فرمایا ہی
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ فی نبیھم خلیل الرحمٰن اور
اُن کے اخوان حضرت جمال ہانسوی رح اور اَور تین بزرگون کو اُن کے ساتھ قطب اعظم اور اقطاب اربع
لکھتے ہین تو ہم پوچھتے ہین کہ اِن حضرات کو قطب کے لقب کے ساتھ اَور بھی کسی نے یاد کیا ہے یا
آپ ہی نے یہ خطاب دیا ہے پھر ہم پوچھتے ہین کہ حضرت جمال صاحب اور تین بزرگوار دیگر حقیقۃً
قطب تھے یا مجازاً - اگر مجازی قطب تھے تو ہم کو کچھ بحث نہین اس لئے کہ ہر شخص اپنے
معتقد کی مدح مین مبالغۃً جو چاہتا ہی لکھتا ہی اور اگر واقعی اور حقیقی قطب تھے تو ہم پوچھتے ہین
کہ شیخ اکبر نے فتوحات مین اور اَور حضرات نے اَور کتب مین بھی اسی کے قریب قریب لکھا ہے
فاقطاب ھذہ الامۃ اثنا عشر قطباً علیھم مدار ھذہ الامۃ اور چند سطرون کے بعد

لکھتے ہین کہ فاما الاقطاب الاثنا عشرۃ فهم علی قلوب الانبیاء علیهم السلام فالواحد منهم علی قلب وان شئت قلت علی قدم اور آگے لکھتے ہین لکل قطب سورۃ من القرآن حضرات اقطاب اربع ان دوازدگانہ اقطاب مین سے کس نمبر کے قطب تھے اور کس نبی کے قلب یا قدم پر تھے اور قرآن مین کونسی سورہ اُن کے حصہ مین تھی اور قطب کے شان سے تو خفا ہے فی الیواقیت والجواهر ومن شانه الخفاء فتارۃً یکون حداداً وتارۃً تاجراً وتارۃً ببیع الفول یہ ظاہر کیونکر ہوئے۔ قطب اعظم تو ایک ہوا کرتا ہے باقی اولیا اور اقطاب اُس کے تحت مین ہوتے ہین۔ اگر جمال صاحبؒ قطب اعظم تھے تو بابا صاحبؒ اور سلطان المشائخؒ اُن کے تحت مین تھے یا نہین۔ اور ان حضرات کو قطبیت کب ملی اور کس نے دی اور اُور بھی ان کو کسی نے قطب مانا ہے یا نہین اور قطب تو ان بارہ سے زیادہ نہین ہوا کرتے جیسا شیخ نے لکھا ہی کہ لایزیدون ولاینقصون ان حضرات نے ماسبق کے کون سے اقطاب کی قائم مقامی پائی تھی۔ حضرت سلطان المشائخؒ یا قطب منور صاحبؒ نے حضرت جمال صاحبؒ کو قطب کہا ہے یا نہین۔ حضرت منور صاحبؒ نے حضرت جمال صاحبؒ تک بتوسط یا بلا توسط اپنا سلسلہ ملاکر کسی کو شجرہ دیا ہی یا نہین مشائخ معتمدین مین سے کسی نے اپنے تئین سلسلۂ جمالیہ کا مرید یا کتب معتبرہ سیر مین کسی معتمدین مشائخ کو سلسلۂ جمالیہ کا مرید یا مجاز لکھا ہے یا نہین ان سب امور کا جواب بحوالہ کتب معتبرہ جو حضرت جمال صاحب یا اقطاب اربع کے عین زمانہ یا قریب زمانہ کی تالیف ہون لکھا جاوے۔

ہم نے خلیل الرحمن اور اُن کے اخوان کے توہمات کو نہایت مختصر لفظون مین یہان بیان کیا ہے اس کی پوری تفصیل میرے مکرم صوفی جان صاحب نے اپنے رسالہ تنبیہ الغوی علی الصراط السوی مین کردی ہے فجزاہ اللہ خیر الجزا۔

من نتائج الافکار القلهد الکبیر والغطمطم الغزیر محقق العلوم العقلیه مدقق الفنون النقلیه المشتهر والمدعو بالالسنة والافواه مولوی محمد رحیم اللہ صاحب المدرس فی مدرسة اکبرآباد سلمه رب العباد صانه اللہ عن شرور اهل الغیّ والفساد

در منقبت حضرت مخدوم علی احمد صابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ

اِنَّا بِنَبْ عُقُولِنَا فِی ذَامِ ... لَا نَشْیءَ فِی حَجْرٍ مِنَ الْاَلَامِ
سُبْحَانَ مَنْ مِنْ اَمْرِهٖ فِی قَوْلِ کُنْ ... خَرَجَتْ وُجُوْدَاتٌ مِنَ الْاَعْدَامِ
وَهُوَ الْمُحِیطُ بِظَاهِرِیْ وَبَاطِنِیْ ... اَمْشِیْ وَخَلْفِیْ نُوْرُهٗ وَاَمَامِیْ
فَعَسَی الْحُدُوْثُ سَنَا وُجُوْبِ وُجُوْدِهٖ ... یَمْحُوْ کَمَحْوِ الشَّمْسِ کُلَّ ظَلَامِ
وَاِذَا هَمَمْتَ بِهٖ فَوَاقِفْ سَاعَةً ... بِحِذَاءِ قَبْرِهِمَا مِ کُلِّ هُمَامِ
وَهُوَ الْعَلِیُّ الصَّابِرِیُّ الْاَحْمَدُ ... یَوْمَ الْقِیَامَةِ ذُوْ مَقَامٍ سَامِیْ
وَاَظُنُّ اَنَّ وُقُوْفَ قَلْبِیْ هٰهُنَا ... قَدْ نَابَ عَنْ حَجِّیْ وَفَاقَ صِیَامِیْ

مَنْ جَازَ یَوماً فِی فِنَاءِ فَنَاءِہٖ　　قَدْ حَازَ فِی اللّٰہِ الْفَنَا بِتَمَامِ
اَضحٰی عَلٰی اَعْلَی الْمَقَامِ مَقَامُہٗ　　اِذْ نَمْلَۃٌ عَقِلَتْ بِبَالِ حَمَامِ
یَا حَبَّذَا مِنْ رَوضَۃٍ اَوْصَافُہَا　　لَتَجَاوَزَتْ عَنْ حَیطَۃِ الْاَقْلَامِ
کَمْ مِنْ فَیَافِی حَوْلَہٗ وَمَفَاوِزٍ　　وَمَہَامِہٍ وَسَبَاسِبٍ وَمَوَامِی
وَلَکَمْ اُسُوْدٍ عِنْدَہُمْ اَشْبَالُہُمْ　　فِی کُلِّ نَاحِیَۃٍ لَہَا بِمَنَامِ
لَا غَرْوَ اِنِّی اِنْ اَتَیْتُ بِمَدْحِہٖ　　مَعَ کَثْرَۃِ الْاَغْرَاضِ وَالْاَسْقَامِ
فَعَسٰی بِہِ الرَّحْمٰنُ یَقْضِی حَاجَتِی　　وَلَعَلَّ رَبِّی غَافِرٌ اٰثَامِی
یَنْفِی زُلَالُ الْبَحْرِ کُلَّ کَثَافَۃٍ　　یَمْحُو شُعَاعُ الشَّمْسِ کُلَّ ظَلَامِ
لَمْ اَنْسَ یَوماً ذِکْرَہٗ دَہْراً وَاِنْ　　اَصْرَرْتُ اٰثَاماً عَلَی الْاٰثَامِ
وَضَمِیْرُہٗ لَعَلٰی ضَمِیْرِی وَاقِفٌ　　اِنْ لَمْ یَفُزْ عُمْرٌ لِبِرِّ کَلَامِی
وَلَقَدْ سَئَلْتُ تَضَرُّعاً مُتَوَسِّلاً　　بِمَدِیْحِ کُلِّ حُلَاحِلٍ قَمْقَامِ
وَاَظُنُّ عِنْدَ اللّٰہِ لَیْسَ بِہَیِّنٍ　　مَدْحُ الْکِرَامِ وَہِمَّۃُ الْعُظَّامِ
مَنْ جَاءَ بَابَکَ لَیْسَ یَذْہَبُ خَائِباً　　یَا وَیْلَتَا اِنْ لَمْ اَفُزْ بِمَرَامِی
اَنْتَ الَّذِی بَحْرِی وَاَنْتَ سَمَائِی　　وَلَاَنْتَ دَامَانِی وَاَنْتَ غَمَامِی
کَانَ السَّمَاعُ عَطِیَّۃً لِکِرَامِہِمْ　　فَالْاٰنَ صَارَ مَطِیَّۃً لِلِّئَامِ
اَلْکَامِلُوْنَ لِفَرْطِ رَقْصِ رِعَاعِہِمْ　　شَاکُوْنَ کَثْرَۃَ قَعْدَۃٍ وَقِیَامِ
اَرْبَابُ حَالٍ سَاکِتُوْنَ وَقَالُہُمْ　　ہُمْ خَارِقُوا الْاَحْبَابِ وَالْاَکْمَامِ
لَیْسَتْ بِحَالٍ مَحْضُ قَالٍ کُلَّمَا　　مِنْ فِیْہِ یَصْدُرُ عِنْدَ کُلِّ کَلَامِ
عَمَلٌ وَفِیْہِ مِنَ الرِّیَاءِ وَسُمْعَۃٍ　　شِرْکٌ خَفِیٌّ یَا لَہَا مِنْ ذَامِ
وَشَکِیْدَۃُ النَّفْسِ الَّتِی تَرَکُوْبِہَا　　وَمَصِیْدَۃٌ فِی قَصْدِ حَبْلِ اَنَامِ
صَہْبَاءُ عِشْقِہِمْ مَرُوْحَۃٌ بِکَعُوْدَۃٍ　　وَدَلِیْلُنَا دُرْدِیُّہُمْ فِی الْجَامِ

مِنْکُمْ عَلَیْنَا اَلْفُ اَلْفِ سَلَامَۃٍ
مِنَّا عَلَیْکُمْ اَلْفُ اَلْفِ سَلَامِ

التماس

بصد عجز ونیاز ببارگاہ اعزاز حضرت خواجہ غریب نواز رضوان اللہ علیہ وعلیہم اجمعین

اَرْشِدْنِی اِذَا لَقِیْتُ غَبِیّاً　　اَلْہِمْنِی اِذَا سَکَتُّ عَیِیّاً
یَا خواجہ معین دین اجمیر　　یَا طَلْقَ الْوَجْہِ وَالْمُحَیَّا　(خار)
اِیَّایَ اَعِنْ عَدَا خَلِیْلِی　　اِیَّاہُ فَلَا لَعَنْ عَلِیّاً
ذَرْنِی لَا حُجَّۃٌ دَلِیْلاً　　اِذْ حُجَّتُہٗ بَدَتْ جَلِیّاً
یَسْعٰی فِی الْاَوْلِیَاءِ قَدْحاً　　طَیّاً بِلِسَانِہٖ وَلَیّاً　(چیستان)

فَابْرُزْ فِیْ صَفِّ حِزْبِ رَبِّیْ — کُنْ مِنِّیْ فِیْ حِزْبِهٖ حُدَیَّا
وَالْطُفْ فِیْ سَلْبِ مَا تَمَسَّتْ — فِیْهِ مِنْ سَوْرَةِ الْحُمَیَّا
یَمْحُوْ حَتْفًا وَبَاطِلٌ مَّا — یُبْدِیْهِ غَایَةَ الْمُغَیَّا
یَأْتِیْكَ وَهُوَ فِیْ ضَلَالٍ — لَوْ كَانَ رَشَادُهٗ مُهَیَّا
یَا خَوَاجَهْ مِنِ ارْتِیَاحِ قَلْبِیْ — لَمْ یَتْرُكْ لِیْ اَذَاهُ شَیْئًا
كَمْ مِنْ شَرَرٍ بِهٖ فُؤَادِیْ — قَدْ اُوْدِعَ جَمْرَةً وَّكَیَّا
مِنْ بَحْرِكَ لِیْ اَغِثْ بِغَیْثٍ — یَبْلُغْ مِنْهُ ظَمَایَ رِیَّا
قَدْ سَارَ اِلَیْكَ مِنْ بَعِیْدٍ — وَالْقَلْبُ مَزَارُكُمْ لَدَیَّا
یَا خَوَاجَهْ لِعَاجِزٍ ذَلِیْلٍ — هَیِّیْ وَهَلُمَّ مَا تَهَیَّا
مِنْ تَحْتِ الثَّرٰی اَضْحٰی لِصَوْتِیْ — بَلِّغْ صِیْتِیْ اِلَی الثُّرَیَّا
لَا تَتْرُكْ شِیْصَةً لِشَصَّامِ — اَطْلِقْنِیْ مِنْ قَیْدِ ذَا وَذَیَّا
قَدْ اَصْبَحَ حَیَّةً وَّذِیْبًا — مَنْ كَانَ مِنَ اللِّئَامِ مُحَیَّا
فَاسْتَأْصِلْهُمْ بِعَادِیَاتٍ — تُنْسِیْهِمْ صَكَّةً عُمَیَّا
وَاجْعَلْنِیْ نَافِعًا لِشَمْلِیْ — مَا عِشْتُ لَهُمْ وَدُمْتُ حَیَّا
مَا فَاتَ مِنِ اقْتِنَاءِ فَیْضٍ — اِسْتَدْرِكْ بِنَظْرَةٍ اِلَیَّا
مِنْ رَّوْضَتِكَ الَّتِیْ تَفُوْحُ — اَمْدِدْنِیْ بِنَفْحَةٍ وَّزَیَّا
رَیَّا رَیْحَانَتَیْ نَبِیٍّ — مَبْعُوْثٍ مِّنْ بَنِیْ لُؤَیَّا
سَلِّمْ یَا رَبِّ ثُمَّ بَارِكْ — مِنْ بَعْدِ الَّتِیْ اَوِ الَّتَیَّا
تَسْلِیْمًا دَامَتْ عَلٰی رَسُوْلٍ — مِنْ قَوْمِهٖ قَدْ نَشَا قُصَیَّا
وَالْاٰلِ وَصَحْبِهٖ وَمَنْ قَدْ — اَضْحٰی ظِلًّا لَهٗ وَفِیًّا
یُتْلٰی بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ — مَا تَتْلُوْ بُكْرَةً عَشِیَّا

مَنْ اَزْیَدُ مِنْكَ فِیْ كَمَالٍ
لَا تَحْسُدْ عَلَیْهِ یَا بُنَیَّا

در صفت روضۂ متبرکۂ حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ

بَدْرُ السَّمَاءِ لَهٗ سُمُوُّ مَقَامٍ — لٰكِنَّهٗ مَا مِثْلُهَا بِتَمَامٍ
یَا حَبَّذَا مِنْ قُبَّةٍ فِیْ رَوْضَةٍ — تَحْتَ السَّمَاءِ لَنَا كَدَارِ سَلَامٍ
هِیَ قِبْلَةُ الْاٰمَالِ كَعْبَةُ حَاجِنَا — كَمْ مِنْ مَطَافٍ حَوْلَهَا وَمَقَامٍ
بَیْتُ مَلَائِكَةِ السَّمَاءِ وَاَرْضِنَا — یَطُوْفُهَا فِیْ نِیَّةِ الْاِحْرَامِ
مَنْ زَارَهَا یَوْمًا بِصِدْقِ طَوِیَّةٍ — لَمَّا یَعُدْ مَا لَمْ یَفُزْ بِمَرَامٍ
مَنْ اَمَّ هٰذَا الْبَیْتَ اَضْحٰی اٰمِنًا — اِلَّا الَّذِیْ فِیْ قَصْدِ قَدْحِ كِرَامٍ
كَهْفُ الْوَرٰی وَمَلَاذُهُمْ وَمَعَاذُ مَنْ — كُلُّ الْمُلُوْكِ لَهٗ مِنَ الْخُدَّامِ

بستان ابراهیم جند جنیده ... فی القبض بسط العارف البسطامی

قد مات فی حب الاله حبیب من ... فی حبه منجاة کل انام

فی بذل نعمته خلیفة ربه ... کنز الجلال خزینة الاکرام

فجعلته جندی وجنة کل ما ... من اسهم فی اقوس الایام

لاسیما وقد ابتلیت بصاحب ... جاف بذی مغتدی متعامی

فلدفعه لا التجی الا الی ... مولی رؤف منعم مکرام

حمی الوطیس فللحمایة لا اری ... الا حماه کفی به من حامی

قد زارها خلی بارجل طینه ... انی بارجل طینتی اقدامی

بالراس والعینین انی زرته ... ان زاره مشیا علی الاقدام

اضحی لجلب مذمة اقدامه ... انی لدفع ملمة الهامی

حقا اروم وانه فی محقه ... شتان بین مرامه ومرامی

انی علی حق وفی ابطاله ... مسعاه وهو مزلة الاقدام

ان جاء جاءک لکل عام مرة ... واجیء الفی مرة فی عام

ان جاء بابک غیر منصرف نقل ... رح جا زصرفک مثل باب قطام

امریک لکن میمه مفتوحة ... ما شم رائحة من الاشمام

اقرینه ناتوذی بقرة عینه ... یا قاطعا جر لومة بحسام

هم اولیاء لا نفرق بینهم ... فاجنح لهم بصبابة وهیام

کلا ولا یغررک زهد ظاهره ... کیلا تعود بمنصب البلعام

عادی ولیا من عداوة نفسه ... اهو الذی یدعی الاسلام

واظن عند الله لیس بهین ... قدح الکرام ووصمة العظام

ما قلت ما قد قلت حتی قیل قل ... فقصیدتی تنبی عن الالهام

ان السحابة لم ترق من عنده ... من فیض بحر کل مزن هامی

ثم الصلوة علی النبی وآله ... وعلی مشائخنا وکل امام

ما هام فی واد المحبة هائم
ما دام دمع اخی الشجا بسجام

تقریظ دلپذیر من جانب صاحب جود عظیم وفضل عمیم واقف علوم ظاهری سالک سلوک باطنی جناب ابوالانوار نواب محمد رستم علی خانصاحب چشتی صابری سلمہ

هزاران هزار حمد خدائے جهان آفرینے را سزا است که بیک کاف کن هیژده هزار عالم را از نهان خانهٔ وجود بجلوه گاه شهود آورده جل جلاله و درود نا محدود رحمة للعالمینے را زیبا که برحمت عامه وشفاعت کبرے خود عالم عالم را امیدوار مرحمت فرموده - صلی الله علیه وآله وسلم - اما بعد می گوید بندهٔ ارادت ممتلی ابوالانوار محمد رستم علی

اکبرآبادی کہ چون بسعادت مطالعہ رسالۂ تنبیہ الغوی علی الصراط السوی مولفۂ امام العارفین برہان العاشقین منہاج السالکین بدرالاتقیا شمس الاصفیا منبع اسرار الٰہی مطلع انوار نامتناہی فانی ذات پیغمبر خاتم الزمان حضرت مخدومی معظمی مولانا شاہ محمد صوفی جان صاحب قبلہ مرادآبادی مدظلہ العالی حرفاً حرفاً مستفید افادات وستفیض افاضات گشتم۔ دانستم کہ این صاعقہ ایست از قہر الٰہی برای خرمن وجود باغیان بارگاہ صابری وطپانچہ ایست از غضب جناب کبریای بہت وجود طاغیان حضرت مخدومی۔ ہمانا کہ این رسالہ ہمان صمصام جلال صابری است کہ حالا بصورت این رسالہ متمثل گشتہ درپے جلوہ گریست۔ الحق این جواب لاجواب است کہ لوای لاثانی در اکناف جہان وآفاق زمان بلند افراشتہ وکسے را از مخالفان جای جواب بلکہ محل دم زدن نگذاشتہ اگر این بندۂ ناچیز سراپا بے تمیز شطرے از اوصاف این رسالۂ شریف بمعرض عرض آوردن خواہد العظمۃ للہ واگر برشمۂ از تحقیق وتدقیقش دم نطق زند استغفراللہ ناظران دانشمند وحق پسند بروقت ملاحظہ خود خواہند دانست کہ چگونہ دُرر غرر معانی در سلک تحقیق سفتہ اند وچسان جواہر زواہر حقایق ومعارف بردرج تحقیق درج نمودہ۔ عیان را چہ بیان ع یک دم آورو سے زیبارا ببین ٭ فی الحقیقت مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید۔ پس دیدن را بشارت بعبارت افزا وشنیدن را نوید سامعہ نواز است اللّٰھم صل علی محمد و الہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین٭

صورۃ ماقرظہ الفاضل الاجل صاحب العلم والعمل مولانا الحکیم ابوالمؤید محمد مظہر الہادی السہیل الامروہی

ہائے۔ یہ نفسانیت بھی کیسی بُری بلا ہے کہ جس کے پیچھے ہاتھ دھوکر پڑی کہین کا نہ رکھا اور نفسانیت بھی وہ جس مین دنیاوی ناجائز خواہشات اور طمع زر نے حلول کیا ہو۔ ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ خلیل الرحمن سرساوی ہمارے حضرت مخدوم ومعظم جامع الشریعۃ والطریقۃ مخزن فضائل صوری ومعنوی منبع علوم ظاہری وباطنی جناب مولانا شاہ سید محمد صوفی جان صاحب قبلہ کے رسالۂ قول فیصل کو دیکھتے ہی اپنے اعمال سیئہ اور گستاخانہ حرکات سے توبہ کرکے التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ کے مصداق ہوجائینگے مگر لاحول ولاقوۃ

تربیت نااہل را چون گردگان برگنبد است

جن طبیعتون مین خباثت کا مادہ بھرا ہوا ہے اُن سے ایسی امید عبث ہے۔

اللہ اکبر خلیل الرحمن جن کا مادۂ علمی بھی اُردو کی دوچار پہلی دوسری کتابون مین منحصر ہی وہ قول فیصل کا جواب لکھین استغفراللہ۔ دو برس تک حیران وپریشان پھر کر خدا جانے چند ورق اپنے نامۂ اعمال کی طرح کس سے سیاہ کرائے۔ اور نام رکھا جلوۂ جمال۔ اور اپنے ارشد خلفا امان خان کے نام سے چھپوایا خیرہ خلیل الرحمن ہون یا امان خان۔ سگ زرد برادر شغال مگر خلیل الرحمن نے اپنی معلومات اور مشیخت کی قلعی خوب کھلوائی۔ ہر ہر فقرہ پر مُنہ کی کھائی۔ تمام دنیا کو ثابت ہوگیا کہ خلیل الرحمن صاحب کا مبلغ علم یہانتک ہے۔ مرد خدا تم تو اچھے خاصے قادیانی مسیح کے خلیفہ معلوم ہوتے ہو۔ جواب لکھنا تو

درکنار قول فیصل کا ایک فقرہ ایک حرف بھی تمھاری سمجھ مین نہ آیا - معاذ اللہ
حضرات ناظرین - کیا قول فیصل اس قابل تھا کہ کوئی حقیقت آشنا اُس سے اعراض کرے کیا اُس مین کوئی مسئلہ ایسا بیان کیا گیا ہے جس کی سند اولیاء کاملین کی تعلیم تک نہین پہونچتی - آپ تو سمجھ سکتے ہین کہ قول فیصل طالبان تحقیق کے لئے مرشد کامل کا حکم رکھتا ہی اُس کا جواب لکھنا اور مخالفت کرنا خلیل الرحمن جیسے اختراعی اور مصنوعی پیرون کا کام ہی - اگرچہ جلوۂ جمال کا کوئی حرف اس قابل نہ تھا کہ اُس کی طرف توجہ کی جاتی لیکن ع

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است　　　　وگر خاموش بنشینم گناہ است

کے موافق سخت احتیاج تھی - کیونکہ جہلا کے خیال مین سکوت کا ضرور مخالف اثر پیدا ہو سکتا تھا - اس لئے یہ رسالہ تنبیہ الغوی علی الصراط السوی صوفی صاحب نے جلوۂ جمال کی اشاعت سے پہلے ہی لکھکر شائع کردیا اِس مین صوفی صاحب نے اپنے قدیمی محققانہ اُصول کے ساتھ اچھی طرح وساوس جمالیہ کی بیخ کنی فرمائی ہو کسی فقرہ پر بلا دلیل کے قلم نہین اُٹھایا - خوبی یہ کہ قول فیصل کے لاجواب مضامین کا انتخاب نہایت خوبی کے ساتھ فرمایا ہے - اگر اب بھی خلیل الرحمن وہی مرغے کی ایک ٹانگ گاتے رہین تو ہم صوفی صاحب قبل سے عرض کئے دیتے ہین انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء آپ نے اپنے فرائض منصبی کی بجا آوری مین پوری ہمت صرف فرمائی - رہا مقصود تک پہونچا دینا وہ خدا کا کام ہے - پیرجی خلیل الرحمن صاحب اب آپ اپنے لمبے لمبے بالون اور دلربا صورت پر رحم فرما کر اپنی مزخرفات لا یعنی سے توبہ کیجئے ورنہ یہ سمجھ لین کہ آپ کا نام کلا ان کتاب الفجار لفی سجین کے رجسٹر مین درج ہوگا اور قیامت کے روز وقودھا الناس والحجارۃ آپ کا مکان ہوگا -

محمد مظہر الہادی عفی عنہ　مالک رسالہ مظہر الاسلام　اجمیر شریف

تقریظ نتیجہ طبع بلند وہمت ارجمند سالک طریق الیقین مولوی محمد ضیاء الدین صاحب چشتی صابری مراد آبادی

الحمد للہ حمداً کثیراً وافراً کہ درین ایام ہدایت انجام کہ از مدت یکسو فلغلۂ غوایت غالیان صدائے لا اصل لہٗ برحضرت صابر و صابریان زدہ گوش جان جہانیان بیخراشید ند واز ہرسو جہانیان سہام لوم ولعن برآن بیخردان می بارید ند شہسواران سمجند معانی ارجمند و مضامین بلند الفاظ رسالہ تنبیہ الغوی علی الصراط السوی مولفہ حضرت صوفی باصفا گلدستۂ گلزار سیادت و اصطفا سیدی سندی حضرت مولانا سید محمد صوفی جان صاحب قبلہ مراد آبادی دامت فیوضہم بارایات تحقیق ولوایات تدقیق لبسر کردگی افلاطون زمان رستم ثانی جناب نواب معلی القاب دریا دل حاتم وقت نواب رستم علی خان صاحب بہادر دام دولتہم دران سو تاختہ سرہاے خیالات فاسدہ و دعاوی باطلۂ آن گروہ بے شکوہ را از دوش غفلت و ذہولت بزیر پاے خواری و مذلت افگندند وفتح ونصرت نصیب اولیاء دولت قاہرہ یعنی خدام حضرت مخدوم صابر رحمۃ اللہ علیہ گردید آنچنانکہ کسے را از ان بے سروپایان مجال آن نماندکہ بازپاے جرأت درین میدان مردآزما نہد چراکہ رستم ہندی تیغ ہندی برہان قاطع بکف چشم براہ خصمے استادہ است کہ چون پا برین عرصۂ جان فرسانہد سرش بپایش افگند یعنی واقف رموز خفی وجلی جناب نواب رستم علی ذوالفقار علی بدست منتظر وقت کہ ہر مقابلے کہ پیش آید ہمان ساعت اوراپس پا نماید وحسب حال آنوقت این شعر از ریختہ غالب سرآید ع متقابل ہی مقابل میرا + رُک گیا دیکھ روانی میری + الحق این رسالہ رسالہ ایست کہ کسے درجوابش

برخاستن نمی تواند و اگر کسے بہ تحریض آن ناعاقبت اندیشان خواہد برخاست خواہد افتاد بنائً علی ہذا می گوید بندۂ نالایق خیرخواہ خلایق کمترین بے تمکین محمد ضیاءالدین مرادآبادی کہ اگر بعد مطالعۂ این رسالۂ تنبیہ الغوی علی الصراط السوی ہم غوی بر صراط سوی آگاہ قوی نہ گردد و بگرد این میدان مردان بگردد

بحالش سخت می لرزد دل من | کہ خون خویش میگیر و بگردن | درین میدان کہ طاقت تنگ است را | ادب ناآشنایان را چہ کار است
ترا بگردن خود گر سرے ہست | مزن دم پیش آن شمشیر در دست | ترا با عافیت گر نیست جنگے | چہ لازم شیشہ بردن پیش سنگے
تو ئی زاہد بخوبانت چہ کار است | زما گفتن شنیدن اختیار است | نباشد بزم خوبان جاے پرخاش | اگر پرسی ز من خاموش میباش

وما علینا الا البلاغ -

تقریظ ریختۂ اشہب کلک شوخ و تیز رفتار صوفی با صفا سالک فنا و بقا جناب محمد عبدالعزیز خانصاحب بسمل چشتی نظامی فخری

مژدہ اے دل کہ دگر باد صبا باز آمد | ہدہد خوش خبر از شہر سبا باز آمد

یارب این صبحیست یا صبح عید مشتاقان - خداوندا این روزیست یا ہنگامۂ نوروز چشم براہ و گوش بر آوازان - الٰہی این شبیست یا شب برات وصال عشاقان - یا لیلۃ القدر عارفان - یا معشوقیست حجلہ نشین کہ از پردۂ غیب جلوہ نمودہ - یا محبوبیست دلپذیر کہ از حجاب بطون رو بظہور کشیدہ - یا لیلی محمل نشین جانست کہ مجنون طبائع قیس مشربان را باعث تسکین قلب محزونست - یا شیرین شیرین اندازیست کہ فرہاد مزاجان کوہ عشق را درمان درد درونست - یا آفتابیست جہانتاب کہ شپرہ چشمان کور باطن را راہ ہدایت می نماید - یا چراغیست روشن کہ گمراہان تیرہ درونان را از طریق ضلالت بر جادۂ صراط مستقیم رشادت و سعادت میرساند - یا دلیلیست قاطع و برہانیست ساطع - یا یکے از حجت قاطعۂ قہر الٰہیست یا سیف مسلول حقانیت کماہیست - یا صمصام انتقام جلال حضرت صابریانست یا آئینۂ مظہر جمال جمیلۂ مشائخ نظامیانست - در حیرتم کہ چہ گویم و چہ نویسم آسے جز ہمین چہ سرایم و چہ نام نہم کہ این شعشۂ از برق خاطف غضب حضرت جناب مخدوم صابر با کمال است و در حقیقت پرتوۂ از صاعقۂ صفت قہر و جلال حضرت ذوالجلال است -

المختصر ہر چہ گویم رواست وانچہ نگارم سزاست آمدم بر سر مطلب الحمدللہ این زمان نصرت اقتران نسخۂ دلچسپ رسالۂ المسمی بہ رسالۂ تنبیہ الغوی علی الصراط السوی من تصنیف حضرت مخدومی مکرمی سیدی سندی جناب شاہ سید محمد صوفی صاحب ہمانصاحب مرادآبادی دامت برکاتہم در جواب جلوۂ جمال مصنفۂ جناب خلیل الرحمن صاحب سرساوی طبع گردیدہ نور و سرور بخش سینۂ چشم صافی دلان و رہنماے کجروان وادی ضلالت و خذلان و شمشیر خون ریز فرق مخالفان تیرہ درونان شد - الٰہی مقبول و مطبوع طبائع خواص و عوام باد بحرمت النبی و آلہ الامجاد - مکرر گذارش اینست از انجا کہ جناب خلیل الرحمن صاحب نسبت تقریظ نگاران رسالۂ قول فیصل قلمی فرمودہ اند - کہ این جملہ کسان گمنام اند و کسے اینہا را نمیداند بنائً علیہ این احقر ملتمس خدمت آنچہ اشخاص معروف و مشہور خلایق حق دان و حق گو و حق شناس می باشند و کسانیکہ غریب و مسکین و مسلمانانند حق گو نمی شوند ۶ برین عقل و دانش بباید گریست - پس ازین صاف ظاہر است چنانکہ خلایق این زمانہ جناب پیرجی خلیل الرحمن صاحب را میدانند ہمچنین طور جناب والد ماجد مرحوم و مغفور خلیل الرحمن صاحب را نمی دانند - جاے غور است کہ شہرت نبودن شان باعث ناحق شناسی شان آن لازم نمی آید نعوذ باللہ منہا باید کہ پنبۂ نخوت و خودنمائی از سمع شریف برآرید و بگوش ہوش بشنوید کہ اینکس شخص مسلمان حنفی المذہب نظامی المشرب عقیدت گزین حضرات پیران طریقت است و اسم این عبد غریب عبدالعزیز خان رامپوری است و از تعصب و کینہ سینہ خالیست و نیز آنست کہ بمقابلہ جملہ خیالیان بفحواے نصر من اللہ و فتح قریب نقارۂ فتح و نصرت بدست آوردہ چہ اشتہار دو ہزار روپیہ مشتہر کردہ تا ایندم جوابش ہم از جانب گروہ جاہلی خیالی در وجود امکان نیامدہ ہمہ تن منتظر است والسلام علی من اتبع الہدے و ما علینا الا البلاغ ط

مطبع اکبری آگرہ واقع محلہ نئی بستی کٹرہ گاڑیبانان شہر آگرہ مین مجید الدین احمد کے اہتمام سے چھپا

نقشہ روضۂ تاج محل آگرہ

ضمیمۂ پیسہ اخبار لاہور

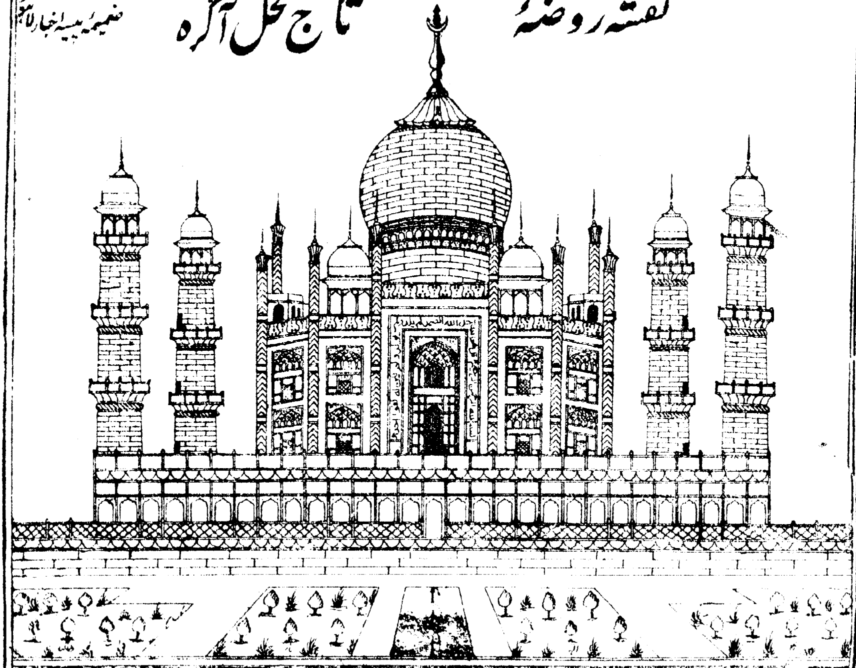

پچاس روپیہ انعام

رسالہ

بدر الدجیٰ (معروف بتکملۂ) اظہار الہدےٰ

(مؤلفہ مولوی جہانگیر خان صاحب شکوہ آبادی سُنّی الحنفی)

کے جواب دینے والے کو

یہ کتاب (بدر الدجیٰ) غریب سُنّیون کے لئے اپنے بھائی شیعون کے مضبوط حملے روکنے کو ایک زبردست سپر ہی جسنے آفتاب نصف النہار کی طرح صاف روشن کر دیا ہی

دشنام بمذہبے کہ طاعت باشد   مذہب معلوم و اہلِ مذہب معلوم

اُدھر تو خلفائے ثلثہ کا زمانہ جاتا رہا اور اِدھر بنی فاطمہ کا سایہ ہمارے سر سے اُٹھ گیا اگر دونون فریق اب ہوتے تو ضرور ہم خلافت جناب علی علیہ السلام کو دلا دیتے پھر چاہے حضرت علیؑ شیر خدا و ید اللہ ہو کر ہمسے لڑاہی کیون نہ کرتے ہم ایک نہ مانتے - وہ تو عالم ما کان و ما یکون ہو کر ان دونون کو لڑا گئے فیصلہ ہمین کرنا پڑا ہی اس لئے تکلیف کی جاتی ہی کہ جو سنّی بھائی اس مار کے پیچھے کی توبہ سے اپنا پیچھا چھوڑانا چاہین وہ اس کتاب کو ضرور خریدین - تمام دفتر پارینہ کا لُب لُباب ہی بڑی بڑی کتابون کا انتخاب ہی - خلاصہ میں مطول کا مزا ہی جیسا کہ فہرست مضامین سے ظاہر ہی جو حسب ذیل ہی - یہ کتاب تین حصّون پر منقسم ہی

حصّۂ اوّل دیباچہ - ذکر اصحابؓ باصفا - ذکر صحت قرآن - ذکر خلافت ذکر امامت - ذکر خلیفۂ اوّلؓ - باغ فدک کا جھگڑا - قصّۂ سوہنیؓ - ذکر خلیفۂ دومؓ ذکر ابو شحمہ حضرت شہربانو کا حال - شادی اُم کلثومؓ - ذکر خلیفۂ سومؓ - ذکر خلیفۂ چہارمؓ - ذکر خلیفۂ پنجم امام دومؓ - قصّہ بیعت امیر معاویہؓ - ذکر امام سومؓ معرکۂ کربلا - آداب عشرۂ محرم - ذکر امام چہارمؓ - ذکر امام پنجمؓ - ذکر امام ششمؓ ذکر امام ہشتمؓ - ذکر امام نہمؓ - ذکر امام دہمؓ - ذکر امام یازدہمؓ - ذکر امام دوازدہمؓ - ذکر عبد اللہ بن سبا - ذکر اہل شیعہ کے فرقون کا - ذکر مسائل شیعان - مناظرہ شیعی و سُنّی - ذکر عقائد شیعان - ذکر مطعونات شیعان - ذکر تعصبات شیعونکا سوالات اہل سنّت -

حصّۂ دوم تردید کل انوار الہدیٰ شیخ احمد دیوبندی شیعی جدیدی کا - حکم پیروی خلفاء راشدین - اسناد علماے دیوبند -

حصّہ سوم موسوم بہ افتخار الہدیٰ جواب افتراء صاحب معیار الہدےٰ - جواب پہلے افترا کا - جواب دوسرے افترا کا

فہرست سے ناظرین سمجھینگے کہ یہ مستقل کتاب ہی اگرچہ یہ خیال بھی اُنکا سچ ہوگا مگر اتنا اور بھی سُن لین کہ حضرت شیخ احمد دیوبندی نئے شیعہ کی انوار الہدیٰ اور شمس الضحیٰ کا دندان شکن جواب ہی - اور طرفہ تر یہ ہی کہ لئیق مصنف نے اپنا ایک لفظ نہین لکھا تمام جواب کتب معتبرۂ شیعانِ پاک سے دیا ہی

تمام درخواستین بنام محمد عبد الرحیم و تندیر الدین احمد محلہ نئی بستی کٹرہ کاڑیانان آگرہ آنی چاہئین

اور اُسپر کھُلے خزانہ اشتہار دیا ہی کہ جو شیعہ تہذیب کے ساتھ میری کتاب کا جواب باصواب دیگا اُسے پچاس روپیہ انعام دیا جائیگا۔ ہم کو اُمید ہی کہ اگر شیعہ بھائیون کو جواب دینے مین شرم آوے تو ہمین مرحمت فرمائین تاکہ پھر کتا ہوا اچپا سا ہمین ملجاوے قیمت فیجلد ۱۲ آ مع محصول ڈاک

شیعہ و سُنّی کا مناظرہ اور اُسکا اثر و نتیجہ

یعنی رسالہ

اسرار الہدے

رسالۂ بدر الدجیٰ (معروف بہ تکملہ) اظہار الہدے مذکورہ بالا جناب مولوی جہانگیر خان صاحب شکوہ آبادی سُنّی کا ایسالا جواب ہی کہ آج تک اُسکا جواب کسی شیعہ سے نہ بن پڑا۔ بدر الدجیٰ کو سیکڑون ہی شیعہ نے فرط شوق سے پڑھا چونکہ بحث معقول و مدلل تھی اہل انصاف کے دل قبول ہی کیا چاہین اکثر حضرات شیعہ سُنّی ہوگئے منجملہ اُنکے منشی سید جوہر علی صاحب مچھلی شہری بھی (جو بڑے ہی لائق اپنے مذہب کے ذی علم تھے) بتائید ایزدی سُنّی ہوئے ایسے بڑے قابل رکن اعظم کا اپنے گروہ مین سے نکلکر مؤید مخالفین ہوجانا اہل شیعہ کو سخت ہی ناگوار گذرا (جیسا کہ ہونا چاہئے) پس تمام شہر کے شیعہ جمع ہوئے اور جمہوری راے سے منشی صاحب موصوف سے چند ایسے سوال کئے کہ جن کے جواب اپنے دہن مین محال تصور کرتے تھے اور فی الحقیقت وہ ایسے ہی دشوار سوال ہین ملاحظہ فرمائے۔ یہ ہین (۱) خلافت کے بارے مین کوئی صحیح حدیث ہی یا نہین (۲) اگر صحیح حدیث ہی پھر شوریٰ کیسا (۳) حضرت صلعم نے اِس ذکر کو مجمل کیون کہا مفصل کیون نہ فرمایا۔

حضرات غور فرمائے کہ یہ کیسے مشکل سوالات ہین اور اُنکے جواب کسقدر دشوار مگر حق حق ہی ہی اور باطل باطل منشی صاحب نے بفضل خدا و اعانت مولوی جہانگیر خانصاحب شکوہ آبادی اہل سنت کی کتب معتبرہ سے وہ دندان شکن جواب دئے کہ دیکھنے سے حیرت ہوتی ہی اور اُسپر غضب یہ کیا کہ اہل شیعہ کی کتب احادیث و تفاسیر مستند سے بھی ثابت کردیا جو اُن کو بلا عذر ماننا پڑا۔ اب سب دم بخود ہین ۶ کاٹو تو لہو نہین بدن مین اس رسالہ مین علاوہ اسکے اہل نواصب کے اُن اعتراضون کے جواب بھی منجانب اہل سنت دئے ہین جو شیعہ و سنی دونون پر عائد ہوتے تھے۔ آخر کتاب مین صرف ایک سوال اہل سنت کی طرف سے شیعون پر قائم کرکے کتاب کو ختم کردیا ہی قیمت فیجلد ۱۱ر مع محصول و ویلیو پے ایبل

تذبیح البقر

اِس رسالہ مین گائے کے ذبح کرنے اور گوشت خوری کو وید۔ شاستر

اور پُران سے ثابت کیا اور پنڈت دیانند سرستی کے اصول گؤ رکھشا کا دندان شکن جواب ہی واقعی قابل دید ہی قیمت ۲۰ر مع محصول

مولود قادری

یہ رسالہ سوانح عمری ہی حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر الجیلانی رح جن کی شان یہ ہی قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ (یعنی میرا قدم اوپر گردن کل اولیاے اللہ کے ہی) زہے نصیب اُن حضرات کے جو حالات ایسے عالی مقام کے پڑھکر فیض حاصل کرین اور زہے قسمت اُن بزرگون کی جو اس سلسلۂ عالیہ مین بیعت رکھتے ہین اور اپنے جان و مال کو محبت محبوب یزدانی مین قربان کرتے ہین اس رسالہ مین نہایت معتبر و با وثوق حالات حضرت غوث اعظم قطب عالم کے ولادت سے تا وصال مع کشف و کرامات و سلسلۂ بیعت کے مشرح و مفصل درج ہی اور آخر کتاب مین قصیدۂ غوثیہ مع ترجمہ و اسناد درج ہے قیمت فیجلد ۶ر مع ویلیو و محصول

صراط ہدیٰ

یہ رسالہ حضرت قطب عالم غوث الاعظم محبوب سبحانی حضرت سیدنا و مولانا شیخ محی الدین عبدالقادر الجیلانی پیران پیر دستگیر کی تذکرہ [illegible] ہین کے جوازمین بڑی خوبی و خوش اسلوبی سے چھپا ہی قیمت ۲ [illegible]

نجات قاسم (مع ضمیمہ) نذر محبوب

واضح ہو کہ یہ کتاب فیض انتساب یعنی نجات قاسم ذکر اولیا کرام سلف و خوارق عادات و کشف و کرامات و اذکار وغیرہ سے مملو و پُر ہی اور ضمیمہ اسکا مسمی بہ نذر محبوب مصنفہ جناب سیدنا و مولانا حاجی حرمین الشریفین جناب مولوی سید شاہ محمد اکبر صاحب ابو العلائی دام ظلکم سے ہی جسمین تمام شہرون کے صوفیانِ حال کا ذکر بسلسلہ و بیعت خاص نہایت صحت کے ساتھ ارقام فرمایا ہی قیمت فیجلد ۱۲ر مع محصول و ویلیو

تلقین طریقت (معروف بہ) ادراک

یہ کتاب جسم تصوف کی جان ہی جو جملہ طریقون اور تمام خاندانون کے لئے مفید ہی وہ کتاب ہی جسے اِس ضروری اور اہم علم کی حروف تہجی کہنا چاہیئے جو لوگ معرفت الہی کے شائق ہونگے وہ اِس بے بہا کتاب کو ہاتھون ہاتھ لینگے۔ چوبیس ۲۴ تلقینین اسکی کیا ہین گویا ۲۴ منزلون مین منزل مقصود کو پہنچا دیا ہی۔ ایک ایک حرف اس گوہر شاہوار کا نقش کالحجر کرلینے کے قابل ہی دافع مین جو کتاب خدا کی راہ کو بتاتی ہو اور حبیب رب العلمین کے قدم بقدم چلاتی ہو اُس کی قیمت ۱۰ر علاوہ محصول ڈاک کے بہت کم ہی اس ۱۲۴ صفحہ کی اُردو ہدایت کو ہم سے ویلیو پے ایبل منگا کے

[illegible] حرف پر عمل کیجئے پھر اگر خدا آپ کے ساتھ نہ ہو تو ہمارا ذمہ۔ کاملون کی زبان اور بیان مین اثر نہ ہو چہ معنی دارد یہ ارشاد ہین ایک عارف کامل کے سینہ سے نکلے ہوئے یہ ہدایتین ہین حضرت سالک راہ خدا ومحبوب محمد مصطفیٰ جناب سید شاہ محمد اکبر صاحب ابوالعلائی داناپوری کی۔ جو اہل دل اِسے دیکھینگے ہرگز فیض سرمدی سے محروم نہ رہینگے

بر رسولان بلاغ باشد وبس

قیمت فی جلد ۱۲ ر مع محصول

ایک پیارا رسالہ

مسمی بہ

دل

جسمین وہ باتین ہین جو دل سے نکلی ہین اور دل مین سما جاتی ہین اور جب دل مین سما جاتی ہین تو دل کو خدا کا گھر بنا دیتی ہین غرضکہ یہ رسالہ وہ ہے جسکی پیاری پیاری باتون کے حق مین مرد حق بین کو یہی کہنا پڑتا ہی۔

تمھارے واسطے دل سے مکان کوئی نہین بہتر
جو آنکھون مین تمھین رکھون تو ڈرتا ہون نظر ہوگی

کیچھ [illegible] ارشادات ہین حضرت سالک مسالک طریقت واقف منازل حقیقت مولانا مقتدانا حضرت سید شاہ محمد اکبر صاحب ابوالعلائی داناپوری کے جو اُنھون نے اپنے مریدان خاص اور معتقدان با اختصاص کے تعلیم وتربیت کے لئے فرمائے ہین جس سے صاف ظاہر ہی کہ اسمین نفس اَمّارہ کے ڈھانے کے لئے کیا کیا نہ غضب کئے ہونگے۔ اُستاد لاثانی شاگرد صاحب ارادت پھر کاہے کی کمی رہی جن صاحبون کو زنگ طبیعت کی دور اور رنگ حقیقت سے پُر نور ہونا منظور ہو وہ ہمارے پیارے " دل "کو خرید لین اچھا سودا ہی کہ ہر اڑے بھڑے مین اُن کے کام آئیگا اور تزکیۂ نفس کی حالت مین دور کی سوجھائیگا۔

من قاش فروش دل صد پارۂ خویشم

گویہ رسالہ شاہ صاحب کے اُن ارشادات کا ذخیرہ ہی جو خاص اوقات مین مریدان با اختصاص کی تعلیم کے واسطے زبان فیض ترجمان سے نکلے مگر تعلیم ایسی عام اور بلا تخصیص ہی کہ ہر شخص خواہ کسی سلسلہ وخاندان کا ہو اس سے مستفید ہو سکتا ہی اسواسطے یہ رسالہ ہر شخص کے واسطے مفید ہی حجم اس معشوق طنّاز کا دس جز و کے قریب ہے اور ۳۲ ارشاد ہین

قیمت مع محصول ڈاک ۱۴ ر

شفاعت اُمت

اسمین مسئلہ شفاعت کو نصوص قرآنی اور احادیث معتبرہ خیرالانام اور اصحاب کرام اور اولیاے عظام اور فقہاے زمان سے مدلل طور پر ثابت کر دیا ہی۔ ہر ایک بحث کو بڑی شرح وبسط کے ساتھ تحریر فرمایا ہی جابجا وہ نکات علم تصوف کے بیان فرمائے ہین کہ دیکھنے سے تعلق ہی مجملاً کیفیت فہرست مضامین سے واضح ہوگی وہ یہ ہی۔ مقام ادب مقام محبت۔ مقام فضیلت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بر آدم ؑ۔ فضیلت آنحضرت صلعم بر ابراہیم علیہ السلام۔ فضیلت آنحضرت صلعم بر موسیٰ علیہ السلام۔ مقام شفاعت **قیمت فیجلد ۷ ر مع محصول**

ویدون کی حقیقت

یہ کتاب سرآمد علماے روزگار ابو المکارم مولوی بقا حسین خان صاحب فلکی منجم عالیجاہی فیروز آبادی کی طبع عالی کا نتیجہ ہی جس مین ویدون کے منترون۔ قدیم تواریخ کے مختلف فقرون خصوصاً پنڈت دیانند سرستی کے مقولون سے ثابت کر دیا ہی کہ چارون وید انسانی تصنیف ہین الہامی کتاب نہین۔ نہ اُن کی تصنیف کو ایک ارب ۹۶ کروڑ ۸ لاکھ ۹۲ ہزار نوسو پچھتر برس گذرے متلاشیان حق خیر اندیش کو لازم ہی کہ اپنی چشم بصیرت کو اس کے مجلی دلائل سے روشن کرین **قیمت ۲۰ ر**

خلعت آریہ

بجواب بارہ سوال فرقہ آریہ

یہ کتاب جناب مولوی ابوالفرح حافظ عبدالحمید صاحب پانی پتی علامۂ عصر کی تصنیف سے ہی جسمین بارہ سوال آریون کا دندان شکن جواب ہی بے شک کتب مناظرہ مین یہ اوّل نمبر کی کتاب ہی خوبی اِس کی دیکھنے پر منحصر ہی **قیمت فی جلد ۵ ر**

صدقۂ جاریہ براے فرقۂ آریہ

مصنفہ مولوی عبدالحمید صاحب مناظر پانی پتی۔ یہ کتاب بدوح اور مادہ کی ہیئت اور تناسخ اور گیارہ علوم متعارفہ آریون کے بطلان مین عدیم المثال ہی **قیمت فی جلد ۷ ر مع محصول**

مولد غریب مصنفہ مولانا شاہ محمد اکبر قابل دید ہی قیمت ۹ ر

ذکر الشہادتین حضرت سیدنا امام حسین ؑ وغیرہ شہداے کربلا کا ذکر ۹ ر

سر الشہادتین ایضاً ایضاً ۹ ر

بوستان شہادت ۱۱ ر

گذشتہ سال کی تقویم حسینی

تقویم حسینی ۱۸۹۳ ء اسمین سنہ ہجری کی حقیقت ہی قیمت ۲ ر

تقویم حسینی ۱۸۹۴ ء
تقویم حسینی ۱۸۹۵ ء } ان دونون مین سمت بکرمی کی حقیقت ہی ہر یک ۲ ر

تمام درخواستین بنام محمد عبدالرحیم ونذیرالدین احمد محلہ نئی بستی کٹرہ گاڑی بانان شہر آگرہ

جنتری ۱۸۹۶ع

یعنی

تقویم حسینی بابت ۱۸۹۶ عیسوی

یہ ایک بے نظیر و بے مثل جنتری دیکھنے کے لائق اور محققون اور مورخون کی جان ہی۔ اِس مین اَور جنتریون کی سی کُنڈلیان اور بیہودہ گورکہ دھندے اور بیفائدہ خانے نہین ہین جو سو مین سے صرف ایک آدمی کے کام آتے ہون باقی سب کے لئے فضول اور دامون کا نقصان ہوتے ہین اور وہ ایک آدمی بھی جو اُنھین دیکھتا اور سمجھتا ہوگا ذہمی اور دقیانوسی خیالات کا ہوگا۔ اِسلام نہ تو نجم پرست ہی نہ ہم مسلمان ایسی باتون سے کام رکھین۔ ہم علم تاریخ کے موجد ہین تو کرانالجی یعنی علم ماہ و سال کی درستی ضرور ہی اور اُس کا سمجھ لینا ہمارا فرض ہی اس لئے ہم اپنی جنتری مین اسی کے سمجھانے کی کوشش کرینگے۔ چنانچہ اِس سال ہمنے سن عیسوی کی حقیقت آئینہ کر دی ہی جس سے سنہ ایک عیسوی سے لگاکے قیامت تک کے سبھی ماہ و سال و یوم تم بغیر مدد کتاب کے اُنگلیون پر گن کے بتا سکتے ہو۔ اور ہجری و بکرمی تاریخ و دن سے اُس کی تطبیق کرنا آئندہ اَور جنتریون سے معلوم ہوگا کیونکہ ایسے بڑے کام کو ہم آنہ دو آنہ کے ایک ہی رسالہ مین بخوبی نہین بتا سکتے تھے دریا کوزے مین بھر گیا ہی ایک آبخورے مین سمانا ممکن نہ تھا۔

پھر آٹھ سنین مروجۂ ہند [عیسوی۔ ہجری۔ فصلی الٰہی۔ بنگلہ۔ پروسٹ۔ فصلی۔ بکرمی۔ ساکے شالباہن] کی تاریخین بقید دن اور مہینے کے اسمین مندرج ہین۔ تتھ کی مقدار۔ دنمان۔ آفتاب کا طلوع وغروب چاندنی کی کیفیت بھی ہر روز کے ساتھ ہی۔ کیفیت کے خانہ مین ہندو اور مسلمانون اور عیسائیون کے تہوار اور اشکال ماہتاب لکھے گئے ہین ہر مہینے کے ساتھ دو صفحے جدول کئے ہوئے اور دن اور تاریخ عیسوی و ہجری لکھے ہوئے روزنامچہ اور یادداشت روزمرہ لکھنے کو موجود ہین ہر صفحہ پر ایام گذشتہ اور ایام باقی تسہیل حساب کے واسطے لکھ دئے ہین حواشی مین مطالب مفیدہ بتائے گئے ہین۔ اور چند اَور جدولین کارآمد لگادی گئی ہین۔ غرضکہ اس جنتری مین کوئی بات بیکار اور ایسی نہین ہی جو کسی کی سمجھ مین نہ آوے۔ اَور جنتریان صرف جنتری ہین اور یہ جنتری "جنتری گر" بناتی ہی اور ہمیشہ اسی کوشش مین مصروف رہیگی انشاءاللہ تعالیٰ۔ مبصر اور ذی فہم لوگ مزید مولف کی سوجھ کی قدردانی کرینگے اور اُسکے دل و دماغ کی توصیف فرمائینگے قیمت ۲۔ محصول

کتب ناٹک

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
طلم اظلم	۴ر	گنجینۂ محبت حصہ اوّل	۶ر
سیف السلیمان	۴ر	ایضاً حصہ دوم	۶ر
بزم فیروز جشن پرستان	۴ر	نیرنگ اُلفت	۴ر
بزم فرخ حافظ	۴ر	ہیر رانجھا	۴ر
علی بابا	۴ر	ہوائی مجلس	۲ر
فریب فتنہ	۳ر	ضیاے عالم نور جہان	۴ر
پولیس ناٹک	۵ر	ہریشچندر ناٹک	۴ر
بے نظیر و بدر منیر	۴ر	الہ دین کا عجیب چراغ	۴ر
گل بکاولی ناٹک	۵ر	رام لیلا ناٹک	۶ر
بزم سلیمان	۴ر	بین شہزادی	۴ر
خدا دوست	۵ر	نل دمن حصہ اوّل	۴ر
خون عاشقِ جانباز	۵ر	" حصہ دوم	۴ر
فتنہ خانم	۴ر	بلبلِ بیمار	۴ر
اندر سبھا امانت	۳ر	ماہی گیر	۳ر
رحم داور	۳ر	کرشن اوتار	۴ر
زہرہ و بہرام	۴ر	نیرنگ عشق	۴ر
ستم ہامان	۴ر	چندر بدن	۴ر
حاتم طائی	۴ر	فسانۂ عجائب	۴ر
لیلیٰ مجنون	۴ر	تائید خدانیا	۵ر
شکنتلا ناٹک	۶ر	سروش سخن	۶ر
ہندی شکنتلا	۶ر	غزالہ ماہرو	۴ر
ہندی زہرہ و بہرام	۴ر	ہندی ہریشچندر	۶ر
صنوبر و شمشاد	۳ر	ہندی کرشن اوتار	۴ر
محمود شاہ	۴	نقل جنگ افغانستان	۱۰ر
نقش سلیمانی	۴ر	نور الدین حسن افروز	۱ر
پورن بھگت	۳ر	چمیلی گلاب	۱۰ر
شیرین فرہاد	۴ر	پولیس ناصح	۰ر
انجام محبت	۳ر	فریب محبت	۱۰ر
پسندیدۂ جہان	۶ر	اندھیر نگری	۱۰ر
چندا و خورشید نور	۲ر	کیسر و جعفر	۱ر

المشتہر۔ محمد عبدالرحیم و نذیرالدین احمد محلہ نئی لبستی کٹرہ گاڑیبانان آگرہ

مطبوعہ مطبع اکبری آگرہ

۲۹۷۶۴۷ ص - ت

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۱۰۲۴

۲۹۷۶۶۷

ص - ت

رسالہ تنبیہ الغوی علی الصراط السوی

کتب خانہ
جامعہ عثمانیہ
۱۔ اراکین مجلس [illegible]
۲۔ [illegible]
۳۔ طلبا [illegible]
۴۔ مدت [illegible]
۵۔ [illegible] کتابیں [illegible] لازم ہے۔
۶۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان [illegible]
۷۔ قلمی نسخے [illegible] کتابیں [illegible] فقط